پیش لفظ

قدرت نے ہمیں بھیڑ بکریوں کی بہت سی نسلوں سے نوازا ہے۔ یہ نسلیں ہمارے موسمی اور دوسرے ماحولیاتی حالات کے عین مطابق ہیں۔ بھیڑ بکریاں دیہی علاقوں میں کم آمدنی والے طبقے کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ ہے۔کئی لوگوں کی روزانہ کی بنیاد پر غذائی ضروریات کا انحصار کافی حد تک انہی جانوروں پر ہے۔بکری کو غریب کی گائے بھی کہا جاتا ہے۔الغرض یہ ایک حقیت ہے کہ ملکی سطح پر بھیڑ بکریوں کی فارمنگ معیشت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے لیکن معاشی ترقی اور غذائی خودکفالت کے حصول کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ اس فارمنگ کو سائنسی بنیادوں پر مربوط کیا جائے تاکہ زرِمبادلہ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ غربت میں کمی ہو۔اس کتاب بھیڑ بکریاں پالنا(Sheep & Goat Farming) میں فارم حضرات کو منافع بخش فارمنگ سے متعلقہ تمام اہم امور کی آگاہی عام فہم اور سادہ اسلوب میں فراہم کی گئی ہے۔بھیڑ بکریاں پالنے والوں کی سہولت کے لیےاس کتاب کو اٹھائیس مختلف عنوانات میں تقسیم کیا گیاہے تاکہ قارئین کی دلچسپی برقرار رہےاور اپنی ضروریات کے مطابق متعلقہ معلومات میں آسانی ہو۔اُمید واثق ہے کہ یہ کتاب بھیڑ بکریوں کی فارمنگ کرنے والے حضرات کے علاوہ طلبہ و محققین کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

مصنفین

رئیس جامعہ کی نظر میں

موجودہ دور میں پیداواری کارخانے اور مشینیں اتنی زیادہ ہیں کہ دوسری چیزیں ماند پڑ گئی ہیں لیکن آج بھی انسانی زندگی کی پیداوار کا ایک حصہ جانور پالنے اور کھیتی باڑی سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ غذائی مواد کی حقیقی بنیاد یہی دو اُمور ہیں اسی بناء پر جانوروں اور کھیتی باڑی کی ضروریات میں خود کفالت اقتصادی استقلال کی ضامن ہے لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ساری دنیا کی اقوام جانوروں کی نشو ونما کو وسعت دینے اور اس کی وسعت کے لیے جدید ذرائع استعمال کرنے میں کوشاں ہیں۔ مویشی پالنا انبیاء اکرم کی سنت ہے۔ جانوروں کو پالنا انسان کے لیے خوراک، ریشہ اور معاشیات میں فائدہ مند ہے۔ پاکستان میں دیہاتی آبادی کے 80 فیصد افراد جانور پالنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ دودھ دینے والے جانور کو پالنا گھر میں برکت تصور کیا جاتا ہے۔ بھیڑ بکریاں گرم سرد، سبز یا بنجر، پہاڑ، صحرا یا دریائی علاقہ جات ہر جگہ اپنا مسکن بنا لیتی ہیں۔ اس وقت دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں بھیڑ بکریوں کی افزائش کی جاتی ہے جو کہ لحمیات، دودھ، کھاد، اون اور ملکی زرِ مبادلہ میں اضافے کا باعث ہے۔ زیر نظر کتاب ڈاکٹر محمد قمر بلال، ڈاکٹر محمد اقبال مصطفےٰ اور ڈاکٹر محمد سیف الرحمٰن کی تحقیقی کاوشوں کا ثمر ہے جو کہ وطن عزیز کے مویشی پال حضرات، ماہرین امور حیوانات، معالجین اور طلبہ کے لیے معیاری معلومات اور رہنمائی فراہم کرے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال ظفر
وائس چانسلر
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

اداریہ

بھیڑ بکریاں ملکی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ جانور گوشت، اُون اور کھالوں کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں جبکہ حالیہ دنوں میں تجارتی بنیادوں پر بھیڑ بکری کے دودھ کو بھی متعارف کروایا جا رہا ہے۔ بھیڑ بکریاں روایتی اور جدید دونوں طریقے سے پالی جاتی ہیں۔ روایتی طور پر چرواہے ملک کے سرد ترین پہاڑی علاقوں سے لے کر گرم ترین صحرائی علاقوں تک خانہ بدوش انداز میں بھیڑ بکریاں پالتے ہیں جبکہ دیہات میں گھریلو سطح چند ایک بھیڑ بکریاں پالنا بھی خاندان کی دودھ کی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ ان کی آمدن کا ایک اہم حصہ ہے جبکہ جدید تجارتی بنیادوں پر فارمنگ اب باقاعدہ ایک آرٹ بن چکی ہے۔ ڈاکٹر محمد قمر بلال، ڈاکٹر محمد اقبال مصطفےٰ اور ڈاکٹر محمد سیف الرحمٰن نے ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جامعہ کتاب ''بھیڑ بکریاں پالنا (Sheep & Goat Farming)'' ترتیب دی ہے جس سے اُمید ہے کہ چھوٹے، درمیانے اور بڑے فارمنگ سائز کے متعلق دی گئی رہنمائی سے بھیڑ بکری پال حضرات بھرپور استفادہ کریں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر شہزاد مقصود احمد بسراء
انچارج، دفتر کتب، رسائل و جرائدِ جامعہ
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

مندرجات

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
-1	فارمنگ کی اہمیت	05
-2	پاکستانی بھیڑوں کی نسلیں	09
-3	پاکستانی بکریوں کی نسلیں	19
-4	تقابلی جائزہ	29
-5	بھیڑ بکریوں کی پیداوار کے علاقے اور پیداواری نظام	31
-6	رہائشی ضروریات اور باڑے کی تعمیر	34
-7	انتخاب اور خرید	38
-8	بھیڑ بکریوں کی غذائی ضروریات	41
-9	خوراک کے مختلف ذرائع	51
-10	چارہ محفوظ کرنے کے طریقے	56
-11	جانوروں کی خوراک میں نمکیات کی اہمیت	60
-12	سستے اور متوازن راشن	61
-13	نوزائید بچوں کی دیکھ بھال	65
-14	بھیڑ بکریوں کی مختلف ادوار میں دیکھ بھال	69
-15	نسل کشی	72
-16	حمل کی علامات اور احتیاطیں	76
-17	اہم انتظامی اُمور	79
-18	بائیوٹیکنالوجی	89
-19	لائیوسٹاک فارمنگ میں کمپیوٹر کا استعمال	94
-20	جانوروں کو تندرست رکھنے کے بنیادی اُصول	97
-21	بھیڑ بکریوں کے اہم امراض	99
-22	بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کا کیلنڈر	124
-23	بھیڑ بکریوں سے حاصل ہونے والی مصنوعات	127
-24	اُون کی درجہ بندی اور پروسیسنگ	132
-25	120 بھیڑیں پالنے کا منصوبہ	137
-26	100 بیتل بکریاں پالنے کا منصوبہ	143
-27	بھیڑ بکریوں کو گوشت کے فربہ کرنا	148
-28	منافع بخش فارمنگ کے لیے سفارشات	153

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فارمنگ کی اہمیت

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بھیڑ بکریاں پالنا زمانہ قدیم سے ہی انسان کا ایک اہم روایتی پیشہ رہا ہے۔ پتھر کا زمانہ ہو یا دھات کا، بجلی کا دور ہو یا ایٹم کا، انسانی ضروریات کا بہت بڑا حصہ انہی جانوروں سے حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ انسان نے جانوروں کو نہ صرف خوراک کی بہم رسانی یا تن ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا بلکہ وہ اس کے لیے دیگر فوائد اور تفریح کا سبب بھی ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اُس نے جانور پیدا کئے جن میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی اور طرح طرح کے دوسرے فوائد بھی ہیں ان میں تمہارے لیے جمال ہے جبکہ تم صبح ان کو چرنے کے لیے بھیجتے ہو اور شام انہیں واپس لاتے ہو''

بھیڑ بکریاں پالنا ایک مقدس اور بابرکت پیشہ ہے۔ کیونکہ بہت سے پیغمبروں نے بھی اس پیشہ کو اختیار کیا ہے۔

بھیڑ بکری ایک جگالی کرنے والا پستانیہ (Mammal) ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صدیوں قبل یہ جانور جنگلی تھا اس کے جسم کے بال اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ سرد علاقوں کا جانور تھا۔ بکریوں کے جسم سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے لیکن بھیڑ کے پاؤں کے نیچے ایک خاص قسم کے غدود کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نشانات سے بو آتی ہے۔ اس بو سے یہ جانور ایک دوسرے کو تلاش کر لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گلے کے سب جانور ہمیشہ یکجا رہتے ہیں۔ بھیڑ، دُنبے یا مینڈھے کا گلّے سے الگ کر کے لے جانا مسئلہ پیدا کر دیتا ہے۔ بھیڑ بکری کی طرح پھرتیلا جانور نہیں اور پہاڑی بکری کی طرح اونچی جگہ پر نہیں چڑھ سکتا۔ بھیڑ عموماً ایک یا دو بچے دیتی ہے لیکن بکری دو سے زیادہ بچے بھی پیدا کرتی ہے۔

بھیڑیں پالنا زمانہ قدیم سے انسان کا روایتی پیشہ رہا ہے۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ارجنٹائن میں بھیڑوں کی افزائش وسیع پیمانے پر کی جاتی ہے ان ملکوں کی یہ خاص دولت ہے۔ بھیڑ ایک ایسا جانور ہے جو ازل سے انسان کو خوراک و پوشاک کا سامان مثلاً دودھ، گوشت، اُون اور کھالیں فراہم کرتا ہے۔ ان کا دودھ زود ہضم ہوتا ہے اور طبی خواص رکھتا ہے۔ کھیتوں سے جڑی بوٹیاں تلف کرنے کے علاوہ یہ جانور اعلیٰ درجے کی حیواناتی کھاد مہیا کر کے زمین کی زرخیزی کو مزید تقویت بخشنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے بھیڑ کو سنہری کھروں والا جانور کہا جاتا ہے۔

آبادی میں روز افزوں اضافے اور غذائی ضروریات کی قلت نے زراعت پیشہ لوگوں کی توجہ وسیع تر رقبے پر نقد آور اجناس کاشت کرنے کی طرف مبذول کروائی ہے اور اس کے علاوہ بنجر رقبے کو بھی زیر کاشت لایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے چراگاہوں کا رقبہ کم ہو رہا ہے۔ عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شاید اس سے بھیڑ بکریاں پالنا ایک مسئلہ بن جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ بھیڑ بکریاں رکھنے اور پالنے کی طرف بڑھ رہی ہے کیونکہ یہ آمدنی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اِن جانوروں کو ایک منظّم انداز سے رکھا اور پالا جائے۔ اس کاروبار کو بطور صنعت اپنانا ایک اہم ملکی اور قومی تقاضا ہے۔

ان کی افزائش میں نسل، خوراک، نگہداشت، صحت اور مارکیٹنگ جیسے پہلوؤں کو مناسب اہمیت دینا کاروبار میں معقول آمدنی و منافع کا

ضامن ہے۔ پرورشِ حیوانات کی سائنس کے ماہرین نے تحقیق و تجربات کے بعد بھیڑ پال حضرات کے لیے ایسے طریقے دریافت کر لیے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر سالانہ آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔

اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق اس وقت ملک میں تقریباً 29.8 ملین بھیڑیں پائی جاتی ہیں جبکہ 2013ء میں یہ تعداد 29.1 ملین تھی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان جانوروں کی فارمنگ کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جائے تاکہ ملکی معیشت مضبوط ہو اور غربت میں خاطر خواہ کمی واقع ہو۔

پاکستانی بھیڑوں کی اُون موٹے ریشے والی ہونے کے باعث قالین بافی کی صنعت کے لیے موزوں تصور کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ دیگر ممالک میں اس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اگر ہمارے گلّہ بان بھیڑوں کی افزائش جدید سائنسی طریقوں پر کریں تو یہ نہ صرف ملک کو گوشت کی پیداوار میں خود کفیل بنانے کی سمت ایک حوصلہ افزا اقدام ہوگا بلکہ ملک کے لیے کثیر زرِمبادلہ کمانے کی راہ بھی ہموار ہو جائے گی۔

فوائد کے لحاظ سے پاکستان کی بکریوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم تو محض گوشت کے لیے پالی جاتی ہے جس سے ضمنی پیداوار کے طور پر کچھ بال بھی حاصل ہوتے ہیں لیکن ان بالوں کی کوئی خاص اقتصادی اہمیت نہیں ہوتی۔ دوسری قسم دودھ دینے والی بکریوں کی ہے جس میں بیتل، دائرہ دین پناہ اور ناچی مشہور ہیں۔ دودھ اور گوشت کے علاوہ کئی ملکوں میں ''پشم'' کے لیے انگورا نسل کی بکریاں مشہور ہیں جو ترکی، امریکہ اور جنوبی افریقہ کے ممالک میں بڑے پیمانے پر پالی جا رہی ہیں چونکہ دودھ دینے والی بکریاں دودھ اور گوشت دونوں مقاصد کے لیے پالی جاتی ہیں اس لیے اقتصادی لحاظ سے یہ زیادہ سودمند ثابت ہوتی ہیں۔

بکری غریب کی گائے کہلاتی ہے اور جو لوگ گائے بھینس پالنے کی استطاعت نہیں رکھتے، دودھ کی گھریلو ضروریات پوری کرنے کے لیے بکری پال لیتے ہیں۔ چونکہ بکری کے دودھ میں پائی جانے والی چکنائی کے ذرات کی جسامت گائے اور بھینس کے دودھ کے ذرات کی جسامت سے چھوٹی ہوتی ہے اس لیے بکریوں کا دودھ بچوں کی نشو و نما اور مریضوں کی بحالی صحت کے لیے نسبتاً مفید رہتا ہے اس کے علاوہ بکری کا گوشت بھیڑ کے گوشت کے مقابلے میں زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

پاکستان میں بکریوں کی عمدہ نسلیں موجود ہیں جو مختلف پہاڑی اور میدانی علاقوں کے موسم کی مناسبت سے وہاں کے موسم کی شدت کو با آسانی برداشت کر سکتی ہیں اور علاقوں کی تقسیم کے لحاظ سے یہاں کی آب و ہوا میں بخوبی نشو و نما پانے کی اہلیت رکھتی ہیں۔

اکنامک سروے آف پاکستان 16-2015ء کے مطابق پاکستان میں 70.3 ملین بکریاں موجود ہیں۔ 1955ء سے بکریوں کی تعداد میں متواتر اضافہ ہو رہا ہے یہ تعداد 2013ء میں 66.6 ملین تھی۔ گو پنجاب میں دوسرے صوبوں کی نسبت زیادہ بکریاں پالی جاتی ہیں لیکن پھر بھی اس صوبے میں آباد عوام کی گوشت کی ضرورت پوری نہیں ہو رہی ہے اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ بکریوں کی تعداد بڑھانے کے ساتھ ساتھ بکریوں کی فارمنگ جدید طریقوں سے کی جائے تاکہ عوام کے لیے گوشت کی فراہمی کا ذریعہ بن سکیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں 3.87 ملین ٹن گوشت پیدا ہوتا ہے۔ گوشت کی اس کل پیداوار میں 52 فیصد

بیف 17.68 فیصد مٹن اور 30.32 فیصد پولٹری میٹ شامل ہے۔ اگر صرف بیف اور مٹن کی پیداوار کی بات کی جائے تو وہ 20703 ملین ٹن ہے اور اس میں بھیڑ بکریوں کا حصہ 25.38 فیصد ہے۔ ٹیڈی بکریاں بھی گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر رہی ہیں اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر بکری پیداواری لحاظ سے بہترین خصوصیات کی حامل ہو، دیکھ بھال اور خوراک کی فراہمی کے انتظامات کو موثر بنایا گیا ہو اور بیماریوں سے بچاؤ کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا ہو تو یہ بکری سال میں اوسطاً 30 کلوگرام گوشت اپنے جوان بچوں کی صورت میں فراہم کرتی ہے۔

بعض لوگ بکریوں کی افزائش پر یہ کہہ کر اعتراض لگاتے ہیں کہ بکریاں ماحول کو خراب کرنے کا باعث ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بکری سبزے کے خاتمے اور زمینی کٹاؤ کا باعث بنتی ہے لیکن حقیقتاً بکری کے بارے میں یہ غلط تاثر صرف انسانی غلطیوں کی بنا پر ہے۔ بکریوں کی موروثی خصوصیات کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ لائیوسٹاک زراعت کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ گاؤں کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں تقریباً 8 ملین خاندان لائیوسٹاک کے پیشہ سے وابستہ ہیں اور جس سے 35 فیصد سے زائد آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ یہ نقد آمدنی کا ذریعہ ہے اور بعض اوقات دیہات کے لوگوں کے لیے واحد آمدنی کا ذریعہ بھی لائیوسٹاک ہی ہے۔ لائیوسٹاک اور اس سے حاصل کردہ اشیاء کی برآمد سے غربت میں واضح کمی لائی جاسکتی ہے۔

زراعت میں لائیوسٹاک کا 58.6 فیصد حصہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھیڑ بکریوں کو گوشت، دودھ، اون اور بالوں کے حصول کے لیے پالا جاتا ہے۔ ان کو پالنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں بکریوں کی تعداد 72.2 ملین جبکہ 30.1 ملین بھیڑیں پائی جاتی ہیں گذشتہ سال بکریوں سے 867 ملین ٹن جبکہ بھیڑوں سے 39 ملین ٹن دودھ حاصل کیا گیا۔ بھیڑ بکریوں سے کل 686 ملین ٹن گوشت حاصل کیا گیا جبکہ 45000 ٹن اون اور 26000 ٹن بالوں کی پیداوار ہوئی۔

فوائد

بھیڑ بکریاں پالنے کے چند فوائد حسبِ ذیل ہیں۔

i- اِن کو پالنے کے لیے کسی خاص عمارت کی ضرورت نہیں ہوتی اور کم انسانی قوت (Labour) درکار ہوتی ہے۔

ii- فاؤنڈیشن سٹاک دوسرے جانوروں کی نسبت سستا ہوتا ہے اور اسے آسانی سے بڑھایا جاسکتا ہے۔

iii- زندگی کے چند طبعی مراحل کے علاوہ بھیڑ بکری میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہے کہ وہ قدرتی گھاس پر اپنا گذارہ کر سکے اور انہیں کوئی خاص خوراک دینے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ حقیقتاً کھیتوں میں سے جڑی بوٹیاں ختم کرنے کے لیے بھیڑ کا ثانی نہیں۔ کوئی بھی جنگلی یا گھریلو جانور یہ خصوصیت نہیں رکھتا کہ وہ اتنی مختلف قسم کی خوراکوں پر اپنا گذارہ کر سکے۔ جڑی بوٹیاں، گھاس، اناج، پتے، درختوں کی چھال اس عمدہ جانور کے لیے خوراک کا کام دیتے ہیں۔

iv- بھیڑ میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ گھاس کو ارزاں نرخوں میں گوشت، بال اور اون میں بدل سکے۔

v- بھیڑ بہت ساری مختلف اقسام کے چارے کھانے کی صلاحیت رکھتی ہے یہ خصوصیت انہیں جڑی بوٹیوں کو عمدگی سے ختم کرنے والا بناتی ہیں۔

vi- اُون، گوشت، دودھ اور گوبر کی پیداوار آمدنی کے ذرائع ہیں۔

vii- ان کے لبوں کی مخصوص ساخت انہیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ اجناس جو کٹائی کے دوران زمین پر گر جاتی ہیں انہیں استعمال کر سکیں۔

viii- بھیڑ بکریوں کا فضلہ ایک عمدہ کھاد ہے جیسا کہ یہ جانور فارغ زمینوں پر چرتے ہیں اس طریقے سے ان کی مینگنیاں ان علاقوں میں زمین کی پیداواری صلاحیت بڑھانے میں مددگار ہوتی ہیں۔

ملکی سطح پر دودھ کی کل پیداوار 54.3 ملین ٹن ہے اس میں بھیڑ بکریوں کا حصہ 0.906 ملین ٹن ہے۔ اگر صرف بھیڑ بکریوں کے دودھ کی بات کی جائے تو بکریاں 0.867 ملین ٹن (95.70 فیصد) اور بھیڑیں صرف 0.039 ملین ٹن (4.30 فیصد) دودھ پیدا کر رہی ہیں۔

ملک میں پیدا ہونے والے کل دودھ کا 1.66 فیصد تقریباً بھیڑ بکریوں کا ہے اس کے علاوہ تقریباً 45,000 ٹن سالانہ اُون بھیڑوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ ملکی سطح پر بالوں کی پیداوار 26,000 ٹن ہے۔

بھیڑ بکری عام طور پر ایک حساس جانور ہے۔ یہ ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں سے اثر لیتا ہے لیکن اس کے باوجود تقریباً ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اگر دنیا کے نقشے پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ حقیقت منظر عام پر آتی ہے کہ جہاں یہ صحراؤں میں چرتی ہوئی پائی جاتی ہے وہیں پر یہ دنیا کے ٹھنڈے ترین علاقوں میں بھی موجود ہیں۔

بھیڑ کے گوشت میں چکنائی کا تناسب جسم کے تمام حصوں میں یکساں ہوتا ہے لیکن بھیڑ کی بعض نسلوں میں چربی دم میں ہوتی ہے۔ بھیڑ کا دودھ بھی غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے اسے تازہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور دہی مکھن وغیرہ بھی بنایا جاتا ہے۔ افریقہ میں پیدا ہونے والے کل دودھ میں 40 فیصد حصہ بھیڑ کے دودھ کا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بھیڑ کی کھال بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً 54.27 ملین کھالیں بھیڑ بکریوں سے حاصل ہو رہی ہیں۔ قراقل بھیڑ کے چھوٹے بچوں کی کھال سے فر بنائی جاتی ہے اور بہت قیمتی تصور کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی کھالیں پانی، دودھ اور دوسرے مائعات کو سٹور کرنے کے لیے مشکیزے بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ ان کو گھریلو دستکاریوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ دنیا کے گرم خطوں کے کچھ ممالک میں ان کی کھالوں کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بھیڑ بکریوں کو سفارش کردہ طریقوں کے مطابق پالا جائے تاکہ ملکی معیشت میں نمایاں کردار ادا کر سکیں۔ زیرِ نظر کتاب کا مقصد فارمر حضرات کو جدید سائنسی طریقہ کار سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکیں اور ملک میں غربت کا خاتمہ ہو۔

پاکستانی بھیڑوں کی نسلیں

پاکستان میں بھیڑوں کی بہت سی اقسام پائی جاتی ہیں۔ بھیڑوں کو زیادہ تر گوشت حاصل کرنے کے لیے پالا جاتا ہے چند نسلیں کسی حد تک دودھ بھی پیدا کرتی ہیں۔ ہمارے ملک میں پائی جانے والی بھیڑوں کی زیادہ تر نسلیں رف اون پیدا کرنے والی ہیں بھیڑوں کو پتلی اور موٹی دم کے لحاظ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

پتلی دم والی بھیڑیں

بلتستانی

مسکن: ضلع بلتستان، ملک کے جنوبی علاقوں میں

وزن: 25 تا 28 کلوگرام

دودھ: صرف میمنوں کی افزائش کے لیے

اون کا قطر: 40.6 مائیکرون

خصوصیات

یہ بھیڑیں عام طور پر چھوٹے سے درمیانے قد کی ہوتی ہیں۔ زیادہ تر جانوروں کے جسم سفید اور ٹانگیں بھورے رنگ کی ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ بھورے رنگ کے اور سفید جسم پر بھورے دھبوں کے ساتھ بھی پائے جاتے ہیں۔ اس نسل کے جانوروں کے سر درمیانے سائز کے، کان چھوٹے اور کھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور دم چھوٹی ہوتی ہے۔ انہیں زیادہ تر گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔

کیل

مسکن: وادی نیلم آزاد کشمیر، لیپا وادی

وزن: 30 تا 45 کلوگرام

دودھ: 0.23-0.9 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 33.7 مائیکرون

خصوصیات

اس کا قد درمیانہ اور جسم سفید ہوتا ہے سر کالا یا بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ کان درمیانے سائز کے ہوتے ہیں اور کچھ جانوروں میں کانوں کے اوپر بالوں کا گچھا بھی پایا جاتا ہے اور سر پر سینگ ہوتے ہیں ان کی دم لمبی 20-15 سینٹی میٹر ہوتی ہے ان بھیڑوں کو زیادہ تر گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

کالی

مسکن: نکیال، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر

وزن: 30 تا 35 کلوگرام

دودھ: 0.1-0.8 کلوگرام

اون کا قطر: 40 مائیکرون

خصوصیات

اس نسل کی بھیڑوں کا قد درمیانہ جسم گٹھا ہوا اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں۔اس نسل کی نمایاں خصوصیات میں سیدھی کمر اور چوڑے شانے شامل ہیں۔دم باریک اور 15-20 سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔جسم کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

پونچھی

مسکن عباس پور، کوہوٹا، کیلار، علی آباد، ضلع پونچھ

وزن: 30 تا 37 کلوگرام

دودھ: 0.3-08 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 36 مائیکرون

خصوصیات

یہ درمیانے قد کی بھیڑیں ہیں۔زیادہ تر کا رنگ سفید اور کچھ کالے اور بھورے رنگ میں بھی پائی جاتی ہیں۔کان اور سر درمیانے سائز کے ہوتے ہیں۔اس نسل کو زیادہ تر گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

دامانی

مسکن: ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور، بنوں

وزن: 26 تا 29 کلوگرام

دودھ: 0.9-1.59 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 43.3 مائیکرون

خصوصیات

یہ گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے سائز کی بھیڑیں ہیں۔سر بھورا یا سیاہ رنگ کا اور جسم سفید ہوتا ہے۔ٹانگوں کا رنگ عموماً سفید لیکن بعض اوقات گندمی رنگ بھی ہوتا ہے۔کان چھوٹے اور ساتھ بڑے ہوتے ہوتے ہیں۔کچھ جانوروں میں گردن کے نیچے ایک بوتل نما چھوٹی سی ساخت لٹک رہی ہوتی ہے جس کو مقامی زبان میں لاڈ کی کہتے ہیں۔پیٹ کسی حد تک نیچے لٹکا ہوتا ہے جبکہ تھن لمبے اور حیوانہ بڑا ہوتا ہے۔گوشت اور اون کے علاوہ دامانی بھیڑیں دودھ کا ذریعہ بھی ہیں۔

کاغانی

مسکن: وادی کاغان، ہزارہ، ایبٹ آباد، مانسہرہ، مردان، پشاور

وزن: 24 تا 28 کلوگرام

دودھ: 0.1-0.2 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 32.5 مائیکرون

خصوصیات

یہ بھیڑیں درمیانے سے چھوٹے قد کی ہوتی ہیں۔ رنگ مکمل طور پر سفید یا کچھ جانوروں کے سر اور کان کالے، سرخ یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ سر چھوٹا اور کان درمیانے سائز کے ہوتے ہیں اور ناک ذرا سی محدب ہوتی ہے۔ گردن چھوٹی، پیٹ ساتھ جڑا ہوا اور ٹانگیں اکثر اون سے ڈھکی ہوتی ہیں۔ نر جانوروں میں سینگ ہوتے ہیں۔ یہ بھیڑیں باقی نسلوں کی نسبت بہتر اون پیدا کرتی ہے کیونکہ اس میں کسی حد تک ریمبلے کا خون شامل ہے۔

بچی

مسکن: چولستان، بہاولپور، بہاولنگر

وزن: 30 تا 35 کلوگرام

دودھ: 0.1-09 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 36.3 مائیکرون

خصوصیات

ان کا رنگ سفید اور کانوں، گردن اور سر کا رنگ سیاہ یا گہرا بھورا ہوتا ہے۔ چھوٹے کانوں کی وجہ سے اسے بچی کہا جاتا ہے۔ بعض دفعہ کانوں کے ابتدائی حصے پر سیاہ رنگ کے دھبے پائے جاتے ہیں۔ اس نسل کی بھیڑوں کو زیادہ تر اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

چولستانی

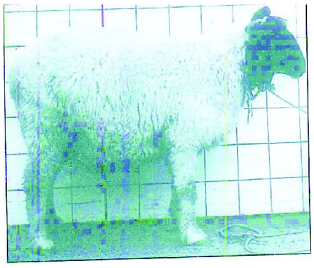

مسکن: چولستان، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خاں

وزن: 30 تا 36 کلوگرام

دودھ: صرف میمنوں کی افزائش کے لیے

اون کا قطر: 40.6 مائیکرون

خصوصیات

قد درمیانہ، جسم سفید اور گٹھا ہوا ہوتا ہے۔ سر کان اور گردن کا کچھ حصہ سیاہ یا بھورا ہوتا ہے۔ کان پتوں کی طرح اور 10-15 سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ ناک محدب اور نتھنے چوڑے ہوتے ہیں۔ دم کافی لمبی ہوتی ہے۔ ان بھیڑوں کو زیادہ تر گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

کجلی

مسکن: خوشاب، شاہ پور، سرگودھا، گجرات، میانوالی، بھلوال، جہلم، منڈی بہاؤالدین

وزن: 60 تا 80 کلوگرام

دودھ: 1.3 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 37.1 مائیکرون

خصوصیات

بھیڑوں کی نسل اپنے قد اور خوبصورتی کی وجہ سے مشہور ہے جسم کا رنگ سفید، ابھری ہوئی ناک، سیاہ تھوتھنی، چھوٹی آنکھیں اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے، لمبے کان جن کے سرے سیاہ رنگ کے، پتلی دم اور لمبی ٹانگیں اس نسل کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس نسل کو قربانی کی غرض سے بڑے شوق سے پالا جاتا ہے۔

لوہی

مسکن: فیصل آباد، جھنگ، شیخوپورہ، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، سرگودھا، ساہیوال، ملتان، اوکاڑہ، وہاڑی، پاکپتن

وزن: 50 تا 65 کلوگرام

دودھ: 1.14 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 40.2 مائیکرون

خصوصیات

ان بھیڑوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے یہ نسل جڑواں بچے دینے کے لیے مشہور ہے۔ ان بھیڑوں کا قد بڑا جسم وزنی اور شانے گوشت سے بھرے ہوئے، لٹکتے ہوئے کان، چھوٹی پتلی دم، جسم سفید اور اکثر جانوروں میں کان کے اوپر ایک چھوٹا ابھرا ہوا کان ہوتا ہے جس کی وجہ سے پڑکنی بھی کہتے ہیں۔ اس نسل کو اون کے حصول کے لیے بھی پالا جاتا ہے۔

سپلی

مسکن: یہ بہاولپور اور بہاولنگر ضلعوں میں پائی جاتی ہے

وزن: 29 تا 33 کلوگرام

دودھ: 0.2-04 کلوگرام فی دن

اون کے قطر: 46.5 مائیکرون

خصوصیات

سفید جسم جبکہ منہ سر اور کان بھورے یا سفید ہوتے ہیں۔ کانوں کی بناوٹ سیپی کی طرح ہوتی ہے۔ یہ نسل زیادہ تر اون کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔

کُچھی

مسکن: رن کچھ، میر پور خاص، سانگھڑ، ضلع تھرپارکر سندھ

وزن: 35 تا 42 کلوگرام

دودھ: 1.5 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 40 مائیکرون

خصوصیات

درمیانہ قد، مضبوط بناوٹ، جسم سفید جبکہ سر، گردن اور چہرہ سیاہ یا بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ ناک کی ہڈی ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ ٹانگوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ لمبے تھن اور حیوانہ بڑا ہوتا ہے۔ نر اور مادہ دونوں میں سینگ ہوتے ہیں۔ اس نسل کو گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔

تھلی:

مسکن: میانوالی، مظفر گڑھ، ملتان، بھکر، لیہ اور جھنگ کے ریگستانی علاقے

وزن: 30 تا 35 کلوگرام

دودھ کی پیداوار: 0.3 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: 37.7 مائیکرون

خصوصیات

ان بھیڑوں کا جسم سفید، سر کالا ہوتا ہے۔ لمبے لٹکتے ہوئے کان، بڑی پیشانی اور پتلی دم اس نسل کی خاص خصوصیات ہیں۔ ان کو گوشت، اون اور دودھ کی پیداوار کے لیے پالا جاتا ہے۔

کوکا

مسکن: شکارپور، نواب شاہ، دادو، جیک آباد، حیدر آباد، سکھر، میر پور خاص

وزن: 27 تا 32 کلوگرام

دودھ: 1.5-2 کلوگرام دودھ

اون کا قطر: 44.1 مائیکرون

خصوصیات

گٹھا جسم، سر درمیانہ، لٹکے ہوئے کان، ناک، ہڈی ابھری ہوئی یا پتلی اور لمبی اون سے ڈھکی ٹانگیں اس نسل کی نمایا خصوصیات ہیں۔ کچھ جانوروں کے چہرے پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔

موٹی دم والی بھیڑیں

گوجل

مسکن: شمالی علاقہ جات، ہنزہ وادی

وزن: 33 تا 38 کلوگرام

دودھ: 0.76 کلوگرام فی دن

اون کا قطر: --

خصوصیات

ان کا قد درمیانہ ہوتا ہے جسم کا رنگ سفید اور کہیں کہیں کالے یا بھورے رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ سر تھوتھنی اور کان زیادہ تر بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ آنکھوں کے گرد حلقے ہوتے ہیں ٹانگیں چھوٹی اور بھورے رنگ کی ہوتی ہیں۔ نر جانوروں میں اکثر سینگ پائے جاتے ہیں۔ اس نسل کو گوشت اور دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

پہاڑی

مسکن: چینار، میر پور خاص، مظفر آباد، کشمیر

وزن: 29 تا 38 کلوگرام

دودھ: ---

اون کا قطر: 36 مائیکرون

خصوصیات

قد چھوٹا، جسم سفید، جس پر کہیں کہیں کالے دھبے ہوتے ہیں۔ سر، منہ اور کان زیادہ تر کالے یا مٹی جیسے رنگ کے ہوتے ہیں۔ آنکھوں کے گرد بھورے حلقے، ٹانگیں بھورے رنگ کی اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ کان چھوٹے اور کھڑے، ناک ابھری ہوئی ہوتی ہے کندھے چوڑے اور جسم کا نچلا حصہ بھاری ہوتا ہے۔ اس نسل کو گوشت اور اون کی پیداوار کے لیے پالا جاتا ہے۔

بلخی

مسکن: پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان

وزن: 50 تا 70 کلوگرام

دودھ: 0.4 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 45.1 مائیکرون

خصوصیات

اس نسل کا نام افغانستان اور ترکمانستان کے علاقے بلخ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ان بھیڑوں کا رنگ بھورا یا سیاہ ہوتا ہے اور جسم درمیانہ ٹانگیں پتلی، سر بھاری، کشادہ پیشانی، مخروطی تھوتھی، کان درمیانے اور نوکدار ہوتے ہیں۔ ناک کی ہڈی ابھری ہوئی ہوتی ہے۔

ہشت نگری

مسکن: چارسدہ، مردان، برنائی، تنگی، ہری پور، ہشت نگر، پشاور

وزن: 32 تا 36 کلوگرام

دودھ: 0.43 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 35 مائیکرون

خصوصیات

ان بھیڑوں کی پیشانی بڑی، گردن مضبوط اور موٹی ہوتی ہے جسم بھرا ہوا، عمر سیدھی، ٹانگیں چھوٹی اور چکی بھاری اور درمیان سے کافی کشادہ ہوتی ہے۔

مچنی

مسکن: پشاور کوہاٹ

وزن: 26 تا 36 کلوگرام

دودھ: 0.23-045 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 30.7 مائیکرون

خصوصیات

ان بھیڑوں کا قد درمیانہ جسم سفید، کان کالے یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں اور کچھ جانوروں میں پچھلے گھٹنوں اور پنڈ کیوں پر کالے نشانات ہوتے ہیں۔ گردن لمبی اور پتلی جبکہ کان اور سر چھوٹا ہوتا ہے۔ جسم لمبوترا اور چکی نیچے گھٹنوں تک لٹکی ہوتی ہے۔

تراھی

مسکن: کوہاٹ، بنوں پشاور

وزن: 33 تا 37 کلوگرام

دودھ: 0.71 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 35.3 مائیکرون

خصوصیات

زیادہ تر جانوروں کا رنگ ہلکا، بھورا، بھورا یا سیاہ ہوتا ہے چھوٹا سر، تنگ پیشانی، ہموار ناک اور بھورے رنگ کے درمیانے کان اس نسل کی پہچان ہے۔ ان بھیڑوں میں حیوانہ بڑا اور تھن لمبے ہوتے ہیں چکی درمیانی اور گھٹنوں سے 4 انچ اوپر ہوتی ہے۔ اس نسل کو گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

وزیری

مسکن: وزیرستان، پشاور، کوہاٹ، بنوں

وزن: 30 تا 40 کلوگرام

دودھ: 0.7 کلوگرام

اون کا قطر: 35 مائیکرون

خصوصیات

سر سیاہ، بھورا یا دھبے دار ہوتا ہے۔ سفید جسم اور ٹانگیں بھی سفید ہوتی ہیں کچھ جانوروں میں پیٹ اور کندھوں پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ چھوٹا

سر، تنگ پیشانی، ہموار ناک اور کان سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔

بلوچی

مسکن: قلات، کوئٹہ، سبی

وزن: 32 تا 38 کلوگرام

دودھ: 0.1-0.9 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 37 مائیکرون

خصوصیات

ان جانوروں کا رنگ سفید اور کان سیاہ یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں جسم پر سیاہ یا بھورے دھبے ہوتے ہیں۔ سر درمیانہ ناک ابھری ہوئی اور تھوتنی سیاہ ہوتی ہے۔ پیٹ جھولتا ہوا اور کمر سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ چکی درمیانی سائز کی جس پر چھوٹا سا دم نما ابھار ہوتا ہے۔ ان بھیڑوں کو گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

ببرک

مسکن: سبی، لورالائی، کوئٹہ

وزن: 32 تا 37 کلوگرام

دودھ: 0.23-0.68 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 43.5 مائیکرون

خصوصیات

اس نسل کی بھیڑیں درمیانے قد کی ہوتی ہیں۔ جسم سفید، سر سیاہ یا بھورا یا دونوں رنگ کے دھبوں والا ہوتا ہے۔ نر میں سینگ ہوتے ہیں جو اوپر کو مڑے ہوتے ہیں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ہوتے ہیں۔ کان درمیانے، جسم گوشت سے بھرا ہوا اور ٹانگیں پتلی ہوتی ہیں۔

ہرنائی

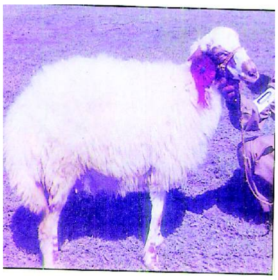

مسکن: موروٹی، کوئٹہ، سبی، ژوب، قلعہ، سنڈیمن

وزن: 29 تا 32 کلوگرام

دودھ: 0.23-0.68 کلوگرام فی یومیہ

اون کا قطر: 31.3 مائیکرون

خصوصیات

ان کے جسم پر سفید اور بھورے رنگ کے دھبے ہوتے ہیں سر کا رنگ سفید بھورا، کتھئی یا سیاہ ہوتا ہے۔ پیشانی ابھری ہوئی ناک سیدھی اور

چمکدار آنکھیں اس نسل کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

سالٹ رینج (لاٹی)

مسکن: اٹک، راولپنڈی، جہلم، سرگودھا، میانوالی

وزن: 29 تا 35 کلوگرام

دودھ: 0.25-0.5 کلوگرام یومیہ

اون کا قطر: 35.5 مائیکرون

خصوصیات

درمیانہ قد، جسم کا رنگ سفید اور سر پر کالے یا مٹیالے رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ سر چھوٹا، پیشانی چوری اور مخروطی تھوتھنی پائی جاتی ہے کان چھوٹے اور چکی درمیانے سائز کی ہوتی ہے۔ ان بھیڑوں کو گوشت اور اون کے لیے پالا جاتا ہے۔

دمبی

مسکن: محل کوہاستان، دادو، کشمور، شہدادکوٹ، کراچی، جیک آباد

وزن: 34.5 تا 40 کلوگرام

دودھ: 0.51 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 38.5 مائیکرون

خصوصیات

درمیانہ قد، جسم سفید، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور منہ کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ کانوں پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ ان کو گوشت اور اون کی پیداوار کے لیے پالا جاتا ہے۔

کوہِ غزار

مسکن: گلگت، چترکھنڈ، کوہ غزار

وزن: 32.5 تا 36.5 کلوگرام

دودھ: ---

اون کا قطر: ---

خصوصیات

درمیانہ قد اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں جو کہ بھورے یا کالے رنگ کی اون سے ڈھکی ہوتی ہیں۔ کان چھوٹے اور کھڑے ہوتے ہیں۔ سر درمیانہ اور سینگ کے بغیر ہوتا ہے۔ دم بہت چھوٹی ہوتی ہے۔

رخشیانی (Rakhshani)

مسکن: وادی رخشن ، جگ خراں، مکران، قلات

وزن: 28 تا 32 کلوگرام

دودھ: 0.5-0.7 کلوگرام فی یوم

اون کا قطر: 39 مائیکرون

خصوصیات:

جسم کا رنگ سفید اور جس پر سیاہ دھبے پائے جاتے ہیں تھوتھنی سیاہ، کان چھوٹے سے درمیانے سائز کے ہوتے ہیں۔ ناک کی ہڈی ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ جسم اور گردن درمیانی سائز کی اور پیٹ لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

پاکستانی بکریوں کی نسلیں

پاکستان میں بکریوں کی مختلف نسلیں پائی جاتی ہیں۔ان میں بہت سی درمیانی سائز کی بکریاں ہیں اور بہت سی بکریوں کی نسلوں کے نام علاقوں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔بکریاں زیادہ تر گوشت اور بال حاصل کرنے کے لیے پالی جاتی ہیں اور کچھ سے دودھ بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں پائی جانے والی بکریوں کو صوبوں کے لحاظ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

آزاد کشمیر میں پائی جانے والی نسلیں

بلتستانی

مسکن: بلتستان

وزن: 25.6 تا 28.8 کلوگرام

دودھ: 1.12 لیٹر یومیہ

خصوصیات

جسم کا رنگ سیاہ جس پر سفید دھبے ہوتے ہیں سر کا رنگ سیاہ اور نر مادہ دونوں میں چھوٹے سینگ پائے جاتے ہیں۔ان کو گوشت، دودھ اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

بیاری

مسکن: کوٹلی، میرپور خاص

وزن: 20 تا 25 کلوگرام

دودھ: 0.8-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ نسل اور سندھی بکریوں کے ملاپ سے وجود میں آئی ہے۔یہ مکمل طور پر سفید یا بھوری ہوتی ہیں اور جسم پر کہیں کہیں سفید یا بھورے دھبے پائے جاتے ہیں۔جسم پر چھوٹے بال ہوتے ہیں جسم گٹھا ہوا، کان لٹکے ہوئے اور لمبے جبکہ سینگ اوپر کی طرف مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔حیوانہ بڑا ہوتا ہے اس نسل میں جڑواں بچوں کی 30 فیصد پیدائش ہوتی ہے۔

بچی

مسکن: وادی نیلم، مظفرآباد، کوٹلی

وزن: 22 تا 30 کلوگرام

دودھ: 0.75-0.9 لیٹر یومیہ

خصوصیات

جسم کا رنگ سیاہ یا بھورا ہوتا ہے۔سر بڑا اور ناک محدب ہوتی ہے۔چھوٹے کانوں کی وجہ سے اس کا نام بچی رکھا گیا ہے۔اس نسل کی

بکریوں کو لابری نسل کی بکریوں سے ملاپ کے لیے رکھا گیا ہے جس کے نتیجے سے شری نسل کی بکریاں پیدا ہوتی ہیں۔

دیسی جتل

مسکن: کوٹلی، میر پور خاص

وزن: 19 تا 23 کلوگرام

دودھ: 0.6 لیٹر یومیہ

خصوصیات

اس نسل کی بکریوں کا رنگ کالا ہوتا ہے جسم پر لمبے (8-10cm) بال ہوتے ہیں۔ سر بڑا کان درمیانے سائز کے اور ٹھوڑی کے نیچے بال ہوتے ہیں۔ نر مادہ میں سینگ ہوتے ہیں نر میں موڑے ہوئے جبکہ مادہ میں سیدھے سینگ ہوتے ہیں۔ ان بکریوں کو گوشت اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

جراخیل

مسکن: قلاش وادی، ہزارہ

وزن: 40 تا 50 کلوگرام

دودھ: 0.8-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

زیادہ تر جانوروں کا جسم سیاہ اور سفید دھبے ہوتے ہیں لیکن کچھ کا رنگ بھورا اور سفید دھبے ہوتے ہیں۔ جسم بڑا کان لمبے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ بڑے سینگ اور بال لمبے ہوتے ہیں۔ ان کو دودھ گوشت اور بالوں کی پیداوار کے لیے پالا جاتا ہے۔

کوہ غزار

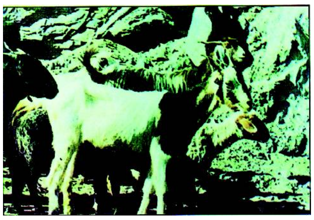

مسکن: وادی نیلم، مظفر آباد

وزن: 15 تا 20 کلوگرام

دودھ: 0.6-0.8 لیٹر یومیہ

خصوصیات

اس نسل کے جسم پر سفید اور کالے دھبے ہوتے ہیں بال 8-10 سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں کان چھوٹے 2.5-6 سینٹی میٹر تک ہوتے ہیں۔ سینگ چھوٹے اور مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی اور بالوں سے ڈھکی ہوتی ہیں۔

لابری

مسکن: مظفر آباد، پونچھ

وزن: 35 تا 45 کلوگرام

دودھ: 1-1.2 لیٹر یومیہ

خصوصیات

زیادہ تر بکریاں سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں پر کچھ بھورے یا سرمئی رنگ کے دھبو کے ساتھ بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ بڑی جسامت کی نسل ہے۔ سر بڑا کان لمبے اور جسم پر 18-20 سینٹی میٹر لمبے ہیں۔ جبکہ ٹھوڑی کے نیچے بھی بال پائے جاتے ہیں۔ لمبے اور موٹے سینگ ہوتے ہیں۔ اس نسل کو گوشت، دودھ اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

پیا میری

مسکن: وادی ہنزہ، خنجراب، پامیر

وزن: 36 تا 40.5 کلوگرام

دودھ: 0.8-0.6 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان جانوروں کا رنگ زیادہ تر سیاہ ہوتا ہے لیکن کبھی بھورے یا سرمئی رنگ دھبے بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ درمیانے قد کے جانور ہیں نر جانوروں میں آدھے مڑے ہوئے سینگ ہوتے ہیں۔ کان چھوٹے سے درمیانے سائز کے ہوتے ہیں ٹانگیں چھوٹی اور بالوں سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے تھن چھوٹے ہوتے ہیں۔

شری

مسکن: مظفرآباد، پونچھ

وزن: 30 تا 38 کلوگرام

دودھ: 0.8-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ مکمل طور پر سفید، بھورے یا سیاہ رنگ یا ان رنگوں کے دھبوں کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جسم مضبوط اور اس پر 15-18 سینٹی میٹر لمبے بال ہوتے ہیں۔ سر درمیانے سائز کا اور کان 9-17 سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے بال ہوتے ہیں۔ نر میں سینگ 17-20 سینٹی میٹر لمبے اور مادہ میں 12-15 سینٹی میٹر تک لمبے سینگ پائے جاتے ہیں۔ ٹانگیں لمبی اور حیوانہ بڑے سائز کا ہوتا ہے۔ ان کو دودھ اور گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔

سرحد میں پائی جانے والی بکریوں کی نسلیں

دامانی

مسکن: ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور، بنوں

وزن: 20.4 تا 22.7 کلوگرام

دودھ: 1-1.2 لیٹر یومیہ

خصوصیات

عموماً جسم کا رنگ سیاہ ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار بھورے اور سفید رنگ کے جانور بھی ملتے ہیں۔ یہ درمیانے سائز کے جانور ہیں جسم پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ سینگ لمبے اور حیوانہ کافی بڑا ہوتا ہے۔ ان کی دم چھوٹی ہوتی ہے۔ ان بکریوں کو گوشت دودھ اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

کاغانی

مسکن: وادی کاغان، سوات

وزن: 31.8 تا 36.3 کلوگرام

دودھ: 0.4-0.6 لیٹر یومیہ

خصوصیات

زیادہ تر سیاہ رنگ میں پائی جاتی ہیں لیکن سفید، سرمئی اور بھورے رنگ کے جانور بھی پائے جاتے ہیں۔ جسم مضبوط اور گٹھا ہوا، سر بڑا پیشانی چوڑی اور سیدھی ناک ہوتی ہے۔

جسم پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ سینگ بڑے، آگے اور پیچھے کی طرف مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ دم کی لمبائی 20 سینٹی میٹر ہوتی ہے جو کہ بالوں سے ڈھکی ہوتی ہے۔ ان کو گوشت اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

گدی:

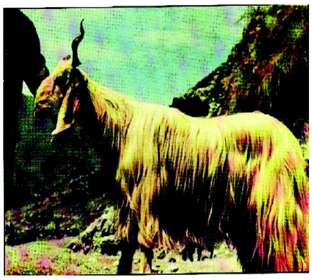

مسکن: کاغان، پارس، کیوائی

وزن: 41 تا 50 کلوگرام

دودھ: 0.8-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ زیادہ تر سیاہ، سفید اور سرمئی رنگ میں پائی جاتی ہیں۔ جسم درمیانے سائز کا مگر بھاری ہوتا ہے سر بڑا اور کان 29 سینٹی میٹر تک لمبے ہوتے ہیں۔ ٹانگیں لمبی اور حیوانہ کافی بڑا ہوتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں پائی جانے والی بکریوں کی نسلیں

بیتل

مسکن: ساہیوال، لاہور، فیصل آباد، سرگودھا، جھنگ، راولپنڈی، گجرات، گجرانوالہ، جہلم، سیالکوٹ

وزن: 29.5 تا 36 کلوگرام

دودھ: 1-2 لیٹر یومیہ

خصوصیات

اس نسل کی بکریاں سفید، سیاہ، سرخ یا بھورے رنگ کے دھبوں کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ان جانوروں کا جسم کافی بڑا ہوتا ہے سر بڑا اور ناک اوھن طرز کی ہوتی ہے۔کان 45.7 سینٹی میٹر تک لمبے ہوتے ہیں۔نر مادہ دونوں میں سینگ پائے جاتے ہیں۔سینگ موٹے اور لمبے، دو یا تین بل کھاتے ہوئے ہوتے ہیں۔ٹانگیں لمبی اور حیوانہ کافی بڑا ہوتا ہے۔ان میں جڑواں بچوں کی پیدائش بہت عام ہے۔

ہیئری:

مسکن: ڈیرہ غازی خان

وزن: 250 تا 30 کلوگرام

دودھ: 1.5-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

جسم کا رنگ سفید اور درمیانے سائز کا ہوتا ہے جسم پر لمبے بال ہوتے ہیں ان بکریوں کو زیادہ تر بالوں اور گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔

ڈیرہ دین پناہ

مسکن: مظفر گڑھ، ڈیرہ دین پناہ، ملتان، کوٹ ادو

وزن: 40 تا 45 کلوگرام

دودھ: 2-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان بکریوں کا جسم سیاہ ہوتا ہے جسم کافی بڑا اور اس پر لمبے بال ہوتے ہیں۔سر بڑا، جسم چوڑا، ناک رومن، ٹانگیں متوازن حیوانہ بڑا اور تھن لمبے ہوتے ہیں۔ٹھوڑی کے نیچے بال ہوتے ہیں۔دم موٹی اور 178 سینٹی میٹر تک لمبی ہوتی ہے۔اس نسل میں جڑواں بچوں کی پیدائش عام ہے۔

پہاڑی (کجلی)

مسکن: لورالائی، ڈیرہ غازی خان

وزن: 24.94 تا 29.48 کلوگرام

دودھ: 1.2-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

عموماً سیاہ رنگ کے جانور پائے جاتے ہیں لیکن کبھی بھورے یا سرمئی رنگ کے جانور بھی ملتے ہیں۔سر چھوٹا، کان سیدھے کھڑے ہوئے جبکہ سینگ باریک ہوتے ہیں۔سر پر بال ہوتے ہیں۔حیوانہ درمیانے سائز کا ہوتا ہے۔ان بکریوں کو گوشت اور دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

ناچی

مسکن: بہاولپور، ملتان، لیہ، مظفرگڑھ، جھنگ

وزن: 30 تا 38 کلوگرام

دودھ: 1-0.8 لیٹر یومیہ

خصوصیات

اس نسل کی بکریاں عموماً سیاہ رنگ کی لیکن سفید اور کالی چتری بھی ہوتی ہیں جسم مضبوط، چھوٹے کھردار بال درمیانہ سر اور ناک رومن طرز کی ہوتی ہے۔ ان کو دودھ اور گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔ دم 15-16.5 سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔

پوٹھو ھاری

مسکن: پنجاب میں پوٹھوہارے علاقے کوٹلی، میر پور خاص

وزن: 22 تا 28 کلوگرام

دودھ: 0.9-0.6 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ بکریاں زیادہ تر سیاہ، سفید اور سرمئی رنگ کی ہوتی ہیں۔ سر اور کان درمیانے اور جسم پر 7-10 سینٹی میٹر تک لمبے بال ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی پر بال ہوتے ہیں۔ نر میں سینگ بل کھاتے ہوئے جبکہ مادہ میں سیدھے ہوتے ہیں۔ ان بکریوں کو گوشت اور دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

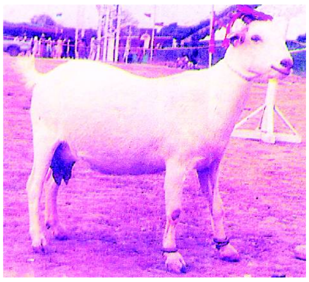

ٹیڈی

مسکن: گجرات، جہلم، سرگودھا، راولپنڈی

وزن: 23.2 تا 33.9 کلوگرام

دودھ: 0.5-0.3 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ نسل سفید، بھورے اور کالے رنگ میں یا ان رنگوں کے دھبوں کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ جسم مضبوط گٹھا ہوا، کان چھوٹے لٹکے ہوئے اور ناک ذرا سی ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ بعض جانوروں میں سینگ اور بعض سینگ کے بغیر ہوتے ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ نر جانوروں میں ٹھوڑی کے نیچے بال ہوتے ہیں ان بکریوں کو گوشت کے لیے پالا جاتا ہے

صوبہ بلوچستان میں پائی جانے والی بکریوں کی نسلیں

خراسانی

مسکن: کوئٹہ، لورالائی، ژوب، چاغی

وزن: 25 تا 29 کلوگرام

دودھ: 1.5-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ زیادہ تر کالے رنگ کے جانور ہیں لیکن کچھ سفید اور سرمئی رنگ کے بھی پائے جاتے ہیں۔ سر درمیانہ اور ناک سیدھی ہوتی ہے دم 20-18 سینٹی میٹر تک لمبی ہوتی ہے۔ سینگ لمبے اور بل دار ہوتے ہیں ان جانوروں کو گوشت اور دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

لہڑی

مسکن: کچھی، سبی

وزن: 30.5 تا 32.8 کلوگرام

دودھ: 1-0.8 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ زیادہ تر کالے، سفید اور سرمئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ جسم گٹھا ہوا اور بالوں سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے سر درمیانے سائز کا ہوتا ہے۔ کان چوڑے لمبے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں۔ ان کا حیوانہ اور تھن چھوٹے سائز کے ہوتے ہیں۔ جڑواں بچوں کی پیدائش عام ہے۔ ان کو گوشت اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔

سندھ میں پائے جانے والی بکریوں کی نسلیں

باوپری

مسکن: حیدرآباد، دادو، لاڑکانہ، خیرپور، نواب شاہ، جیکب آباد

وزن: 24 تا 29 کلوگرام

دودھ: 1.2-0.8 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان کے جسم کا عموماً رنگ سفید لیکن کبھی بھورے اور چترے رنگ کے جانور بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کا جسم گٹھا ہوا، ناک لمبی سیدھی، کان چھوٹے اور کھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ جانوروں میں سینگ چھوٹے اور نوکدار ہوتے ہیں اور کچھ سینگ کے بغیر ہوتے ہیں۔ یہ نسل ہرن سے مشابہت رکھتی ہے اس لیے ان کو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے پالا جاتا ہے۔

بگری

مسکن: حیدرآباد، بدین، میرپورخاص

وزن: 25 تا 33 کلوگرام

دودھ: 0.8-0.5 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ سفید رنگ کے جانور ہیں۔جسم پر لمبے بال سر درمیانہ اور سینگ کافی بل کھاتے ہوئے ہوتے ہیں۔منہ لمبا،کان چھوٹے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔چلتے ہوئے ان کا منہ اور گردن اوپر کی طرف اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

چاپر

مسکن: کراچی،ٹھٹہ،دادو،لاڑکانہ،جیکب آباد

وزن: 25تا35 کلوگرام

دودھ: 0.7-0.5لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان بکریوں کا رنگ عموماً سیاہ ہوتا ہے لیکن کبھی سفید یا چتری بھی پائی جاتی ہیں۔جسم پر لمبے بال،ناک سیدھا اور نر میں مضبوط بل کھاتے ہوئے سینگ ہوتے ہیں۔کان درمیانے گردن چھوٹی اور موٹی ہوتی ہے۔

جٹان

مسکن: میرپور خاص

وزن: 40تا50 کلوگرام

دودھ: 2-1.5لیٹر یومیہ

خصوصیات

اس نسل کی بکریوں کا رنگ بھورا،سرخ یا کالا ہوتا ہے۔کان درمیانے سائز کے سرخ یا بھورے رنگ کے دھبوں کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔یہ بڑے قد کی نسل ہے۔نر اور مادہ دونوں میں سینگ پائے جاتے ہیں۔ٹانگیں لمبی اور حیوانہ کافی بڑا ہوتا ہے۔ان جانوروں کو زیادہ تر دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

کاموری

مسکن: حیدرآباد،دادو،سانگھڑ،نواب شاہ،نوشہرو فیروز

وزن: 45تا50 کلوگرام

دودھ: 1.9-1.3لیٹر روزانہ

خصوصیات

یہ جانور گہرے بھورے یا ہلکے بھورے رنگ میں پائے جاتے ہیں۔جن پر بھورے یا سیاہ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں قدر بڑا جسم مضبوط گٹھا ہوا ہوتا ہے۔کان لمبے چوڑے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ناک ذرا سی مخروطی ہوتی ہے۔نر اور مادہ دونوں میں سینگ پائے جاتے ہیں۔ٹانگیں لمبی اور مضبوط اور دم چھوٹی ہوتی ہے۔ان کو دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

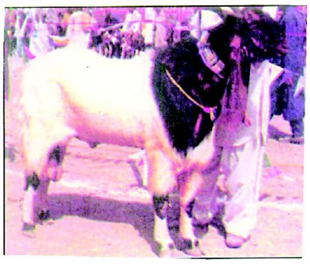

پٹیری

مسکن: سعید آباد، بھٹ شاہ، نواب شاہ، نوشہرو فیروز، ٹنڈو آدم، شہداد پور

وزن: 40 تا 50 کلوگرام

دودھ کی پیداوار: 1-1.4 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان جانوروں کے جسم کا رنگ سفید جبکہ چہرہ، گردن اور کان بھورے اور کچھ میں ٹانگیں بھی بھورے رنگ کی ہوتی ہیں۔ ناک مخروطی، کان لمبے لٹکتے ہوئے جو سروں سے کافی چوڑے ہوتے ہیں۔ نر میں سر کی لمبائی 27 سینٹی میٹر جبکہ مادہ جانوروں میں 25 سینٹی میٹر تک ہوتی ہے۔ ٹانگیں لمبی اور بالوں سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان جانوروں کو دودھ اور گوشت کے لیے پالا جاتا ہے۔

سندھ دیسی

مسکن: دادو، نواب شاہ، سکھر، لاڑکانہ

وزن: 40 تا 50 کلوگرام

دودھ: 1-1.5 لیٹر یومیہ

خصوصیات

بکریوں کی یہ نسل کاموری اور چاپر کے ملاپ سے وجود میں آئی ہے۔ ان کا جسم گٹھا ہوا، سر درمیانہ کان 15-27 سینٹی میٹر تک لمبے ہوتے ہیں۔ دم 15 سینٹی میٹر تک لمبی ہوتی ہے۔ حیوانہ اور تھن درمیانے سائز کا ہوتا ہے۔ اس نسل میں جڑواں بچوں کی پیدائش عام ہے۔

ٹاپری

مسکن: سانگھڑ، میر پور خاص، حیدر آباد، خیر پور

وزن: 20 تا 25 کلوگرام

دودھ: 0.5-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان بکریوں کا رنگ اونٹ جیسا یا سرخ بھورا ہوتا ہے لیکن کچھ سفید رنگ کے جانور بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کا سر اور کان چھوٹے، گردن چھوٹی، حیوانہ اور تھن بھی بڑے نہیں ہوتے ہیں۔ یہ جلد جوان ہونے والی اور زیادہ بچے دینے والی نسل ہے۔

تھرکی

مسکن: تھر کے علاقے

وزن: 25 تا 35 کلوگرام

دودھ: 0.8-1.2 لیٹر یومیہ

خصوصیات

عام طور پر سیاہ رنگ کے جانور پائے جاتے ہیں لیکن کچھ سرخ رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ یہ درمیانے قد کی نسل ہے۔ چھوٹا چہرہ، ناک مخروطی، کان چھوٹے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ سینگ چھوٹے اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی سی درمیانے سائز کی اور گھٹنوں تک بالوں سے ڈھکی ہوتی ہیں۔

بُجری

مسکن:	بدین، ٹھٹہ
وزن:	35 تا 45 کلوگرام
دودھ:	1.2-1 لیٹر یومیہ

خصوصیات

یہ سفید رنگ ے جانور ہیں۔ ان کا قد درمیانہ اور جسم لمبے بالوں سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ چہرہ درمیانے سائز کا اور ناک مخروطی اور ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ سینگ چھوٹے اور پتلے ہوتے ہیں۔

کاچھن

مسکن:	حیدرآباد، بدین
وزن:	45 تا 68 کلوگرام
دودھ:	3-2 لیٹر یومیہ

خصوصیات

جسم کا رنگ سیاہ یا بھورا جبکہ گال اور کان اور کانوں کے گرد سفید دھبے ہوتے ہیں۔ یہ بڑے قد کی نسل ہے۔ منہ چھوٹا اور ناک مخروطی، کان بنیاد سے مڑے ہوئے گائے کے کان جیسے لگتے ہیں۔ ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ اس نسل کو گوشت اور دودھ کے لیے پالا جاتا ہے۔

لوھڑی

مسکن:	دادو، سکھر، لاڑکانہ، خیرپور
وزن:	45 تا 58 کلوگرام
دودھ:	0.80-0.75 لیٹر یومیہ

خصوصیات

ان کا جسم کا رنگ ہلکا سفید اور بھورے رنگ کا جبکہ ٹانگوں کا رنگ گھٹنوں تک سیاہ ہوتا ہے۔ یہ بڑے قد کی نسل ہے۔ کان 50 سینٹی میٹر تک لمبے اور ربن کی طرح کے ہوتے ہیں ٹانگیں درمیانی اور جسم کا پچھلا حصہ لمبے بالوں سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔

نوٹ: مختلف بکریوں کی نسلوں میں دودھ کی پیداوار اوسطاً لکھی گئی ہے۔ بہتر نگہداشت سے زیادہ پیداوار بھی ممکن ہے۔

تقابلی جائزہ

مماثلت (Similarities)

بھیڑ بکریاں بہت سے پہلوؤں میں آپس میں گہری مماثلت رکھتی ہیں اس لیے ان کی اکٹھی فارمنگ کی سفارش کی جاتی ہے بشرطیکہ دونوں کو الگ الگ باڑوں میں رکھا جائے۔ اس باب میں بھیڑ بکریوں میں تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

☆ دونوں کے معدے کے چار حصے ہیں۔

☆ دونوں کی اوسط عمر تقریباً ایک جیسی ہے۔

☆ جڑواں بچے دینے کی صلاحیت دونوں میں موجود ہے۔

☆ دونوں کے لیے عام طور پر کسی خصوصی چارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆ دونوں معمولی گھاس پھوس اور چرائی پر گزارہ کر سکتی ہیں۔

☆ دونوں کو باڑوں میں مقید نہیں رکھا جا سکتا۔

☆ دونوں کا ملائی کا موسم (Breeding Season) ایک ہی ہے۔

☆ دونوں کا زمانہ حمل (Pregnancy Period) ایک جیسا ہے۔

☆ دونوں کے پاؤں کے نیچے مخصوص غدود ہوتے ہیں جن کی مدد سے یہ جانور ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں۔

☆ دونوں ریوڑ کی شکل میں رکھے اور پالے جاتے ہیں۔

☆ ان سے اُون اور بال خصوصی اشیاء بنانے کے لیے حاصل کی جاتی ہیں۔

☆ دونوں میں اکثریت کے نام ان کے علاقوں کی بنیاد پر رکھے گئے ہیں۔

☆ دونوں میں ملائی کے موسم میں 25 سے 30 مادہ جانوروں کے لیے ایک نر درکار ہوتا ہے۔

☆ ان کو عام طور پر گوشت حاصل کرنے کے لیے پالا جاتا ہے۔

☆ دونوں کو کسی خاص رہائش کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆ دونوں کو عیدالاضحیٰ پر قربانی کے لیے پسند کیا جاتا ہے۔

☆ دونوں کی غذائی ضروریات مختلف طبعی حالتوں میں تقریباً ایک جیسی ہی ہوتی ہیں۔

فرق (Differences)

بکری	بھیڑ
یہ مختلف رنگوں میں پائی جاتی ہیں۔	یہ عمومی طور پر ایک رنگ میں ہی پائی جاتی ہیں۔
ان میں کسی نسل کی دُم موٹی نہیں ہوتی۔	ان میں سے کچھ کی دُم موٹی ہوتی ہے۔
ان میں تین بچے دینے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔	ان میں تین بچے دینے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔
یہ عام طور پر درختوں سے لٹک کران کے پتے وغیرہ کھاتی ہیں۔	ان کے لب کی مخصوص ساخت انہیں زمین کے قریب چرائی کے قابل بناتی ہے۔
یہ جانور ایک جانور کی سرکردگی میں آگے بڑھتے جاتے ہیں اور اکٹھے ہی چرائی کرتے ہیں۔	ریوڑ میں یہ جانور مختلف گروہ بنا کر چرائی کرتے ہیں۔
یہ درختوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔	یہ درختوں کو نقصان نہیں پہنچاتیں۔
یہ تیز طرار جانور ہوتے ہیں۔	یہ عام طور پر سُست جانور ہیں۔
انہیں غریب کی گائے کہا جاتا ہے ایسا ان کی زیادہ دودھ دینے کی صلاحیت کی بنیاد پر ہے۔	ان کے دودھ کی پیداوار عام طور پر اتنی کم ہوتی ہے کہ یہ بمشکل اپنے بچوں کو دودھ پلا سکتی ہیں۔
ان کے دودھ میں چکنائی کی مقدار کم ہوتی ہے۔	ان کے دودھ میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے۔
ان کے گوشت میں چربی عام طور پر اندرونی اعضا کے اردگرد جمع ہو جاتی ہے۔	ان کے گوشت میں چربی یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔
ان کا دودھ الرجی کے مریضوں کے لیے شفا بخش ہے۔	ان کے دُودھ سے الرجی ہوسکتی ہے۔
ان کو عید کے علاوہ بھی پسند کیا جاتا ہے۔	ان کے عید کے علاوہ زیادہ پسند نہیں کیا جاتا۔
انہیں گوشت، دودھ اور بالوں کے لیے پالا جاتا ہے۔	انہیں گوشت اور اُون کے لیے پالا جاتا ہے۔
کروموسومز کی تعداد 60 ہے	کروموسومز کی تعداد 54 ہے

منافع بخش فارمنگ کے لیے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ صرف بھیڑوں یا صرف بکریوں کی فارمنگ کی بجائے مکس فارمنگ کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بھیڑ بکریوں کو اکٹھا رکھیں بلکہ ایک ہی فارم پر علیحدہ علیحدہ باڑوں میں رکھیں۔ اس طرز کی فارمنگ سے خوراک پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی آجاتی ہے۔ ایک ہی رقبہ پر بکریوں کی چرائی کے بعد اگر بھیڑیں اسی رقبہ پر چرائی جائیں تو اِن کی غذائی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ بکریاں Top Grazing اور بھیڑیں Bottom Grazing کرتی ہیں۔

بھیڑ بکریوں کی پیداوار کے علاقے اور پیداواری نظام

بھیڑوں اور بکریوں کی افزائش دوسرے جانوروں اور فصلوں کی افزائش اور پیداوار کی طرح بہت سارے ماحولیاتی اور معاشی عوامل جیسے موسم، سطح مرتفع مٹی کی حالت، سبزے کی حالت، پانی کا ذریعہ اور کسی بھی کسان کی معاشی حالت پر منحصر ہے۔ اگر پاکستان کو زرعی طور پر تقسیم کیا جائے تو اسے دو بڑے علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- فصلی پیداوار کے لیے 2- غیر فصلی پیداوار کے لیے

79.61 ملین ہیکٹرز زمین میں سے صرف 20.90 ملین ہیکٹر زمین پر فصلوں کی کاشت کی جاتی ہے جبکہ بقیہ زمین پر جنگلات، رینج لینڈ اور غیر ضروری سبزہ وغیرہ ہے پاکستان میں بھیڑوں، بکریوں کی پیداوار کو ماحولیاتی علاقوں کی بنیاد پر چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں درج ذیل بھی شامل ہیں۔

i- رینج لینڈز (Range Lands) ii- آبپاشی والے علاقے (Irrigated Plains)

iii- جنگلاتی علاقے (Forest Areas)

1- شمالی بلند علاقے

یہ علاقہ آزاد جموں کشمیر، سوات اور وادی کاغان کے نیم برفانی علاقوں سے لے کر نیم مرطوب علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ قدرتی سبزے کے طور پر چیڑ اور کیل کے درخت پائے جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ بھیڑ بکریوں کی پیداوار والا علاقہ ہے۔ سالانہ اوسط بارش 1000 ملی میٹر سے زیادہ ہے۔ یہ علاقہ 1000 سے 2000 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ موسم سرما میں سردی ہوتی ہے۔ گرمیوں کے موسم میں یہ علاقہ چرائی کے لیے بہترین چارہ مہیا کرتا ہے۔ یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ہر زمیندار بھیڑ بکریوں کی مناسب مقدار لازمی رکھیں کیونکہ ان جانوروں کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے اضافی اخراجات کی ضرورت نہیں۔ فصلوں مثلاً گندم، مکا اور چارہ جات کی کٹائی کے بعد ان کھیتوں کو بھیڑ بکریوں کی چرائی کے لیے استعمال کیا جائے اس طریقہ کار سے نہ صرف جڑی بوٹیوں کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ زمین کی زرخیزی میں اضافہ اور جانوروں کی خوراک پر اٹھنے والے اخراجات میں خاطر خواہ کمی ممکن ہے۔

2- شمالی گھاس والے علاقے

اس علاقے میں ہزارہ، مردان، پشاور اور راولپنڈی کے اضلاع شامل ہیں ان کے علاوہ کیمبل پور، جہلم اور سالٹ رینج کے علاقے بھی اس میں شامل ہیں اسے عام طور پر نیم گرم مرطوب علاقہ خیال کیا جاتا ہے۔ بارش کی اوسط 500 سے 1000 ملی میٹر ہے۔ بھیڑ، بکریاں اور دوسرے جانور سارا سال چرائی کرتے ہیں۔

3- فارم لینڈ زون

اسے مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک سنٹرل فارم لینڈ ایریا اور دوسرا جنوبی فارم لینڈ کے علاقے۔ سنٹرل فارم لینڈ کے علاقوں میں گجرات، سرگودھا، جھنگ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، لاہور، ساہیوال اور ملتان کے اضلاع شامل ہیں جبکہ شمالی فارم لینڈ کے علاقوں میں بہاولپور اور رحیم یار خان کے علاقے شامل ہیں۔ دریائے سندھ اپنے ساتھی دریاؤں (ستلج، چناب اور جہلم) کے ہمراہ ان علاقوں سے گزرتا ہے اور زرخیز مٹی کی تہیں یہاں چھوڑ جاتا ہے جس کی بنا پر یہ علاقہ فصلوں کی پیداوار اور جانوروں کی پیداوار کے معاملے میں بہت زرخیز ہے۔

جنوبی فارم لینڈ کے علاقوں میں صوبہ سندھ کے اضلاع جیکب آباد، سکھر، شکار پور، خیر پور کے جنوبی علاقے نواب شاہ، سانگھڑ، حیدرآباد اور بدین ، دادو، لاڑکانہ اور ٹھٹھہ کے اضلاع کے علاقے شامل ہیں۔ یہ تمام علاقہ دریائے سندھ سے نکالی گئی نہروں سے مزّین ہے اور ان نہروں سے یہاں آبپاشی کی جاتی ہے۔ فصلوں اور چارے کی کاشت کے لیے پانی کی اچھی خاصی مقدار میسر ہوتی ہے۔ جنوبی فارم لینڈ کے علاقے زیادہ تر گائے اور بھینسوں کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں۔ چرائی کے لیے یہ علاقہ بہت بہترین ہے۔

4- درمیانے مغربی علاقے

اس علاقے میں کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، میانوالی، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، ژوب، لورالائی اور سبّی کے اضلاع شامل ہیں۔ نیم بارشی علاقے میں زیادہ تر معمولی آبپاشی کی جاتی ہے۔ سالانہ بارش کی اوسط پیداوار 400 ملی میٹر ہوتی ہے۔ چراگاہیں زیادہ بھیڑوں، بکریوں کی چرائی کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

5- جنوب مشرقی علاقے

اس علاقے میں بہاولپور کے صحرائی (چولستان)، خیر پور کے مشرقی علاقے (ناراصحرا)، دادو، ٹھٹھہ اور کراچی کے علاقے (کوہستان) لسبیلہ اور تھر کے صحرائی علاقے شامل ہیں۔ بارش شاذونادر اور سال میں کم ہی ہوتی ہے۔ مون سون یا سردی کے موسم میں چند بارشیں ہوتی ہیں۔ اس علاقے کی چراگاہیں، گائے، بھینسوں، بھیڑوں، بکریوں اور اُونٹوں کی چرائی کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

6- مغربی بلند علاقے

اس علاقے میں صوبہ بلوچستان کے اضلاع کوئٹہ، قلات اور مکران شامل ہیں۔ سردیاں بہت شدید ہوتی ہیں۔ کوئٹہ اور قلات ڈویژن میں برف باری بھی ہوتی ہے اس علاقے میں سردیوں کی بارشیں کم ہوتی ہے (3000 ملی میٹر سے کم) زمین اتنی زرخیز نہیں ہے جس کی وجہ مہاجر اور مقامی گلّوں کی حد سے زیادہ چرائی ہے۔ پاکستان میں بھیڑوں، بکریوں کی پیداوار اوپر بیان کئے گئے علاقوں میں دو پیداواری نظاموں کے تحت کی جاتی ہے۔

1- سیٹلڈ فارمنگ

یہ دیہاتی سطح پر چھوٹے پیمانے پر بکریاں پالنے کا نظام ہے اور زیادہ تر وسطی اور جنوبی فارم لینڈ کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ بھیڑوں بکریوں کے گلّے دیہاتوں کے نزدیک غیر پیداواری زمینوں، کم پیداواری زمینوں اور نہروں کے کنارے پائے جانی والی گھاس کو چرتے ہیں۔ بھیڑوں کے گلّوں کو چارہ اور درختوں کے پتے کھلائے جاتے ہیں۔ خصوصاً جنوبی علاقوں میں سردیوں کے دوران بکریوں کو مختلف درختوں کے پتے کھلائے جاتے ہیں۔ جہاں پر لوگوں کے پاس زمین کے چھوٹے قطعات ہیں اور وہ ان پر مختلف فصلیں کاشت کرتے ہیں وہاں پر بھیڑوں بکریوں کو کھانے کے لیے فصلوں کی باقیات میں سے بہت کچھ کھانے کو ملتا ہے اور اس کے بدلے میں زمینوں میں اپنی زرخیز مینگنیاں وغیرہ بکھیرتی ہیں جو کہ ان زمینوں کے لیے کھاد کا کام کرتا ہے۔ یہاں پر ریوڑ میں بھیڑ بکریوں کی تعداد نسبتاً کم ہوتی ہے۔ عام طور پر ریوڑ میں 5 سے لے کر 30 تک جانور پائے جاتے ہیں۔ گلّے کا سائز بڑھانے کے لیے مختلف کسان اپنے چھوٹے چھوٹے ریوڑوں کو ملا کر ایک بڑا ریوڑ تشکیل دے سکتے ہیں۔ اکثر ریوڑوں کا تعلق چھوٹے زمینداروں سے ہوتا ہے یا ایسے کسان جن کی اپنی کوئی زمین نہیں ہوتی وہ بھی چھوٹے چھوٹے ریوڑ رکھتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق صوبہ سرحد میں 54 فیصد بھیڑوں کا تعلق ان کسانوں سے ہے جن کی ذاتی کوئی زمین نہیں یا جن کے پاس 5 ایکڑ سے بھی کم زمین ہے اسی طریقے سے بلوچستان میں یہ تناسب 45 فیصد ہے جبکہ سندھ اور پنجاب میں یہ تناسب بالترتیب 40، 40 فیصد

ہے۔سیٹلڈ فارمنگ کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(i) بھیڑ بکریوں کی علیحدہ سے پیداوار (ii) بھیڑ بکریوں کی دوسرے جانوروں اور زمینی پیداوار کے ساتھ پیداوار۔زیادہ تر علاقوں میں ثانوی طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔سیٹلڈ فارمنگ ملک کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے مگر زیادہ تر فارم لینڈ علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

2- ہجرت کا نظام

پاکستان میں تقریباً60 فیصد زمین فصلوں کی کاشت کے لیے مناسب نہیں ہے۔اس کی چند بڑی وجوہات میں آبپاشی کے لیے ناکافی پانی کی فراہمی، کم زرخیز زمین وغیرہ شامل ہیں چنانچہ یہ زمین بھیڑ بکریوں کی چرائی کے لیے استعمال ہوتی ہے ان علاقوں میں بھیڑ بکریوں کی پیداوار کے لیے جو نظام وضع کیا گیا ہے وہ ہجرت کے نظام پر قائم کیا گیا ہے جس میں جانور اور لوگ موسم کے لحاظ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کر جاتے ہیں۔اس نظام میں لوگ اور جانور موسمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان علاقوں کی چراگاہیں اور سبزہ استعمال کرتے ہیں جس طرف کو وہ ہجرت کرتے ہیں۔گرمیوں میں معمولی بارش کے بعد تھل، چولستان اور نارا میں گھاس کی معمولی بڑھوتری ہوتی ہے۔ان علاقوں میں زمین کا استعمال مون سون کے بعد 6 سے 8 ماہ تک محدود ہے۔بارش عموماً250 ملی میٹر سے بھی کم ہے یہاں پر رہنے والے کسان صدیوں سے اس زمین کو استعمال کرتے آرہے ہیں۔پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں سردی سے بچنے کے لیے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ موسم سرما میں میدانی علاقوں کو ہجرت کر جاتے ہیں جبکہ گرمیوں میں یہ دوبارہ پہاڑی علاقوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔سردی کے موسم میں ریوڑ سطح سمندر سے 4000 سے 7000 فٹ بلند علاقوں (ژوب،لورالائی) سے بلوچستان کے میدانی علاقوں کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔بلند ترین علاقوں کا سردیوں میں درجہ حرارت منفی 10 ڈگری سے بھی نیچے چلا جاتا ہے اتنے بلند علاقوں میں صرف بھیڑ بکریاں ہی قبائلی علاقے کے لوگوں کے لیے آمدنی کا ذریعہ ہیں۔سال میں دومرتبہ یعنی مارچ جون اور ستمبر تا دسمبر افغانستان سے لوگ بھیڑ بکریوں کی بھاری جمعیت کے ساتھ ہجرت کرتے ہیں۔بلوچستان کے ضلع چاغی میں بھی لوگ سردیوں میں میدانی علاقوں کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں یہاں پر قبائل روایتی قبائلی ہجرت کا نمونہ پیش کرتے ہیں وہ اپنے جانوروں کو اپنے قبائلی حدود کی زمین پر چراتے ہیں۔بھیڑ بکریوں کا ہجرتی نظام صوبہ سرحد اور پنجاب میں بھی پایا جاتا ہے۔گرمیوں کے موسم میں مئی جون میں باقاعدہ ہجرت ہوتی ہے۔بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میدانی علاقوں سے کاغان اور ناران کی جانب ہجرت کرتے ہیں جبکہ اکتوبر کے مہینے میں یہ کاغان اور ناران سے واپس بالاکوٹ، جبہ، مانسہرہ، ایبٹ آباد اور ٹیکسلا کے میدانی علاقوں میں لوٹ آتے ہیں۔

بھیڑ بکریوں کے پیداواری تناظر میں ہجرتی نظام دو طرح کا ہے۔ایک Nomadie اور دوسرا Transhument پہلے نظام میں یہ سلسلہ سارا سال چلتا ہے لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ بہتر خوراک اور پانی کی تلاش میں ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ان لوگوں کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے یہ کسی بھی جگہ پر زیادہ لمبے عرصے کے لیے قیام نہیں کرتے بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی جگہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اس وقت تقریباً ایک ملین سے زیادہ خانہ بدوش ہیں۔یہ پیداواری نظام زیادہ تر بلوچستان، چولستان اور سندھ کے تھر میں پایا جاتا ہے۔

Transhument سسٹم میں لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ سال میں دو دفعہ ہجرت کرتے ہیں۔گرمیوں میں جب ان کے علاقوں میں جانوروں کی خوراک یعنی چرائی دستیاب نہیں ہوتی تو وہ ٹھنڈے علاقوں کا رخ کرتے ہیں کیونکہ وہاں زیادہ مقدار میں معیاری چرائی میسر ہوتی ہے لیکن جب اس علاقے میں سردی شروع ہو جاتی ہے تو واپس اپنے اصل گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔یہ نظام قبائلی علاقوں، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، چولستان، آزاد کشمیر اور بلوچستان سوائے سبی کے دیکھا جاسکتا ہے۔

رہائشی ضروریات اور باڑے کی تعمیر

کامیاب اور منافع بھیڑ اور بکریوں کی فارمنگ کے لیے ان کی رہائشی ضروریات کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ جانور اپنے دن کا زیادہ تر حصہ چرائی کے دوران باڑوں سے باہر گذارتے ہیں اس لیے ان کے باڑے بناتے وقت خاص احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم ایسے تمام عوامل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جانوروں کی پیداوار اور صحت پر مثبت اثرات مرتب کریں۔

جگہ کا انتخاب

باڑے بنانے کے لیے سب سے پہلے جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔ باڑے کسی ایسی جگہ تعمیر کیے جائیں جو گردونواح کی سطح سے اُونچی ہو تا کہ بارش کا پانی نکلنے میں آسانی ہو۔ باڑے کسی آبی گذرگاہ کے نزدیک نہیں بنانے چاہئیں اس طرح یہ ہمیشہ بارشوں کے دنوں میں سیلاب کی زد میں رہتے ہیں۔ باڑوں کے قریب اگر سایہ دار درخت ہوں تو بہتر ہوگا۔

- i- زمین کی زرخیزی اوسط سے زیادہ ہو اور پانی وافر مقدار میں میسر ہو۔
- ii- زمین سیلاب اور کٹاؤ وغیرہ سے محفوظ ہو۔
- iii- اگر جگہ کرایہ پر حاصل کی گئی ہو تو زمین کا کرایہ مناسب ہو۔
- iv- افرادی قوت آسانی سے میسر ہو سکے۔
- v- جگہ نزدیکی مارکیٹ سے قریب ہو تو بہتر ہے۔
- vi- جگہ میں مختلف قسم کی سہولیات میسر ہوں مثلاً بجلی وغیرہ۔
- vii- غیر آباد اور بنجر زمین بھی بھیڑ بکریوں کی فارمنگ کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس علاقے میں فارم تعمیر کرنا ہو وہ اچھی شہرت کا حامل یعنی چوروں کا علاقہ نہ ہو۔

باڑوں کی تعمیر

باڑے بنانے کے لیے زیادہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔ سرکنڈے کی چھت والے باڑے کم خرچ اور مفید رہتے ہیں۔ باڑے ہوادار ہونے چاہئیں اور ان کا رُخ شمالاً جنوباً ہونا چاہیے اس طرح سردیوں میں جانور سرد ہوا کے جھونکوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔ باڑوں کی چھتیں ڈھلوان ہونی چاہئیں تا کہ بارش کا پانی چھت پر کھڑا نہ ہو۔ چھت کی دونوں اطراف زمین سے نو فٹ جبکہ درمیانی حصہ بارہ فٹ اونچا رکھیں۔ باڑوں کا فرش کچا ہونا چاہیے تا کہ پیشاب وغیرہ زمین میں جذب ہو کر جلد خشک ہو سکے۔ دیواریں حسبِ توفیق کچی یا پکی بنائی جاسکتی ہیں۔ ایک بھیڑ کے لیے 12 سے 16 مربع فٹ چھتی ہوئی جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ باڑوں کے صحن کی جگہ چھتی ہوئی جگہ سے دوگنی ہونی چاہیے۔ باڑوں میں تازہ پانی اور خوراک کی کھرلیاں فراہم کرنا اشد ضروری ہے البتہ کھرلیاں پکی بنانے کی بجائے لکڑی کی بنوائیں اور وہ اس طرح کی ہوں کہ جانور آسانی سے خوراک کھاسکیں لیکن ان میں داخل نہ ہو سکیں۔ اِسی طرح پانی کی کھرلیاں پکی بنانے کی بجائے ربڑ کے ٹب استعمال کریں۔ کھرلیوں اور ٹبوں کی صفائی باقاعدگی سے کریں اور حسبِ ضرورت اِن کی جگہ تبدیل کرتے رہیں۔

کسان بھائیوں ان جانوروں کی ضرورت کے مطابق پناہ گاہ مہیا کریں۔ اگرچہ بھیڑ بکریوں کے لیے پناہ گاہ تعمیر کرنا کوئی مہنگا کام نہیں

تاہم درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

i- عمارت کو اس انداز میں تعمیر کریں کہ مستقبل میں اس کی کشادگی آسانی سے ہو سکے۔

ii- عمارت ایسی ہونی چاہیے کہ اس میں جانوروں کو سورج کی روشنی، تازہ ہوا اور چلنے پھرنے کی جگہ میسر ہو۔

iii- عمارت میں خوراک اور پانی آسانی سے دستیاب ہو۔

iv- یہ عمارت جانوروں کو موسم کی شدت سے بچا سکے۔

ہاؤسنگ کے نظام (Housing System)

عام طور پر بھیڑ بکریوں کی ہاؤسنگ کے لیے دو نظام استعمال ہوتے ہیں۔

1- اجتماعی ہاؤسنگ

جب جانوروں کی تعداد بہت زیادہ ہو تو یہ نظام اختیار کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سستا اور آسان ہے۔اس طریقہ کار میں جانور ایک ہی جگہ پر رکھے جاتے ہیں ان کی خوراک اور پانی کا انتظام اجتماعی طور پر ہوتا ہے۔

2- انفرادی باڑے

اس طریقہ میں ہر جانور کو انفرادی طور پر رکھا جاتا ہے اس طریقہ کار کا فائدہ یہ ہے کہ ہر جانور کو چلنے پھرنے کے لیے مناسب جگہ میسر آ جاتی ہے۔ ہر جانور کے باڑے میں اسے آرام کے لیے جگہ فراہم کی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کے برتن بھی الگ رکھے ہوتے ہیں۔ اجتماعی باڑوں کو لکڑی کے پھٹے وغیرہ رکھ کر انفرادی باڑوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے بہرحال اس طریقہ کار میں افرادی قوت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ تعمیر کرنے کے اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جب بھیڑ بکریوں کو کمرشل طور پر رکھنا ہو تو ان کو مختلف درجوں میں تقسیم کر کے رکھا جا سکتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i- دودھ دینے والی بھیڑ بکریوں کا باڑہ

دودھ دینے والے جانوروں کو ایک علیحدہ باڑے میں رکھنا چاہیے دودھ دینے والے جانوروں کو ایک انفرادی باڑے میں اس طرح رکھا جائے کہ ہر جانور کو اس کی ضرورت کے مطابق خوراک دستیاب ہو سکے اور خوراک ڈالنے اور دودھ دوہنے میں آسانی ہو۔ پاکستان میں فارمر کی سطح پر ایسے باڑے بنانا ضروری نہیں وہ صرف دودھ دینے والے جانوروں کو الگ باڑے میں رکھ کر اکٹھے خوراک اور پانی وغیرہ دے سکتا ہے۔ بھیڑ کے مختلف مدارج کے جانوروں کو جو جگہ چاہیے وہ درج ذیل ہے۔

درجات	جگہ (مربع میٹر)
بالغ بھیڑ	1
میمنا	0.4
نر	2.0

ہر باڑے میں جانوروں کی تعداد 60 سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

ii- بچہ جننے والے باڑے

حاملہ بھیڑ بکریوں کے بچہ جننے کے لیے انفرادی باڑے ہوتے ہیں۔ ملک کے سرد علاقوں میں ان باڑوں کو گرم رکھنے کا مناسب بندوبست ہونا چاہیے اس مقصد کے لیے ہیٹرز وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں اس جگہ کو نمی سے پاک ہونا چاہیے اور جنگلی جانوروں اور پرندوں سے بھی محفوظ ہونا چاہیے۔ بچہ جننے والی بھیڑوں کو اس جگہ بچہ جننے سے تقریباً 4 سے 5 دن پہلے منتقل کردیا جائے اور یہاں پر اسے بچہ دینے کے بعد بچے سمیت تین دن کے لیے رکھا جاسکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اِس باڑے کی صفائی پر خصوصی توجہ دی جائے فرش پر پرالی یا ریت وغیرہ بچھادیں تاکہ جانور آسانی سے بیٹھ سکیں۔ صاف پانی اور خوراک کی فراہمی کو یقینی بنائیں اس کے علاوہ ایک ملازم کی ڈیوٹی لگائیں جو بچہ جننے کے عمل کا مشاہدہ کرے اور اگر کسی جانور کو مدد کی ضرورت ہے تو فوری انتظام کرے تاکہ بچے اور ماں دونوں کو کسی بھی پیچیدگی سے بچایا جاسکے۔

iii- بچوں کے باڑے

یہ باڑے بچوں کی عمر اور تعداد کے مطابق بڑے باڑوں کو تقسیم کر کے بنائے جاتے ہیں۔ عام طور پر ان میں ایسے بچے جن کا دودھ نہیں چھڑایا گیا ہوتا، جن کا دودھ چھڑا لیا گیا ہوتا ہے اور بڑھوتری کرنے والے بچوں کو پالا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ بچے جو ابھی دودھ پی رہے ہیں ان کا باڑہ ان کی ماؤں کے قریب بنائیں تاکہ دیکھ بھال اور دودھ پلانے میں آسانی ہو۔

iv- افزائش نسل کرنے والے مینڈھوں کے باڑے

نر جانوروں کو ان کے لیے علیحدہ طور پر بنائے گئے باڑوں میں رکھا جاتا ہے۔ ان کا رقبہ 1.5 X 2.25 میٹر تک ہونا چاہیے۔ ان باڑوں کی دیواریں اونچی ہونی چاہئیں تاکہ وہ باڑے سے باہر پھلانگ نہ سکیں۔ چلنے پھرنے، خوراک اور پانی پینے کے لیے مناسب جگہ فراہم کرنی چاہیے۔

v- علیحدگی کے باڑے

بیمار جانوروں کو رکھنے کے باڑے تندرست جانوروں کے باڑوں سے کافی فاصلے پر ہونے چاہئیں۔ ان کو صاف ستھرا خشک اور ہوادار ہونا چاہیے۔ نئے خریدے گئے جانوروں کو بھی ایک ہفتہ تک انہی باڑوں میں رکھنا چاہیے۔

متفرقہ باڑے

رہائشی باڑوں کے علاوہ وزن کرنے کی جگہ، دودھ کا کمرہ اور فارم کا سامان وغیرہ رکھنے کے لیے سٹور وغیرہ ہونے چاہئیں۔

فرش کی اقسام

عام طور پر بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں دو طرح کے فرش استعمال کیے جاتے ہیں۔

i- ایسے فرش جن پر کوئی چیز بچھائی گئی ہو۔

ii- جالی دار یا کھردرے فرش

ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی قسم میں باڑے زمین کے برابر تیار کیے جاتے ہیں۔ فرش اگر کچا ہو تو کوئی ہرج نہیں لیکن اسے صاف خشک اور نرم رکھیں۔ اس مقصد

کے لیے روزانہ صفائی اور بوقتِ ضرورت پرالی یا ریت وغیرہ ڈالتے رہیں۔ یہ بہتر ہے کہ باڑے کا فرش پکا اور کھلی جگہ کا فرش کچا رکھیں۔

جالی دار کھردرے فرش

اس طریقہ کار میں فرش کو زمین سے ذرا اوپر لکڑی یا لوہے کی جالی، دھات یا کنکریٹ سے بنایا جاتا ہے۔ جالیوں کے درمیان جگہ ہوتی ہے جس میں سے گوبر وغیرہ نیچے گرتا رہتا ہے چنانچہ اس کو روز اکٹھا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ جالیاں عام طور پر خشک ہوتی ہیں چنانچہ جانور کے پاؤں وغیرہ خشک رہتے ہیں اور جانور صحت مند رہتا ہے اس لیے ایسے علاقے جہاں نمی ہوتی ہے وہاں اس قسم کے فرش مناسب رہتے ہیں۔ اس قسم کے فرشوں پر پرالی دار فرشوں کی نسبت زیادہ جانور رکھے جاسکتے ہیں۔ عام طور پر اس قسم کے فرشوں پر زیادہ قیمت اٹھتی ہے اس کے علاوہ جالیاں ٹوٹنے سے جانور زخمی ہوجاتا ہے اس کے علاوہ خالی جگہوں کے درمیان چارہ پھنس جاتا ہے اور ان کو باقاعدگی سے صاف رکھنا پڑتا ہے۔ فرش بناتے وقت جو بھی میٹیریل استعمال کیا جائے وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس پر جانور پھسل نہ سکیں اور اس میں سے گوبر وغیرہ نکالنے میں آسانی ہو۔ جالیوں کی چوڑائی 25 - 100 ملی میٹر اور ان کا درمیانی فاصلہ 16 ملی میٹر ہونا چاہیے۔ اوپر بیان کئے گئے مختلف باڑوں کے لیے درکار جگہ درج ذیل ہے۔

باڑوں کی قسم	ایک بھیڑ بکری کو درکار جگہ
جالی دار فرش	0.8 x 0.9 میٹر
علیحدہ باڑہ	3.0 x 1.5 میٹر
انفرادی	2.0 x 2.3 میٹر
پرالی دار فرش	1.0 مربع میٹر
اجتماعی باڑہ	1.5 مربع میٹر + بیرونی حصہ

بھیڑ بکریوں کے فارم سے متعلقہ چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

(i) فارم کم خرچے میں تیار کریں لیکن یہ دیرپا، آرام دِہ اور ضرورت پڑنے پر کشادہ کیا جاسکے۔

(ii) فارم کو گذرگاہ نہ بنائیں بلکہ فارم کے اندر داخلہ کم سے کم ہو خاص طور پر دوسرے لوگوں کو داخل نہ ہونے دیں۔ تاکہ بیماریوں کی شرح کو کم سے کم رکھا جاسکے۔

(iii) فارم کے گیٹ پر Foot Bath بنوائیں اور اِس میں لال دوائی کا سلوشن ڈالیں تاکہ جانور جب فارم سے باہر چرائی کے لیے جائیں اور چرائی سے واپس آئیں تو اس سلوشن میں سے گذریں۔

(iv) فارم اس طرح بنائیں کہ بھیڑ بکریاں جنگلی جانوروں اور کتوں وغیرہ سے محفوظ رہیں۔

انتخاب اور خرید

بھیڑ بکریوں کی نسل کشی کے لیے اچھے جانوروں کا انتخاب کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ایسے جانور منتخب کیے جائیں جو پیداواری نظام اور ماحول کے مطابق خود کو ڈھال سکے اور ان کی فروخت قریبی منڈیوں میں آسان اور موزوں ہو۔زیادہ تر بھیڑ بکریوں کو ظاہری خصوصیات کی وجہ سے منتخب کیا جاتا ہے لیکن جانوروں کی صحیح پیداوار کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اس لیے بہتر ہے کہ ظاہری تشخیص کے ساتھ ساتھ جانوروں کی کارگردگی کے ریکارڈ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جانوروں کے انتخاب کے لیے درج ذیل اہم باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

پیداوار کا حصول

بھیڑ بکریوں کی نسل کا انتخاب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جانور کس مقصد کے لیے پالنے ہیں۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر بھیڑیں گوشت اور اون کے لیے جبکہ بکریاں گوشت دودھ اور بالوں کے حصول کے لیے پالی جاتی ہیں۔کھالیں اضافی طور پر بھیڑ اور بکریوں دونوں سے حاصل ہوتی ہیں۔

آب و ہوا سے سازگاری

کسی بھی علاقے کی آب وہوا وہاں رہنے والے جانوروں کی کارکردگی پر بہت اثر کرتی ہے۔آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کے مختلف خطوں میں بھیڑ بکریوں کی مختلف نسلیں پائی جاتی ہیں جو کہ اپنے مخصوص علاقوں کی آب وہوا اور موسمی تبدیلیوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔جیسا کے میدانی علاقوں میں رہنے والی بھیڑوں کے جسم پر اون کی مقدار کم ہوتی ہے اور پہاڑی علاقوں میں جہاں شدید سردی پڑتی ہے وہاں کی بھیڑ بکریوں میں اون اور بالوں کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے تاکہ وہ سخت سردی سے بچ سکیں۔اس لیے جس جگہ فارم کھولنا ہو یا جانور پالنا مقصود ہو اسی علاقے کی آب وہوا اور موسمی حالات کے مطابق نسل کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔

یکسانیت

جانوروں کو خریدنے سے پہلے یہ جانچنا ضروری ہے کہ تمام جانوروں کی شکل وصورت اور قد وقامت ایک جیسا ہو اگرچہ ایک نسل کے جانوروں میں نسلی خواص ایک جیسے ہی ہوتے ہیں تاہم جانوروں میں انفرادی طور پر بہت زیادہ فرق نہ ہو

مادہ جانوروں کا انتخاب

بھیڑ بکریاں دو دانت والی یا تین چار ماہ کی حاملہ خریدنا فائدہ مند رہتا ہے۔اگر یہ یقین ہو کہ نسل کشی کے لیے معیاری اور نسلی سانڈ استعمال کیا گیا ہے ورنہ اپنے بجٹ کے مطابق غیر حاملہ بھیڑ بکریاں خرید کر ان کی ملائی اپنے فارم پر کروائیں تاکہ آنے والی نسل اچھی خصوصیات کی حامل ہو۔جسم کی بہتر افزائش اور دودھ کی اچھی پیداوار کے لیے ضروری ہے کہ مادہ کا قد اونچا ہو دیکھنے میں صحت مند اور اپنے پاؤں پر مضبوطی سے کھڑی ہو سکے۔مادہ جانور کی جلد ڈھلی ڈھالی لچکدار اور چمکدار ہو جبکہ گردن پتلی اور سر چھوٹا ہونا چاہیے۔

آنکھیں روشن اور چمکدار ہوں اچھی دودھ دینے والی مادہ کا حیوانہ نرم اور لچکدار ہونا چاہیے۔اس میں چربی موجود نہ ہو تھن لمبے اور سیدھے ہوں اور دودھ دوہنے کے بعد حیوانے کو مکمل طور پر خالی ہو جانا چاہیے۔

نر کا انتخاب

نر جانور کو آدھا گلہ مانا جاتا ہے کیونکہ اس کی جنسیات ایک مادہ کی نسبت زیادہ بچوں میں موجود ہوتی ہے نسل کی پیداوار اور بڑھوتری کا دارومدار نر جانور کے انتخاب پر ہوتا ہے۔

نر کا انتخاب اچھی دودھ دینے والی نسل سے کیا جائے اس مقصد کے لیے اس کی ماں کے دودھ کی پیداوار کا ریکارڈ رکھنا مفید ہے۔ نر جانور کو مضبوط عضلات اور مضبوط ہڈیوں کا مالک ہونا چاہیے اور اپنی نسل کے تمام تر عمدہ خواص کا حامل ہونا چاہیے پسلیوں کے درمیان مناسب فاصلہ ہو، ٹانگیں سیدھی اور جسم کا وزن سہارنے کے قابل ہوں۔ بکروں مینڈھوں کے سینگ نہیں ہونے چاہیں تا کہ وہ ممکنہ حادثات سے بچ سکیں۔

بریڈنگ ساؤنڈنس ایگزام کے تحت نر جانور کا مکمل معائنہ کرنا بہتر ہے اس پروگرام کے تحت نر جانور کے جسمانی حالت اور بالخصوص تولید و تناسل کی صلاحیتوں کا مکمل جائزہ ضروری ہے۔

یہ پروگرام درج ذیل امور پر مشتمل ہے۔

☆ جسمانی حالت میں کسی قسم کا نقص یا بیماری کی علامت کا پایا جانا اور دیگر اعضاء کا صحیح سالم ہوے کا معائنہ شامل ہے۔

☆ نر جانور کے پاؤں کو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ کیونکہ سموں کے بڑھ جانے سے نہ صرف جانور لنگڑا کر چلتا ہے بلکہ ملاپ کے وقت بھی اسے دقت ہوتی ہے۔

☆ نر جانور کی ٹانگیں سیدھی، لمبی اور مضبوط ہونی چاہیں۔

☆ دانتوں کا مکمل طور پر صحیح اور تندرست ہونا ضروری ہے۔

☆ نر جانور کو ہر قسم کے اندرونی و بیرونی کرموں سے پاک ہونا چاہیے۔

☆ نر جانور کے انتخاب میں اہم ترین بات اس کے تولیدی اعضاء کا صحیح اور تندرست حالت میں ہونا ہے۔ نر جانور خریدنے سے پہلے اس بات کی تسلی کر لی جائے کہ نر جانور کے دونوں خصیے صحیح سالم اور مناسب سائز کے ہوں۔ کیونکہ کسی بھی نقص کی وجہ سے تولید و تناسل کے نقطہ نظر سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ خصیوں کا سائز تولیدی خلیے کی پیداوار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ مصنوعی نسل کشی کے لیے تخم میں موجود حیوانی خلیوں کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ تخم کی ساخت، رنگت اور اس میں موجود زندہ اور مردہ حیوانی خلیوں کا تناسب، نامناسب شکل وصورت کے خلیے اور ان کی حرکات کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ تخم میں خون کے دھبے اور خون کے سفید خلیے موجود نہیں ہونے چاہیں۔ اس میں 85 فیصد سے زیادہ تندرست حیوانی خلیے اور 50 فیصد سے زیادہ حرکات کرنے والے ہوں۔ اس معیار میں کسی قسم کی کمی سے بھیڑ اور بکریوں کے حاملہ ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

☆ سانڈ چونکہ ریوڑ کی ترقی میں نصف کا ضامن ہوتا ہے اس لیے انتخاب میں خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سانڈ چست و چالاک، بھرے ہوئے جسم والا، رعب دار اور ہر عیب سے پاک ہونا چاہیے ایسے نر میں جڑواں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہونی چاہیے۔ بھیڑ بکریوں کی آئندہ نسل میں ترقی کا دارومدار دراصل نر کی پیداواری صلاحیتوں پر منحصر ہوتا ہے۔ جسم کے تمام اوصاف یعنی ظاہری خدوخال اور پیداواری صلاحیتوں کا انحصار موروثیت اور ماحول پر ہوتا ہے ان دونوں اسباب میں سے کسی ایک کی غیر موجودگی سے متعلقہ

جانور اپنی اصل پیداواری صلاحتیں اُجاگر کرنے سے قاصر رہتا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ نسل کشی کے لیے نر سرکاری مویشی فارم سے خرید ے جائیں۔

ناکارہ جانوروں کی چھانٹی

کسی بھی فارم کی کامیابی کا انحصار اس فارم پر موجود بہتر صلاحیتوں کی حامل بھیڑ بکریوں پر ہے۔ اگر بچوں کی پیداواری صلاحیت اپنی ماؤں سے کم ہے تو اس کا مطلب کہ نر جس کی یہ اولاد ہیں اچھی خصوصیات کا حامل نہیں ایسے نر کو ریوڑ سے نکال دینا چاہیے نر جانور کا انتخاب اس بنا پر کریں کہ اس کی ماں کی پیداواری صلاحیت ریوڑ کی اوسط پیداوار سے بہتر ہو۔ اسی طرح وہ مادہ جن کی پیداوار گلہ کی اوسط پیداوار سے کم ہو انہیں بھی ریوڑ سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ ایسے جانور جو سست اور لاغر ہوں اور جن کی بڑھوتری کی شرح کم ہو یا جو مادہ جانور بانجھ اور زیادہ عمر کی ہوں انہیں چھانٹی کر کے ریوڑ سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ ایسی مادہ جن کا حیوانہ خراب ہو، جو حمل گرا دیتی ہوں یا دیر سے جوان ہوں یا بچہ دینے کے بعد 6 ماہ تک حاملہ نہ ہو، جن میں جڑواں بچوں کی پیدائش کی شرح کم ہو انہیں گلہ میں نہیں رکھنا چاہیے۔

جانوروں میں چھانٹی کی شرح جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی فارم کے جانوروں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

بھیڑ بکریوں کی غذائی ضروریات

بھیڑوں اور بکریوں میں ایک خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ وہ قدرتی گھاس، جڑی بوٹیوں اور کھیتوں کا بچا کچھا کھا کر گذارہ کرسکتی ہے۔ بھیڑ اپنی چھوٹی تھوتھنی اور کٹے ہوئے ہونٹ کی مدد سے وہ پودے کے ایسے حصے بھی کھا سکتی ہے جہاں دوسرے بڑے جانور نہیں پہنچ سکتے۔

بدقسمتی سے چراگاہوں کی کمی اور تباہی سے ان جانوروں کو خطرہ ہے کیونکہ ہر سال کاشت کردہ رقبے میں کمی ہو رہی ہے اور چارہ بھی صحیح مقدار میں دستیاب نہیں اس لیے یہ مجبوری ہے کہ بھیڑ بکریوں کو چراگاہوں کی طرف نکالا جائے۔ موجودہ صورتحال میں بڑا چیلنج ان جانوروں کی خوراک کے نئے نئے ذرائع تلاش کرنا ہے تاکہ ان کی خوراک کا مسئلہ حل ہوسکے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ بارانی علاقوں میں اور فالتو زمینوں کو آباد کیا جائے۔ یہ اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے جب ان علاقوں میں چاروں اور درختوں کی مناسب قسمیں کاشت کی جائیں۔ چارے کو محفوظ کیا جائے اور سستے راشن کے فارمولوں سے فارمر حضرات کو آگاہ کیا جائے تاکہ چارے کی کمی کے ایام میں یہ کام آسکیں اور بھیڑ بکریوں کی خوراک کی ضروریات پوری ہوسکیں۔

یہ قدرتی طور پر بنی ہوئی چراگاہوں اور رینج لینڈ میں چرتی ہیں جہاں سے انہیں چارہ مختلف اقسام میں دستیاب ہوتا ہے۔ اگرچہ بھیڑ بکریاں جڑی بوٹیاں وغیرہ بھی کھالیتی ہیں تاہم ان کی پسندیدہ غذا پھلی دار اجناس اور گھاس ہیں۔ شاذونادر ہی ان کو ونڈا کھلایا جاتا ہے تاہم زمانہ حمل اور دودھ دینے کے عرصے کے دوران بھیڑ اور بکریوں کو ونڈہ دینا چاہیے۔ اس باب میں بھیڑ بکریوں کی غذائی ضروریات کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

1- توانائی

بھیڑ کی توانائی کی ضروریات زیادہ تر سبز چارے، خشک چارے (hay) اور اناج (جس میں سے مکئی، جوار، گندم اور جئی شامل ہیں) سے پوری ہوجاتی ہے۔ یہ اناج خوراک میں اس وقت شامل کیا جاتا ہے جب بھیڑ کو اضافی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے تاہم بھیڑوں کی توانائی کی ضروریات بھیڑ کے سائز، عمر، حمل، دودھ دینے، بڑھوتری اور پروٹین کی مقدار سے اثرانداز ہوتی ہیں۔ ماحولیاتی عناصر جیسے جنس اور درجہ حرارت بھی اس پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

اگر توانائی کی کمی ہوجائے تو عملِ بڑھوتری اور شرح بڑھوتری یا تو سُست ہوجاتے ہیں یا مکمل طور پر بند ہوجاتے ہیں۔ وزن میں کمی، دودھ کی پیداوار میں کمی، اون کے معیار اور مقدار میں کمی اس کے نمایاں اثرات میں سے ہیں علاوہ ازیں بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت کا خاتمہ اور اندرونی بیرونی کرموں کا حملہ اور اموات کی بڑھتی ہوئی شرح بھی توانائی کی کمی کے باعث ہوتی ہے۔

چراگاہ میں چرائی جانے والی بھیڑ بکریوں کو باڑوں میں بند رہنے والی بھیڑ بکریوں کی نسبت 10 سے 30 فیصد زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بحالی توانائی کی ضروریات یوں معلوم کی جاسکتی ہیں۔

ہضم شدہ توانائی (Digestible Energy) = $199W^{0.75}$

میٹابولائزبل توانائی (ME) = $98W^{0.75}$

کل ہضم شدہ غذائی اجزاء(TDN) = $0.027W^{0.75}$

جبکہ W = جسمانی وزن (کلوگرام میں)

بڑھوتری کے لیے توانائی کی ضروریات اس سے 15 فیصد زیادہ ہوتی ہیں۔

بکریوں کی مختلف ادوار میں توانائی کی ضروریات

(میگا جاؤل ایم۔ای یومیہ)

جسمانی وزن (کلوگرام)	بحالی کے لیے	بحالی+بڑھوتری (50 گرام یومیہ)	بحالی+بڑھوتری (100 گرام یومیہ)	بحالی+بڑھوتری (150 گرام یومیہ)	بحالی+حمل
10	2.3	4.0	5.8	7.5	5.1
15	3.2	-	-	-	6.9
20	3.9	5.5	7.3	9.0	8.5
25	4.6	-	-	-	10.0
30	5.3	6.8	8.6	10.3	11.5
35	5.9	-	-	-	13.0
40	6.6	8.0	9.8	11.6	14.3
45	7.2	-	-	-	15.6
50	7.8	9.0	10.8	12.6	16.9
55	8.3	-	-	-	18.2
60	8.9	10.3	12.0	13.8	19.4

2- پروٹین

بھیڑوں کو دوسرے جانوروں کی طرح پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اُون کی پیداوار میں پروٹین اہم کردار ادا کرتی ہے۔سبز چراگاہیں اور پھلی دار اجناس سے بھیڑ بکری کی پروٹین کی ضروریات کافی حد تک پوری کی جاسکتی ہیں تاہم ایسے علاقے جہاں پر چراگاہیں خشک ہو چکی ہوں یا پھلی دار اجناس نہ پیدا ہوتی ہوں وہاں پران جانوروں کو پروٹین کے مختلف ذرائع جیسا کہ کھل توریا،کھل بنولہ،سورج مکھی کی کھل وغیرہ سے پروٹین مہیا کی جائے۔اس کی شرح 100 سے 150 گرام فی جانور فی دن ہونی چاہیے۔

جانور کی پروٹین کی ضروریات،بڑھوتری،حمل،دودھ کی پیداوار،جسمانی وزن،عمر،جسمانی حالت اورشرح بڑھوتری سے متاثر ہوتی ہیں۔

بچوں کو دودھ پلانے والی بھیڑ بکریوں کی پروٹین کی ضروریات دودھ دینے والی گائیوں بھینسوں کی طرح ہوتی ہیں۔

پروٹین کی کمی سے بھوک کی کمی جیسے مسائل جنم لے سکتے ہیں جس کے نتیجے میں شرح بڑھوتری میں کمی،عضلات کے بننے میں رکاوٹ،وزن

میں کمی، کم جنسی تحریک اور کم اون کی پیداوار جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ معدے کی خرابیاں، خون کی کمی اور ایڈیما جیسے امراض بھی لاحق ہو سکتے ہیں۔

دوسرے بڑے جانوروں کی طرح بھیڑ بکریوں کی خوراک میں پروٹین کی مقدار اس کی کوالٹی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اگرچہ بھیڑ کے جسم میں تمام امینو ایسڈز خوراک کی پروٹین سے بنائے جا سکتے ہیں تاہم کچھ امینو ایسڈز جسم میں تیار نہیں ہوتے۔ متھایونین وہ پہلا امینو ایسڈ ہے جو اُون کی پیداوار اور بڑھوتری پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بھیڑ کی پروٹین کی ضروریات درج ذیل فارمولے سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

$$Y = 0.929\,X - 3.48$$

جبکہ Y = قابل ہضم پروٹین، X = کروڈ پروٹین

بھیڑ بکریوں کی مختلف ادوار میں قابل ہضم پروٹین (DCP) کی ضروریات (گرام یومیہ)

جسمانی وزن (کلوگرام)	بحالی کے لیے	بحالی + بڑھوتری (50 گرام یومیہ)	بحالی + بڑھوتری (100 گرام یومیہ)	بحالی + بڑھوتری (150 گرام یومیہ)	بحالی + حمل
10	15	25	35	45	30
20	26	36	46	56	50
30	35	45	55	65	67
40	43	53	63	73	83
50	51	61	71	81	99
60	59	69	79	89	113

3- نمکیات

اگرچہ جسم کے اندر بہت سے نمکیات پائے جاتے ہیں تاہم ان جانوروں کے لیے 15 نمکیات ضروری قرار دیئے جاتے ہیں۔ 7 بڑے نمکیات اور 8 چھوٹے نمکیات ہیں۔ یہ نمکیات اپنی درکار مقدار میں درج ذیل جدول میں دیئے گئے ہیں۔

بھیڑ بکری کے لیے درکار بڑے نمکیات (فیصد راشن ڈرائی میٹر)

سوڈیم	0.1 - 0.04
کلورین	-
کیلشیم	0.52 - 0.21
فاسفورس	0.37 - 0.16
میگنیشیم	0.08 - 0.04

پوٹاشیم	0.50
سلفر	0.26 - 0.14

کم مقدار میں درکار نمکیات کی درکار مقدار اور خطرناک لیول (پی پی ایم ملی گرام فی کلوگرام) (راشن ڈرائی میٹر)

نمکیات	درکار مقدار	زہریلا لیول
آیوڈین	0.8 - 0.1	9
آئرن	50 - 30	-
کاپر	5	25 - 8
مولبڈینم	0.5	20 - 5
کوبالٹ	0.1	200 - 100
زنک	50 - 35	1000
سلینیئم	0.1	2
فلورین	-	200 - 60
مینگانیز	40 - 20	-

چند اہم نمکیات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

نمک(سوڈیم اور کلورین)

بھیڑیں، گائیوں کی نسبت فی کلوگرام جسمانی وزن زیادہ نمک استعمال کرتی ہیں۔ایک بڑھتے ہوئے بھیڑ بکری کے بچے کی نمک کی ضروریات خوراک میں موجود ڈرائی میٹر کا 0.40 فیصد ہوتی ہے۔

فربہ کئے جانے والے لیلوں کو تقریباً 270 گرام فی کس فی مہینہ نمک درکار رہوتا ہے جبکہ ایک بالغ جانور کو اس سے زیادہ نمک درکار رہوتا ہے۔ ڈلوں کی بجائے نمک پاؤڈر کی شکل میں فراہم کیا جانا چاہیے کیونکہ ڈلوں کو چاٹتے وقت جانوروں کے دانت ٹوٹ سکتے ہیں۔وہ علاقے جہاں پر آیوڈین کی کمی ہے وہاں آیوڈین ملا نمک استعمال کروانا چاہیے۔جب نمک کو تیار شدہ خوراک میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی مقدار تمام راشن کا ایک فیصد ہوتی ہے۔

نمک کی کمی کے اثرات

- i- بھوک کی شدت میں کمی
- ii- لکڑی، مٹی اور زہریلے پودے کھانا
- iii- کم خوراک کھانا
- iv- خوراک کا اچھے طریقے سے ہضم نہ ہونا

نمک ہاضمے میں مدد دیتا ہے اور صحت کو برقرار رکھتا ہے نیز نمک سے پیاس میں اضافہ ہوتا ہے اور جانور زیادہ پانی پیتا ہے جس سے دودھ کی پیداوار اور وزن میں اضافہ ہوتا ہے۔ وافر مقدار میں نمک کھرلیوں میں موجود رہنا چاہیے تاکہ جانور حسبِ ضرورت اس کو چاٹ سکیں اس سے جانور مٹی، ہڈیاں، کپڑا اور بال وغیرہ کھانے کی عادت سے محفوظ رہتا ہے۔

کیلشیم اور فاسفورس

کیلشیم اور فاسفورس کے استعمال کا دارومدار خوراک میں موجود وٹامن ڈی اور میگنیشیم کی مقدار پر ہے۔ چراگاہوں کی اکثر گھاسوں میں کیلشیم کی تسلی بخش مقدار موجود ہوتی ہے۔ پھلی دار اجناس کیلشیم کا اچھا ذریعہ ہیں لیکن مکئی میں اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ برسیم میں فاسفورس کی مقدار کم ہوتی ہے۔

کیلشیم اور فاسفورس کی کمی کے اثرات

i- ابنارمل اور کمزور ہڈیاں جسے ریکٹس (Rickets) کہتے ہیں۔

ii- بڑے جانوروں میں آسٹومیلیشیا (Osteomalacia) یعنی ہڈیوں کا کمزور ہونا۔

iii- خوراک کم کھانا۔

iv- شرح بڑھوتری میں کمی۔

v- کمزوری۔

vi- پائیکا یعنی جانور مٹی، کپڑے وغیرہ کھانا شروع کر دیتے ہیں۔

vii- گھٹنوں کا آپس میں ٹکرانا جسے ناک نی (Knock Knee) کہتے ہیں۔

کیلشیم کی کمی کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں کیونکہ جسم ہڈیوں میں موجود کیلشیم کو استعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی مقدار بہت کم رہ جاتی ہے۔ جب فربہ کئے جانے والے لیلوں کو بہت زیادہ اناج والی خوراک دی جاتی ہے تو یہ کیلشیم کی کمی کی وجہ سے ٹیٹنی (Tetany) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب خون میں کیلشیم کی مقدار 9 ملی گرام فی 100 ملی لیٹر سیرم سے نیچے رہ جائے اور فاسفورس کی مقدار 4 ملی گرام فی 100 ملی لیٹر سیرم سے نیچے رہ جائے تو جسم میں کیلشیم اور فاسفورس کی کمی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

میگنیشیم

میگنیشیم نظام عصبی کے بہت سارے خامروں (Enzymes) کے عمل کے لیے بہت ضروری ہے۔ میگنیشیم کا فاسفورس اور کیلشیم سے گہرا تعلق ہے۔ ایسے چارہ جات جن میں 0.06 فیصد تک میگنیشیم ہو کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ ٹیٹنی (Tetany) جس کی علامات میں ٹانگوں کا سخت ہو جانا اور گردن کا مڑ جانا شامل ہیں۔ میگنیشیم کی کمی کی واضح علامات میں سے ہے۔

پوٹاشیم

بھیڑ بکری کے لیے پوٹاشیم کی درکار مقدار خوراک کا 0.5 فیصد ہے۔

سلفر

سلفر کا کردار سلفر والے امینو ایسڈز کی تیاری میں بہت اہم ہے۔ اُون میں سلفر کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے جس سے سلفر کے کردار کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ خوراک میں سلفر اور نائٹروجن کا تناسب 10:1 ہونا چاہیے جبکہ بالغ جانوروں اور بڑھتے ہوئے بچوں کے لیے درکار سلفر کی

مقدار درج ذیل ہے۔

بالغ بھیڑ بکری 0.14 - 0.18 فیصد (ڈرائی میٹر)

چھوٹے بچے 0.18 - 0.26 فیصد (ڈرائی میٹر)

خوراک کے بہت سے ذرائع میں 0.1 فیصد تک سلفر ہوتی ہے تاہم بعض اوقات بڑھتے ہوئے پرانے گھاس میں سلفر کی مقدار کم ہوتی ہے۔ جہاں پر خوراک میں سلفر کی مقدار کم ہو اور خوراک میں یوریا کھلایا جا رہا ہو ان علاقوں میں خوراک میں سلفر شامل کر دینے سے وزن میں اضافہ اور اون کی پیداوار پر خاطر خواہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سلفر کی کمی کے نتیجے میں آنکھوں سے پانی بہنا اور اُون کا گرنا شامل ہیں۔

آیوڈین

آیوڈین تھائیرائیڈ گلینڈ کے نارمل فعل کے لیے بہت ضروری ہے۔ زمانہ حمل میں بھیڑ بکریوں کو آیوڈین ملا نمک کھلا کر مرنے والے بچوں کی تعداد میں کمی کی جاسکتی ہے۔ نمک کو سورج کی شعاعوں اور نمی سے بچانا چاہیے۔ آیوڈین کو کسی بھی خوراک میں ملا کر دینا چاہیے تاکہ اس کی حد کو برقرار رکھا جاسکے۔

آیوڈین کی کمی کے اثرات

i- جانور میں گلہڑ کی بیماری نمودار ہوتی ہے جبکہ پیدا ہونے والے بچوں میں پیدائشی طور پر گلہڑ ہوتا ہے۔

ii- پیدا ہونے والے بچے مرے ہوئے ،اُون کے بغیر یا کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

iii- حاملہ بھیڑوں میں آیوڈین کی کمی سے اُون کی پیداوار اور بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

آئرن

ایسے بچے جنہیں بند جگہوں پر رکھا گیا ہو یا جن کے نیچے فرش جالی دار ہوں ان میں فولاد کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی جیسے مسائل سامنے آتے ہیں۔ اس حالت سے بچنے کے لیے بچوں کو ہر تین ہفتے بعد آئرن ڈیکسٹران 150 ملی گرام کا عضلاتی ٹیکہ دو مرتبہ لگائیں یا کمرشل طور پر میسر فولاد کو خوراک میں شامل کریں۔

کاپر

اس کی کمی کی وجہ سے درج ذیل اثرات نمایاں ہوسکتے ہیں:

i- پیدا ہونے والے بچے کمزور ہوں گے اور ان کے مرنے کی شرح زیادہ ہوگی۔

ii- دودھ پینے والے بچوں میں کاپر کی کمی کی وجہ سے پچھلی ٹانگوں کا فالج ہوسکتا ہے۔

iii- ایسی بھیڑیں جن کی خوراک میں کاپر کی وافر مقدار نہ ہوں ان کی اون میں کم لچک ہوتی ہے مزید براں دھاگے کا قطر بھی کم ہوتا ہے اور انہیں رنگنا بھی مشکل ہو جاتا ہے جہاں پر اس کی بہت زیادہ کمی ہو وہاں کالے رنگ کی بھیڑوں کی اون کا رنگ اڑ جاتا ہے۔

کاپر کی زیادتی کے اثرات

کاپر کی زیادتی کے اثرات درج ذیل ہیں:

i- خون کے سرخ خلیوں کی توڑ پھوڑ

ii- یرقان (جس کا پتہ آسانی سے آنکھوں کی رنگت کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے)

ان اثرات پر قابو پانے کے لیے درج ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

i- مولبڈینم سلفیٹ سے علاج کریں۔

ii- ہر بچے کو روزانہ 100 ملی گرام امونیم مولبڈیٹ پلائیں اس کے ساتھ ساتھ ایک گرام سوڈیم سلفیٹ 20 ملی لیٹر پانی میں حل کر کے پلائیں یہ علاج تین ہفتے تک جاری رکھیں۔

مولبڈینم

خوراک میں مولبڈینم کی تھوڑی مقدار غذا کو زود ہضم بنادیتی ہے اس کے علاوہ شرح بڑھوتری میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ درحقیقت مولبڈینم اور کاپر میں معکوس تعلق پایا جاتا ہے اگر غذا میں مولبڈینم کی مقدار زیادہ ہوگی تو کاپر کی فراہمی کم ہوجائے گی جس کے لیے خوراک میں اضافی کاپر شامل کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر غذا میں مولبڈینم کی مقدار کم ہو تو جسم میں کاپر اکٹھا ہونا شروع ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں یرقان زدہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اس نقصان سے خوراک میں مولبڈینم کی مقدار بڑھا کر بچا جاسکتا ہے۔

مولبڈینم کی زیادتی کے اثرات

مولبڈینم کی زیادتی والے علاقوں میں بھیڑ بکریوں کو پیچش (Scours) لگ جاتے ہیں۔ جانوروں کی مینگنیاں پتلی ہوجاتی ہیں اور اون کا رنگ بدل جاتا ہے اس کے علاوہ جانور کا وزن بہت تیزی کے ساتھ گرتا ہے۔ ایسے علاقوں میں اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ خوراک میں 5 PPm تک کاپر شامل کردیا جائے۔

کوبالٹ

کوبالٹ معدے میں وٹامن B12 کی تیاری کے لیے اشد ضروری ہے۔ جسم میں کوبالٹ کی مقدار کا اندازہ وٹامن B12 کی مقدار سے لگایا جاسکتا ہے۔ کوبالٹ کو خوراک میں شامل کرنا چاہیے اور اس کی مقدار 0.1 پی پی ایم ہونی چاہیے۔

کوبالٹ کی کمی کے اثرات

i- بھوک کی شدت میں کمی یا خاتمہ

ii- شدید کمزوری و نقاہت

iii- سُستی و کاہلی

iv- جنسی تحریک میں کمی

v- دودھ کی پیداوار میں کمی

مینگا نیز

یہ ہڈیوں کی نشوونما کے لیے ضروری ہے اس کی کمی سے جانوروں میں جنسی تحریک متاثر ہوتی ہے۔ بچے ضائع ہونے کی شرح میں خاطر خواہ اضافہ اور پیدا ہونے والے بچوں کے وزن میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

زنک

زنک بھیڑ بکریوں کے لیے بہت ضروری ہے خوراک میں اس کی نارمل مقدار 17.4PPm ہے تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ مینڈھوں بکروں سے اچھی قسم کا مادہ تولید حاصل کرنے کے لیے اس کی مقدار 34.4PPm ہونی چاہیے۔اس بات کا بھی پتہ چلایا گیا ہے کہ زنک کی کمی کی صورت میں پروٹین کے استعمال پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

زنک کی کمی سے پیدا ہونے والے اثرات

i- نر جانوروں میں خصیوں کی بڑھوتری اور جنسی جرثومے بننے کی شرح کم ہوجاتی ہے

ii- آنکھوں اور کھروں کے گرد سوجن

iii- اون میں خرابیاں

iv- منہ سے لعاب کا اخراج

v- بھیڑیں اُون کھانا شروع کردیتی ہیں

vi- شرح بڑھوتری میں کمی واقع ہوجاتی ہے

سیلینیئم

سیلینیئم کی کمی کی وجہ سے وائٹ مسل بیماری ظاہر ہوجاتی ہے جس سے بچنے کے لیے سیلینیئم اور وٹامن ای کا عضلاتی ٹیکہ لگانا چاہیے۔بچوں کو دو ٹیکے لگانے چاہئیں۔پہلا ٹیکہ بوقت پیدائش جبکہ دوسرا دو ہفتے بعد۔پہلا ٹیکہ سوڈیم سیلنائٹ (0.25 ملی گرام) اور 68 آئی یو وٹامن ای جبکہ دوسرے ٹیکے میں سیلینیئم ایک ملی گرام دیں۔اگر خوراک میں اس کی مقدار 0.1 پی پی ایم ہے تو کمی کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے تاہم اگر خوراک میں اس کی مقدار 3 پی پی ایم ہو تو زہریلے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

فلورین

فلورین ایک جمع ہونے والا زہر ہے جن جانوروں میں اس کی مقدار زیادہ ہوجائے ان میں بھوک اور وزن میں کمی، ہڈیوں کی رنگت میں فرق آجاتا ہے اور وہ چاک کی طرح سفید ہوجاتی ہیں۔ہڈیاں موٹی ہونے لگتی ہیں اور دانت اکھڑے ہوئے اور گڑھے دار بن جاتے ہیں۔

وٹامنز

بھیڑ بکریوں کی بہتر نشوونما کے لیے وٹامنز کی مناسب مقدار خوراک میں دینا ضروری ہے۔چھوٹے بچوں میں اس بارے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ کمی کی صورت میں شرح بڑھوتری اور صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

وٹامن اے

وٹامن اے اور اس کا خام تیار کنندہ کیروٹین جسمانی خلیوں کی نارمل ساخت کے لیے بہت اہم ہیں۔وٹامن اے ایک چکنائی میں حل پذیر وٹامن ہے اور جسم میں ذخیرہ ہوسکتا ہے۔سبز چارے پر چرنے والی بھیڑ بکریوں کے جگر سے وٹامن اے ختم ہونے میں تقریباً 200 دن لگتے ہیں۔سورج کی روشنی میں خشک کئے گئے چارے میں وٹامن اے اور اس کے تیار کنندہ کی مقدار کم ہوتی ہے۔اس صورت میں جانوروں کو 100,000

IU وٹامن اے کا عضلاتی ٹیکہ لگانا چاہیے ساتھ ہی ساتھ ان کی خوراک امیں وٹامن اے اضافی مقدار میں دے کر اس کی کمی کو پورا کرنا چاہیے تاہم ملائی سے پہلے بھی بھیڑ بکریوں کو ٹیکے کے ذریعے یا منہ کے ذریعے وٹامن اے کی اضافی مقداریں دیں۔

وٹامن اے کی کمی کے اثرات

i- وٹامن اے کی کمی کا شکار بھیڑوں کا نظام تنفس، نظام انہضام، تولیدی نظام، نظامِ اخراج اور آنکھوں کی پتلیاں سوکھ جاتی ہیں اور سخت ہو جاتی ہیں۔

ii- بیماری کا حملہ جلدی ہوتا ہے۔

iii- ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔

iv- کمزور، غیر صحت منداور مردہ بچے جنم لیتے ہیں۔

v- وٹامن اے کی کمی کا سب سے زیادہ اثر نظر پر پڑتا ہے اور متاثرہ جانور شب کوری(Night Blindness) کا شکار ہو جاتے ہیں۔

وٹامن ڈی

وٹامن ڈی کیلشیم اور فاسفوس کے ساتھ جانوروں میں ریکٹس (ہڈیوں کا مڑ جانا) سے بچاؤ کے لیے درکار رہتا ہے۔اگر حاملہ بھیڑ بکریوں میں اس کی مقدار مناسب ہو تو اپنے پیدا ہونے والے بچے کو4 سے 6 ہفتے تک وٹامن ڈی فراہم کرسکتی ہیں۔جانوروں کو سورج کی روشنی سے وٹامن ڈی کی تسلی بخش مقدار حاصل ہو جاتی ہے ایسے جانور جن کی اون چھوٹی اور سفید ہوان کو لمبی اور کالی اون والے جانوروں کی نسبت وٹامن ڈی زیادہ وصول ہوتا ہے۔

وہ بچے جن کو ماؤں سے جلدی علیحدہ کرلیا جاتا ہے ان کو روزانہ 66.6IU فی 10 کلوگرام جسمانی وزن وٹامن ڈی درکار رہتا ہے باقی ہر قسم کی بھیڑوں کو IU 20 فی 10 کلوگرام تک جسمانی وزن کے حساب سے وٹامن ڈی کی ضرورت ہوتی ہے۔سورج کی روشنی میں سکھایا گیا چارہ وٹامن ڈی کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

وٹامن ڈی کی کمی کے اثرات

i- چھوٹے بچوں میں ریکٹس (Rickets) کی بیماری۔

ii- بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت کم ہو جاتی ہے۔

وٹامن ای

وٹامن ای جانوروں میں وائٹ مسل بیماری(White Muscle Disease) سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔دراصل خوراک میں وٹامن ای کی موجودگی کا سیلینیئم کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔خوراک میں ان دونوں کی موجودگی معکوس تناسب میں ہوتی ہے۔بچوں میں 10 ملی گرام وٹامن ای فی کلوگرام جسمانی وزن اور سیلینیم 0.5 پی پی ایم دینے سے اچھے نتائج ملتے ہیں۔

وٹامن ای کی کمی کے اثرات

چھوٹے دودھ پیتے بچوں میں وائٹ مسل ڈیزیز جس کی علامات میں سختی یا اکڑ جانا (خاص طور پر پچھلی ٹانگوں کا) اور جھکی ہوئی کمر شامل ہیں۔

متاثرہ بچے نمونیے اور بھوک کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں۔

وٹامن کے

یہ چکنائی میں حل پذیر وٹامن ہے اور خون کے جمنے کے لیے بہت ضروری ہے ہر قسم کا سبز چارہ، تازہ ہو یا خشک، وٹامن کے کا اچھا ذریعہ ہے۔ یہ وٹامن معدے میں کافی مقدار میں بن جاتا ہے اس لیے اسے خوراک میں دینے کی ضرورت نہیں۔

وٹامن بی کمپلیکس

دو ماہ کی عمر تک کے بچوں کی خوراک میں وٹامن بی کمپلیکس کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ابھی اس کے معدے نے مکمل طور پر کام کرنا شروع نہیں کیا ہوتا تاہم اس کے بعد جب معدہ مکمل طور پر کام کرنے لگتا ہے تو اضافی وٹامن بی کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ معدے میں پائے جانے والے خوردبینی جاندار وٹامن بی کی بڑی مقدار تیار کرتے ہیں تاہم وٹامن B12 کی تیاری کے لیے کوبالٹ کا ہونا ضروری ہے۔

وٹامن سی

یہ وٹامن جسمانی بافتوں میں بڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے اس لیے اس کو غذا میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔

پانی

بھیڑ بکریاں پانی حاصل کرنے کے لیے یا تو پانی پیتی ہیں یا انہیں پانی غذا سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جانور جو پانی استعمال کرتے ہیں اس کا انحصار درج ذیل باتوں پر ہے۔

i- درجہ حرارت	ii- بارش اور ہوا میں نمی
iii- عمر	iv- نسل
v- پیداواری مرحلہ	vi- بچوں کی تعداد
vii- جسم پر اُون کی موجودگی	viii- سانس لینے کی رفتار
ix- پانی پینے کے اوقات	x- خوراک کی قسم اور مقدار
xi- ورزش	

اوسطاً ایک بالغ جانو ایک دن میں تقریباً گیلن پانی استعمال کرتا ہے تاہم چھوٹے بچے اس مقدار کا نصف استعمال کرتے ہیں تاہم اگر چارے میں نمی کی مقدار بہت زیادہ ہو تو بھیڑ بکریاں پانی کے بغیر ہفتوں گذارہ کر سکتی ہیں۔ بہتر نتائج کے لیے یہ ضروری ہے کہ تازہ پانی وافر مقدار میں مہیا کیا جائے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اگر جانوروں کو ہر وقت پانی کی کم رسائی ہو تو ان کی بڑھوتری، صحت اور پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ممکن ہے۔

خوراک کے مختلف ذرائع

بھیڑ بکریاں ایسے زرعی رقبہ جات پر پالی جاتی ہیں جہاں دوسرے پالتو جانوروں کی افزائش اقتصادی لحاظ سے سودمند نہیں ہوتی ایسے جھاڑی دار رقبے جو گائیوں اور بھینسوں کی چرائی کے لیے ناکارہ سمجھے جاتے ہیں وہاں ان کی افزائش آسانی سے کی جاتی ہے۔ یہ جانور عام طور پر مختلف چارے مثلاً برسیم، جنتر، مکئی، جوار، باجرہ، روانہہ وغیرہ کے علاوہ جڑی بوٹیاں، گھاس، درختوں کے پتے، کیکر اور جنڈ کی پھلیاں کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ دوسرے تمام جانوروں کی نسبت بھیڑ بکریاں چراگاہوں سے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہیں چونکہ یہ جانور دوسرے جانوروں کی نسبت کم غذائیت رکھنے والی سخت قسم کی خوراک کو بہتر طور پر ہضم کر لیتے ہیں اس لیے انہیں بارانی اور پہاڑی علاقوں میں با آسانی خوراک میسر آ جاتی ہے۔ یہ جانور گھر کی بچی ہوئی سبزیاں، گرے پڑے پتے اور پھلوں کے چھلکے وغیرہ کھا کر بھی پیٹ بھر لیتے ہیں لیکن بڑی بھیڑ بکریاں گھاس پھوس اور دیگر نباتات کو دودھ میں تبدیل کرنے کی اہلیت دوسرے جانوروں کی نسبت زیادہ رکھتی ہیں۔ اگر چراگاہ میں پیٹ بھر کر چارہ موجودہ نہ ہو تو انہیں باڑے میں مزید چارہ فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ گرمیوں میں سورج نکلنے سے پہلے اور سردیوں میں پتوں پر شبنم خشک ہونے پر بھیڑ بکریوں کو چراگاہ میں بھیجنے سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ چرائی اور سبز چارے کے علاوہ سانڈ کو نسل کشی کے موسم میں اور مادہ کو بچہ دینے سے پہلے اور دودھ دینے کے دوران ونڈے کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح ان میں شرح زرخیزی بڑھ جاتی ہے۔ بچے صحت مند پیدا ہوتے ہیں اور دودھ کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

تجربات و مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ بھیڑ بکریاں عموماً کھلی جگہ پر چرنا پسند کرتی ہیں۔ باڑوں کے اندر رکھنے سے ان کی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔ دراصل چرائی کے دوران انہیں چارے کے ساتھ ساتھ مختلف انواع و اقسام کی جڑی بوٹیاں، گھاس پھوس اور درختوں کے پتے وغیرہ بھی کھانے کو ملتے ہیں جو ان کی غذا کو متوازن بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امورِ حیوانات کے ماہرین بھیڑ بکریاں پالنے کے پیشہ سے منسلک حضرات کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس کاروبار سے خاطر خواہ منافع حاصل کرنے کے لیے ان کو باڑوں میں مقید کر کے رکھنے کے تصور کو فراموش کر دیں کیونکہ بڑے جانوروں کی نسبت بھیڑ بکریاں چراگاہوں سے زیادہ فائدہ اُٹھاتی ہیں۔

بہترین چراگاہ

بڑے کاشتکار اور زمیندار کے لیے بھیڑ بکریوں کی چرائی کسی پیچیدہ مسئلے کی صورت اختیار نہیں کرتی ان کے پاس گائیوں، بھینسوں اور کشاورزی کے جانوروں پر مشتمل خاصی تعداد موجود رہتی ہے جن کے لیے چارے کی مناسب مقدار روزانہ کھیتوں سے کاٹی جاتی ہے۔ بھیڑ بکریوں کی غذائی ضرورت کا خاصا حصہ ایسے کھیتوں میں چرنے سے ہی پورا ہو جاتا ہے جہاں سے جانوروں کے لیے معمول کا چارہ کاٹا جاتا ہے۔ آباد اور زرخیز رقبے کو جس میں نقد آور فصلوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ چارہ لگا کر صرف بھیڑ بکریوں کے لیے وقف کر دینا کسی طرح بھی منافع بخش نہیں ہے۔ درخت زمیندار کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ان کے پتے، پھول اور پھلیاں بھیڑوں کو بہترین قسم کی خوراک فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کیکر کے پتے اور پھلیاں بھیڑوں کی مرغوب غذا ہے۔ بیری، توت، جنڈ، املتاس اور سمبل جیسے درختوں کے پتے بھی بھیڑوں کو خوراک فراہم کر سکتے ہیں لہٰذا ایسے زمیندار اور کاشت کار حضرات جو بھیڑ بکریوں کی افزائش میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنے کھیتوں کی منڈیروں اور کھالوں پر ایسے درخت بکثرت لگا کر ان کی خوراک کے مسئلہ کو ایک حد تک حل کر سکتے ہیں۔

بھیڑ بکریوں کی چرائی کا مسئلہ ایسے لوگوں کے لیے روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے جو نہ تو خود زمین کے مالکان ہیں اور نہ کھیتی باڑی کے پیشے سے منسلک ہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ غیر آباد رقبہ جات اور دریاؤں، نہروں، سڑکوں اور ریل کی پٹڑیوں کے اردگرداُ گی ہوئی گھاس پھوس، جڑی بوٹیوں، خاردار جھاڑیوں اور درختوں سے بھرپور استفادہ کریں۔

چرائی کے دوران حاصل کی گئی خوراک

سال کے کچھ حصوں میں چراگاہوں میں چرائی کے لیے گھاس پھوس ضرورت سے کم میسر آتی ہے ایسے موقع پر مالک کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ بھیڑ بکری نے چرائی کے دوران اپنی غذائی ضروریات پوری کی ہیں یا نہیں۔ تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک بھیڑ بکری چرائی کے دوران دن میں جتنی خوراک کھاتی ہے شام کے وقت اس کا تیسرا حصہ اس کے معدے میں موجود ہوتا ہے اس لیے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اس نے سارا دن چرائی کے دوران کتنی خوراک کھائی، صبح چرائی پر بھیجنے سے بیشتر جانوروں پر نشان لگا کر ان کا علیحدہ علیحدہ وزن کر لیں اور شام کو چرائی سے واپسی پر دوبارہ وزن کر کے فرق نکال لیں مثال کے طور پر اگر بھیڑ بکری کا صبح کے وقت وزن 25 کلوگرام ہے اور شام کو 26 کلوگرام ہے تو اس نے چرائی کے دوران صرف 3 کلوگرام خوراک حاصل کی ایسی صورت میں شام کے وقت باڑوں میں مزید سبز چارہ یا ونڈا فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

بہتر خوراک کے لیے چراگاہوں کی حفاظت

ہمارے ملک کی اکثر چراگاہوں میں گھاس پھوس کے علاوہ چند جڑی بوٹیوں کے پودے پائے جاتے ہیں یہ گھاس پھوس اور جڑی بوٹیاں نہ تو جانور کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور نہ ایک دفعہ چرائی کے بعد اچھے طریقے سے اُگتی ہیں اس کے علاوہ چراگاہوں کی حفاظت اور بڑھوتری کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے جاتے جس کے نتیجے میں چراگاہیں ختم ہوتی جا رہی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں جانور باقاعدہ چرائی کرتے ہیں اس چراگاہ کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو یہ چراگاہیں لمبے عرصے کے لیے چارہ فراہم کر سکتی ہیں بصورتِ دیگر جانوروں کی خوراک پر اُٹھنے والے اخراجات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ ذیل میں ہم اس چیز کا جائزہ لیں گے کہ چراگاہوں کو کس طرح مناسب دیکھ بھال سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

i- گھاس پھوس کو اُگانے کے ساتھ ساتھ چراگاہ میں پھلی دار اجناس کے پودے بھی لگائے جائیں تاکہ جانوروں کو غذائیت سے بھرپور چارہ دستیاب ہو سکے اس طریقے سے گھاس کی نسبت چارے کی غذائیت میں 20 سے 30 فیصد تک اضافہ ہو جاتا ہے علاوہ ازیں پھلی دار اجناس نہ صرف جانوروں کو پروٹین مہیا کرنے کا اچھا ذریعہ ہیں بلکہ زمینی مٹی میں نائٹروجن کی مقدار بڑھانے کا سبب بھی ہوتی ہیں جس کے نتیجے کے طور پر زمینی کٹاؤ میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔

ii- چراگاہ اُگانے کے پہلے سال کے دوران جانوروں کو اس میں چرائی کی بالکل اجازت نہ دی جائے بلکہ تمام گھاس اور پھلی دار اجناس کو کاٹ لیا جائے اور خشک حالت میں محفوظ کر کے ان کو کھلایا جائے۔ اس طریقے سے آنے والے سالوں میں چراگاہ میں گھاس کو دوبارہ اگانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کو کاٹنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

ایسے طریقے سے ایک چراگاہ اوسطاً 6 سال تک اچھا چارہ فراہم کر سکتی ہے اس چارے کی مقدار 60 سے 70 من خشک مادہ (ڈرائی

میٹر) فی ہیکٹر فی سال میسر ہوسکتا ہے۔

iii- چراگاہ کی حفاظت میں ناپسندیدہ جڑی بوٹیوں، جھاڑ جھنکار کا خاتمہ، پانی اور مٹی کا تحفظ، کھادوں کا استعمال، جانوروں کی مناسب تعداد اور مناسب چرائی کا انتظام شامل ہیں۔ایسی چراگاہ جس کی مناسب حفاظت کی جاتی ہو اس پر زیادہ جانور فی ہیکٹر رکھے جاسکتے ہیں۔

iv- چراگاہ کو چار برابر حصوں میں تقسیم کرلیا جائے اور ہر ایک حصے کو باری باری چرنے کے لیے دیا جائے اس طریقے سے چرائی شدہ گھاس دوبارہ اُگ سکے گی اور زیادہ چرائی کی وجہ سے ہونے والے زمینی کٹاؤ کو کم کرنے میں مدد ملے گی اور دوسرے بہت سے اہم امور خالی چراگاہ میں آسانی سے سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔

v- لیلوں کو سب سے پہلے چرنے دیا جائے اس کے بعد حاملہ اور دودھ دینے والی بھیڑ بکریوں کو اور سب سے آخر میں خشک جانوروں کو چرنے دیا جائے۔اس طریقے سے لیلوں کی شرح بڑھوتری میں نہ صرف خاطر خواہ اضافہ ہوجاتا ہے بلکہ اندرونی و بیرونی کرموں کا حملہ بھی کم ہوجاتا ہے۔اس کے علاوہ دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ بھی ممکن ہے۔

vi- چراگاہ میں گوبر کی کھاد اور دوسری کھادیں مناسب وقفوں سے ڈالی جائیں۔

vii- گھاس کے کیڑوں مکوڑوں کو کنٹرول کیا جائے تاکہ گھاس کی پیداوار اور غذائیت کم نہ ہو۔

viii- مناسب اوقات پر گوڈی اور غیر ضروری جڑی بوٹیوں کا خاتمہ کیا جائے تاکہ چارے کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

سبز چارہ

چھوٹی بھیڑ بکری کو روزانہ 4 سے 5 کلوگرام جبکہ بڑی کو 6 سے 8 کلوگرام سبز چارے کی ضرورت ہوتی ہے اگر چراگاہ میں ضرورت کے مطابق سبز چارہ موجود ہو تو انہیں باڑے میں مزید چارہ فراہم کرنے کی ضرورت نہیں بصورتِ دیگر یہ کمی شام کے وقت باڑے میں سبز چارہ اور ونڈہ فراہم کرکے پورے کی جائے۔سبز چارہ جات میں برسیم، لوسرن، گوارہ، جنتر اور جئی بھیڑ بکریوں کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بہترین ہیں۔اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ مکئی، چری، باجرہ، سدابہار ماٹ گراس وغیرہ بطور چارہ ان کو نہیں کھلائے جاسکتے لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ معیاری چارہ جات کی مسلسل فراہمی سے ہی زیادہ پیداوار اور منافع ممکن ہے۔اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ چارے مختلف اوقات میں لگائے جائیں مثلاً خریف کے موسم میں گوارہ اور جنتر 15 مارچ سے 15 اپریل، 16 اپریل سے 15 مئی اور 16 مئی سے 30 جون یعنی تین دفعہ رقبے پر کاشت کریں۔اس طرح ربیع کے موسم میں جنتر اور گوارہ 10 اگست سے 15 ستمبر کو کاشت کریں۔اس طریقے سے بھیڑ بکریوں کو غذائیت سے بھرپور چارہ وافر مقدار میں میسر ہوگا۔

جئی، برسیم اور لوسرن بھی بھیڑ بکریوں کے لیے بہترین چارے ہیں ان کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

جئی

جئی کا وقت کاشت اکتوبر تا دسمبر ہے۔بھاری میرا زمین اس کے لیے موزوں ترین ہے۔زمین کی تیاری کرتے وقت ایک دفعہ مٹی پلٹنے والا ہل اور تین چار مرتبہ ہل اور سہاگہ چلائیں۔بیج کی بہت سی اقسام اے ون، ایس 2000، بی کے-1 اور راوی ہیں ان میں سے کوئی ایک 30 کلوگرام فی ایکڑ کے حساب سے کاشت کریں۔کاشت اگر بذریعہ ڈرل 25 تا 30 سینٹی میٹر کے فاصلے پر کی جائے تو پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ممکن

ہے۔زیادہ پیداوار کے حصول کے لیے بوائی کے وقت اڑھائی بوری ایس ایس پی یا ایک بوری ڈی اے پی اور ایک بوری یوریا استعمال کریں۔اس چارے کا وقت برداشت جنوری تا مئی ہے اور پیداوار فی ایکڑ 25 تا 35 ٹن ہے۔ چارے میں لحمیات کی مقدار 14 فیصد ہوتی ہے۔

برسیم

برسیم موسم سرما کی ایک نہایت ہی اہم اور غذائیت سے بھرپور فصل ہے۔اس کی اعلیٰ خصوصیات کی بنا پر اسے چاروں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک پھلی دار فصل ہے اور اس کی جڑوں کی گانٹھوں میں ہوا سے نائٹروجن حاصل کر کے پودے کے استعمال میں لانے والے جراثیم کثیر تعداد میں موجود ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ برسیم کی کاشت سے زمین کی زرخیزی بڑھ جاتی ہے۔ یہ فصل کم درجہ حرارت میں بہت اچھی نشوونما پاتی ہے، مگر شدید سردی یعنی دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں اس کی بڑھوتری قدرے کم ہو جاتی ہے۔پنجاب کے تمام آبپاش علاقوں میں اس کی کاشت باآسانی کی جاسکتی ہے۔برسیم کی فصل کلراٹھی زمین کے علاوہ ہر قسم کی زمین پر کامیابی سے اُگائی جاسکتی ہے۔شام کے وقت بوائی کرنے سے برسیم کی فصل کا اگاؤ اچھا ہوتا ہے۔اگر کسی کھیت میں برسیم کی کاشت پہلی دفعہ کی جارہی ہو تو اس میں جراثیم آلود مٹی اس کھیت سے ملا کر ڈالنی چاہیے جہاں پچھلے سال برسیم کاشت کیا گیا تھا۔چارے والی فصل پر زہر پاشی نہیں کرنی چاہیے البتہ اگر فصل کو بیج کے لیے رکھنا مقصود ہو تو چارے کی فصل بیج کے لیے چھوڑتے وقت فیوراڈان یا ڈایازینان یا ڈائی سسٹان دانے دار زہر بحساب 8 کلوگرام فی ایکڑ یکساں بکھیر کر فصل کو پانی لگا دیں۔

لوسرن

یہ دوامی نوعیت کا ایک پھلی دار چارہ ہے۔جس میں لحمیات، حیاتین، چونا اور فاسفورس وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ فصل نہ صرف سارا سال سبز چارہ فراہم کرتی رہتی ہے بلکہ اس کو ایک دفعہ کاشت کر کے کئی سالوں تک چارہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔یہ چارہ زمین کی زرخیزی میں بھی اضافہ کرتا ہے۔یہ فصل ہر قسم کی آب وہوا سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔آب پاشی والے گرم اور خشک علاقوں میں بھی اچھی طرح نشوونما پاسکتی ہے۔اگر کاشت قطاروں میں کی گئی ہو اور زمین میں موزوں نمی ہو تو یہ فصل چھ سات سال تک چلتی رہتی ہے۔

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ عام طور پر لوسرن میں جڑی بوٹیاں اور گھاس اتنی زیادہ اُگ آتی ہے کہ لوسرن کی پیداوار نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے۔زیادہ پیداوار لینے کے لیے ضروری ہے کہ گھاس اور جڑی بوٹیوں کو بروقت تلف کیا جائے۔اگر لوسرن کی کاشت قطاروں میں کی گئی ہے تو گوڈی سے بھی یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ لوسرن ایک سدابہار چارہ ہے اس لیے اسے غیر پھلی دار اجناس خاص طور پر چری، باجرہ وغیرہ میں اگر ملا کر جانوروں کو کھلایا جائے تو پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔

خشک چارہ جات

شدید ترین موسم، قحط سالی اور چراگاہوں کے بہت زیادہ استعمال کی وجہ سے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بھیڑ بکریوں کو خشک چارہ جات مہیا کئے جائیں اگرچہ گائیوں کی نسبت ان میں خشک چارہ جات کو بہتر طور پر استعمال کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے تاہم سردیوں میں خشک چارہ ان جانوروں کے لیے نہایت عمدہ غذا تصور کیا جاتا ہے۔سب سے بہترین خشک چارہ پھلی دار اجناس کا ہے بشرطیکہ اسے مناسب وقت پر کاٹا گیا ہو اور مناسب دیکھ بھال کی گئی ہو۔اس قسم کے چارے میں پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس کے علاوہ کیلشیم، وٹامنز اے اور ڈی کی اچھی مقدار یں اس میں موجود ہوتی ہیں۔صرف گھاس کو ہی خشک کر کے چارے کے طور پر استعمال کرنا ہو تو گھاس کو ذرا چھوٹی عمر میں کاٹ لیں تاہم اس کے

باوجود ان میں پروٹین کی مقدار، کیلشیم اور وٹامنز کی، مقدار پھلی دار چارے سے کم ہوتی ہے۔

خمیرہ چارہ اور جڑوں والی فصلیں

بھیڑ بکریوں کے لیے خمیرہ چارہ بہت سی فصلوں جیسے مکئی، جوار، پھلی دار چارہ جات، گھاس وغیرہ سے تیار کیا جاسکتا ہے۔اگر خمیرے چارے میں غیر پھلی دار چارے کا استعمال کیا جارہا ہو تو کوشش کریں کہ غذائیت سے بھرپور خوراک جانوروں کو مل سکے۔اس ضمن میں جنتر، گوارہ اور لوسرن بہترین ذرائع ہیں۔لوسرن خشک یا سبز دونوں صورتوں میں دیا جاسکتا ہے۔اب لوسرن کی ایسی قسمیں دستیاب ہیں جو تقریباً 25 سے 30 دن کے وقفے سے کاٹنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔یہ بہتر ہے کہ ان کو کاٹ کر خشک کر لیا جائے اور غیر پھلی دار چاروں کے ساتھ ملا کر کھلایا جائے۔

جڑوں والی فصلوں میں وہ تمام پودے شامل ہیں جن میں خوراک کی اچھی مقدار جڑوں میں جمع ہو جاتی ہے اور ان کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔بھیڑوں کے لیے اہم جڑوں والی فصلوں میں شلجم اور گاجر شامل ہیں۔اس قسم کی خوراک میں 85 سے 90 فیصد تک پانی ہوتا ہے۔بھیڑیں انہیں نہایت شوق سے کھاتی ہیں۔یہ زود ہضم ہونے کے ساتھ ساتھ جانوروں کی صحت پر بھی اچھا اثر ڈالتی ہیں۔انہیں درپیش بڑے مسائل میں سے ان کو اگانا، کاٹنا اور سٹور کرنے میں حائل دشواریاں شامل ہیں۔

جڑوں کو عام طور پر کاٹ کر یا پھر مکمل طور پر بھی بطور چارہ استعمال کروایا جاسکتا ہے۔

اینٹی بائیوٹکس

جب جراثیم کش ادویات بحساب 17 سے 24 ملی گرام فی کلوگرام راشن میں استعمال کی جائیں تو کارکردگی پر مثبت اثر پڑتا ہے۔اس ضمن میں کلوراٹیٹرا سائی کلین اور آکسی ٹیٹرا سائی کلین زیادہ موثر ہیں تاہم مختلف جراثیم کش ادویات کے اثرات مختلف حالات میں مختلف ہوتے ہیں۔

راشن (ونڈا)

سبز چارے کے علاوہ نسل کشی کے لیے استعمال ہونے والے بکروں، چھتروں اور بھیڑ بکریوں کو ونڈے کی فراہمی بھی ضروری ہے۔نسل کشی کے موسم میں ملاپ سے تین ہفتے قبل ونڈا فراہم کرنے سے جانوروں میں شدت سے جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے ایسی بھیڑ بکریوں میں حمل برقرار رکھنے اور جڑواں بچے دینے کی شرح بڑھ جاتی ہے۔حاملہ جانوروں کو بچہ جننے سے تین ہفتے (21 دن) قبل اور دوبارہ ملاپ سے 15 سے 20 دن قبل اگر 400 گرام یومیہ فی جانور ونڈا فراہم کیا جائے تو ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ، ان کی شرح زرخیزی اور بچوں کی پیدائشی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے

علاوہ ازیں بکروں اور مینڈھوں کو جسمانی حالت بہتر رکھنے اور نسل کشی کے اچھے نتائج حاصل کرنے کے لیے نسل کشی کے موسم میں 500 گرام فی سانڈ کے حساب سے ونڈا مہیا کیا جائے۔

چارہ محفوظ کرنے کے طریقے

ہمارے ملک کے موسمی حالات میں سال بھر چارے کی یکساں فراہمی ناممکن ہے کیونکہ فصلوں کی پیداوار کا انحصار موسمی حالات پر ہوتا ہے۔اس لیے سال کے بعض حصوں میں سبز چارہ کی قلت ہوجاتی ہے۔تاہم سبز چارہ کی کمی کے ایام میں جانوروں کے لیے چارہ کی ضرورت خشک (Hay) یا خمیرہ (Silage) چارہ کھلا کر پوری کی جاسکتی ہے۔اس مقصد کے لیے سبز چارے کی وافر فراوانی کے دور میں ضرورت سے زائد مقدار کو خاص طریقوں سے خمیرہ یا خشک چارہ کی شکل میں محفوظ کرلینا چاہیے اوراسے چارے کی نایابی کے دور میں استعمال کرنا چاہیے تاکہ جانوروں کو متوازن خوراک کی فراہمی ممکن ہوسکے۔

خمیرہ چارہ بنانے کا طریقہ

پاکستان ایک زرعی ملک ہے زراعت کے دو بنیادی اجزاء فصلیں اور جانور ہیں۔اس وقت ہمارے پاس 37.7 ملین بھینسیں، 44.4 ملین گائے، 72.2 ملین بکریاں اور 30.1 ملین بھیڑیں ہیں۔لیکن ان سے جو پیداوار ہم لے رہے ہیں وہ بہت کم ہے۔اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً جانوروں کی موروثی استطاعت میں کمی، بیماریوں کا حملہ، جانوروں کی روایتی طریقے سے دیکھ بھال وغیرہ لیکن سب سے اہم وجہ خوراک کی کمی ہے۔ہمارے جانوروں کو سارا سال ضرورت کے مطابق چارہ میسر نہیں ہوتا حالانکہ جانوروں کی خوراک کا زیادہ حصہ چارے سے حاصل کیا جاتا ہے۔اس وقت پاکستان میں فصلوں کے زیرکاشت رقبہ 22.96 ملین ہیکٹر ہے۔اس رقبے کا صرف 12 فیصد جانوروں کے چارے کے لیے استعمال ہورہا ہے۔اس رقبے میں ہر دس سال بعد 2 فیصد مزید کمی ہورہی ہے اس کی وجہ بڑھتی ہوئی انسانی آبادی ہے۔

انسانی آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ معیار زندگی بھی بہتر ہورہا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی خوراک کے متعلق زیادہ محتاط ہوگیا ہے اور متوازن خوراک کا استعمال بڑھ گیا ہے۔متوازن غذا میں دودھ اور گوشت اہم ہیں۔اس وقت ملکی سطح پر دودھ اور گوشت کی پیداوار بالترتیب 56 ملین ٹن اور 3.95 ملین ٹن ہے۔دودھ کی کل پیداوار کا 61 فیصد بھینسوں سے، 35 فیصد گائیوں سے اور 4 فیصد بھیڑ/بکریوں/اُونٹوں سے حاصل ہوتا ہے۔گوشت کی اس پیداوار میں 2.08 ملین ٹن بیف یعنی بڑا گوشت اور 0.77 ملین ٹن مٹن یعنی چھوٹے جانوروں کا گوشت ہے۔یہ پیداوار بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کم ہے اس لیے ضروت اس امر کی ہے کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار کو بڑھایا جائے۔جانوروں کی پیداوار بڑھانے کے لیے ان کو متوازن ونڈہ و سبز چارے کی مسلسل فراہمی بہت ضروری ہے۔

پاکستان میں ہر سال دو موسم ایسے آتے ہیں جب سبز چارہ کی شدید کمی ہوتی ہے۔ایک گرمیوں میں (مئی/جون) اور دوسرا سردیوں میں (نومبر/دسمبر)۔ان مہینوں میں سبز چارے کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جب سبز چارہ وافر مقدار میں ہو تو اسے کاٹ کر محفوظ کرلیا جائے یعنی خمیرہ چارہ بنالیا جائے۔خمیرہ چارہ ہوا کی عدم موجودگی میں محفوظ کیے ہوئے ایسے چارے کو کہتے ہیں جس میں نمی کی مقدار زیادہ ہو اور اس میں ہوا کی غیر موجودگی میں خمیرہ اٹھایا جائے۔جس جگہ اسے محفوظ کیا جائے اسے سائیلو کہتے ہیں۔یہ سائیلو مختلف طرح سے بنائے جاسکتے ہیں۔

(i) زمین میں گڑھا کھود کر

(ii) تین اطراف میں دیوار کھڑی کرکے

(iii) زمین کے اوپر مینار نما تعمیر۔

خمیرہ چارہ چارے کی قلت کے مہینوں میں تازہ چارے کا بہترین نعم البدل ہے۔ جانور پال حضرات کو یہ سفارش کی جاتی ہے کہ اگر وہ نیچے دیئے گئے طریقے کے مطابق خمیرہ چارہ تیار کر کے اپنے جانوروں کو کھلائیں تو پیداوار بڑھا کر آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

خمیرہ چارہ کے لیے فصل کا انتخاب

خمیرہ چارہ تیار کرنے کے لیے فصل میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں۔

1۔ فصل سرسبز اور اچھی حالت میں ہو

2۔ فصل میں کاربوہائیڈریٹ (نشاستہ) کی مناسب مقدار ہو۔

3۔ فصل میں نمی 65 سے 70 فیصد ہو۔

4۔ فصل کا خشک مادہ 30 سے 35 فیصد ہو۔

مکئی، جوار، سوانک، ماٹ گراس، لوسرن، باجرہ، جئی خمیرہ چارہ کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں لیکن مکئی کا خمیرہ چارہ بہترین ہوتا ہے۔

پھلی دار چارہ جات میں چونکہ شکر کم اور پروٹین زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں لہٰذا ان چارہ جات کا خمیرہ اٹھانے سے قبل تھوڑی مقدار میں کم پروٹین رکھنے والے چارہ جات یا شیرہ ملا لینے کی سفارش کی جاتی ہے۔ برسیم کے چارہ میں پانی کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے خمیر اٹھانے کے لیے موزوں نہیں لہٰذا اس میں 25 فیصد بھوسہ، خشک چھلکے یا خشک چارہ ملا کر خمیرہ چارہ بنایا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ان چارہ جات کو خشک کر لیا جائے یعنی Hay بنالی جائے۔

خمیرہ چارہ تیار کرنے کا طریقہ

جب فصل پوری طرح تیار ہو جائے تو کاٹ کر چارہ کترنے والی مشین سے باریک کتر لیا جائے۔ ایک کلو شیرہ ہر 100 کلو چارے پر ڈال کر اچھی طرح ملائیں یعنی فصل کے خشک مادہ کا تین فیصد شیرہ استعمال کرنا ہے۔ اگر مکئی کے چارے کا خمیرہ چارہ بنانا ہے تو شیرہ ڈالنے کی ضرورت نہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے چارے کا خمیرہ چارہ بناتے وقت شیرہ لازمی ڈالیں۔ شیرہ خمیرہ پن میں اضافہ کرتا ہے۔ غذائیت اور ذائقہ بڑھاتا ہے۔ پھر اس کترے ہوئے چارے کو زمین میں بنائے ہوئے گڑھے میں جس کے نیچے اور دیواروں کے ساتھ پلاسٹک شیٹ بچھی ہو تہہ در تہہ ڈالیں اور پاؤں سے ان تہوں کو اچھی طرح دبائیں۔ جب پورا گڑھا بھر جائے تو اس کے اوپر پلاسٹک شیٹ ڈال کر اوپر مٹی کی تہہ بچھا دیں۔ اب 28 دنوں تک اس کو یوں ہی رہنے دیں۔ یاد رہے کہ ہوا گڑھے میں داخل نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ سائیلو اس طرح بنائیں کہ چارے کو کسی مشین یا ٹریکٹر سے دبایا جاسکے۔ اس وقت تیار شدہ خمیرہ چارہ بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

گڑھے کے اندر جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان میں سب سے پہلے وہاں موجود ہوا کو چارے کے زندہ خلیے استعمال کر لیتے ہیں پھر ہوا کی غیر موجودگی میں زندہ رہنے والے بیکٹیریا چارے کے نشاستہ کو توڑتے ہیں جس سے ایسڈز پیدا ہوتے ہیں جن میں لیکٹک ایسڈ، بیوٹائرک ایسڈ، پروپائیونک ایسڈ اور ایسٹک ایسڈ شامل ہیں اور پروٹینز ٹوٹ کر امائینو ایسڈز کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

ہوا کی غیر موجودگی میں لیکٹک ایسڈ کا عمل تیز ہوتا ہے جو کہ چارے کی پی ایچ کو کم کر کے اس کی سطح 4 سے 4.5 کے درمیان برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ نتیجتاً بیکٹیریا کی افزائش کا عمل رک جاتا ہے اور خمیر کا عمل بھی رک جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر مزید خمیر پیدا نہ ہو تو خمیرہ چارہ

طویل عرصے تک استعمال کے قابل رہ سکتا ہے۔ ہوا کے اخراج کے عمل میں معمولی کوتاہی خمیرہ چارے کی ماہیت کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔اس دوران اگر کسی وجہ سے بیوٹائرک ایسڈ کی سطح حد سے بڑھ جائے تو خمیرہ چارہ خراب ہوسکتا ہے۔ بیوٹائرک ایسڈ کی سطح میں غیر معمولی بلندی کا اندازہ چارہ سے ناخوشگوار بو اور اس کی زردی مائل سبز رنگت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔0

بہترین قسم کا تیار شدہ خمیرہ چارہ چمکدار اور گہرے بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔خمیرہ چارہ کی ماہیت کا دارومدار چارے کی اس فصل پر ہوتا ہے جس سے یہ تیار کیا جاتا ہے۔ نیز جس مرحلے پر فصل کو کاٹ کر اس کا خمیرہ اٹھایا گیا ہو اس ضمن میں خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ کسی بھی فصل کے پھول آنے سے قبل کٹائی سے تیار کردہ خمیرہ چارہ غذائیت کے اعتبار سے اعلیٰ ترین گردانا گیا ہے۔

اہم مشورے

1۔ گڑھا زمین کے اندر یا باہر مکمل طور پر ہوا بند ہونا چاہیے ورنہ اگر اس میں ہوا داخل ہوتی رہے تو چارہ میں پھپھوندی (اُلی) لگ سکتی ہے اور وہ گل سڑ جائے گا۔
2۔ گڑھا سطح زمین سے بلند رکھیں تاکہ پانی اس میں داخل نہ ہو سکے۔
3۔ گڑھے کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کا دارومدار جانوروں کی تعداد اور جانوروں کو کھلانے کے عرصے پر ہے۔ایک مکعب فٹ گڑھے میں 12 سے 14 کلو کترا ہوا چارہ محفوظ کیا جاسکتا ہے۔
4۔ گڑھا اگر کچا ہو تو اس کے چاروں طرف پلاسٹک شیٹ بچھانا بہت ضروری ہے۔
5۔ جب خمیرہ چارہ جانوروں کو کھلانا شروع کریں تو گڑھے کے ایک طرف سے مطلوبہ مقدار نکال کر دوبارہ اچھی طرح بند کر دیں۔
6۔ خمیرہ چارہ گائے بھینس کے علاوہ بھیڑ بکریوں کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔

خمیرہ چارہ کے فوائد

1۔ یہ چارے کو خشک کر کے محفوظ کرنے کی نسبت کم جگہ لیتا ہے۔
2۔ خمیرہ چارہ میں نمی ہوتی ہے جبکہ خشک چارے میں نمی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔
3۔ خمیرہ چارہ میں غذائی اجزاء کا ضیاع نہیں ہوتا۔
4۔ ہر طرح کے موسم میں خمیرہ چارہ بنایا جاسکتا ہے۔
5۔ خمیرہ چارہ کے لیے فصل کی کٹائی کے بعد زمین دوسری فصل کے لیے استعمال ہوسکتی ہے۔
6۔ خمیرہ چارہ کو آگ لگنے کا خدشہ نہیں ہوتا۔
7۔ اندرونی طفیلی کیڑے جو کہ چرائی کے دوران جانوروں کے پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں خمیرہ چارہ کھلانے کی صورت میں اس پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔
8۔ خمیرہ چارہ کے استعمال سے جانوروں میں اپھارے کا مسئلہ کم ہوتا ہے۔
9۔ خمیرہ چارہ یکساں غذائیت کا حامل ہونے کی وجہ سے بحیثیت مجموعی خوراک کی لاگت میں کمی آ جاتی ہے۔

10۔ ہر وقت ہر موسم میں خمیرہ چارہ کے موجود ہونے سے چارہ روزانہ کاٹنے سے بچا جا سکتا ہے اور لیبر کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے۔ لیبر کی بلیک میلنگ سے بچا جا سکتا ہے۔

11۔ آج کل بڑی مقدار میں چارہ کاٹنے اور خمیرہ چارہ کی گانٹھیں تیار کرنے کے لیے مشینیں دستیاب ہیں۔

12۔ خمیرہ چارہ کی گانٹھیں تجارتی بنیادوں پر خرید و فروخت کی جا سکتی ہیں۔

چارہ خشک کرنے کا طریقہ

ضرورت سے زائد سبز چارے کو محفوظ کرنے کا ایک طریقہ کار یہ بھی ہے کہ اس کو خشک کر لیا جائے۔ خشک حالت میں محفوظ کرنے کے لیے چارے کی فصل کو غذائیت سے بھرپور حالت میں خشک موسم میں کاٹ کر دو تین دن کے لیے دھوپ میں خشک کریں تا کہ چارے میں نمی کی مقدار 20 فیصد تک رہ جائے۔ چارے کو خشک کرتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ تمام چارے کو یکساں طور پر دھوپ میسر آئے، پتے ضائع نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے چارے کو دھوپ میں الٹتے پلٹتے رہیں۔ نمی کی مقدار جانچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مٹھی بھر چارے کو دونوں ہاتھوں سے مروڑیں۔ اگر چارہ محفوظ کرنے کے قابل ہوگا تو یہ آسانی سے ٹوٹ جائے گا۔ خشک کرنے کے بعد چارے کو گانٹھوں کی شکل میں محفوظ کر لیں اور چارے کی نایابی کے دور میں جانوروں کی غذائی ضروریات کی تکمیل کے لیے استعمال کریں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مارچ اپریل میں برسیم کی بڑھوتری اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ فارمر بروقت کٹائی نہیں کر پاتا اس سے نہ صرف برسیم کھیت میں ہی گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے بلکہ اگلی کٹائی بھی شدید متاثر ہوتی ہے۔ یہ بہترین وقت ہے کہ اس کو کاٹ کر خشک کر لیا جائے پھر چھوٹی چھوٹی گانٹھیں بنا کر رکھ لی جائیں۔ ان گانٹھوں کو وقتاً فوقتاً الٹتے پلٹتے رہیں۔ اس خشک برسیم کو چری کے ساتھ ملا کر جانوروں کو کھلائیں تا کہ برسیم کے ختم ہونے کے بعد جب جانور چری کھانا شروع کریں تو ان کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ برسیم کے مقابلے میں چری، سدابہار، ماٹ گراس کی غذائیت کافی حد تک کم ہے لیکن اوپر والے طریقے سے ان چارہ جات کی غذائیت میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

جانوروں کی خوراک میں نمکیات کی اہمیت

جانوروں کے جسم میں پائے جانے والے پندرہ نمکیاتی اجزاء کا جسم میں ہونے والی فعلیاتی عوامل میں اہم کردار ثابت ہو چکا ہے۔ان کی کمی کی وجہ سے جانور کی صحت اور پیداوار متاثر ہوتی ہے اور جانور کئی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔کچھ اجزاء جسم کی ساخت، ہڈیوں اور عضلات کی نشو و نما اور خون بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مثلاً کیلشیم، فاسفورس، آئرن اور میگنیشیم وغیرہ یہ جسم میں ہونے والے کئی عوامل کی مناسب کارکردگی کا ضروری حصہ ہیں۔تھوڑی مقدار میں درکار معدنی اجزاء زنک، لوہا، مینگنیز، کاپر، کوبالٹ، آئیوڈین اور سیلینیئم وغیرہ ہیں ان میں سے بعض مثلاً سوڈیم، پوٹاشیم اور کلورین وغیرہ جسم کے تیزاب اور اساس کے نظام میں توازن برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

بعض اوقات ان نمکیاتی اجزاء کی زمین میں کمی یا غیر موجودگی کی وجہ سے ضروری غذائی عناصر کی پودوں اور چاروں میں کمی ہو جاتی ہے اگر یہی سبز چارے اور اناج استعمال کریں تو جانوروں میں کمی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی۔ان اجزاء کی کمی یا غیر موجودگی سے جانوروں کی صحت، افزائش، بالیدگی، پیداوار اور بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت متاثر ہوتی ہے۔پودوں اور چاروں میں کیلشیم، فاسفورس و دیگر معدنی اجزاء کی مقدار زمین میں ان اجزاء کی مرکب کھاد ڈالنے سے بڑھائی جا سکتی ہے۔اگر راشن میں نمکیاتی آمیزے کا استعمال باقاعدگی سے کیا جائے تو نہ صرف جانور کی صحت و پیداوار ٹھیک رہتی ہے بلکہ وہ کئی بیماریوں مثلاً مٹی کا چاٹنا، کپڑوں اور بالوں کا کھانا، سوتک کا بخار، رت موترا (فاسفورس کی کمی کی وجہ سے پیشاب میں خون آنا)، جانوروں کا جلد گرمی میں نہ آنا، پچھا مارنا اور جیر کا رُک جانا وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

ماہرین نے ان معدنی اجزا کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے نمکیاتی آمیزے کا فارمولا تجویز کیا ہے۔

فارمولا برائے نمکیاتی آمیزہ

اجزا	فیصد تناسب
نمک سفید	21.00
ڈی سی پی (پاک لائنز)	72.00
میگنیشیم سلفیٹ	5.00
فیرس سلفیٹ	0.75
مینگا نیز سلفیٹ	0.50
زنک سلفیٹ	0.50
کاپر سلفیٹ	0.50
پوٹاشیم آیوڈائیڈ	0.05
کوبالٹ کلورائیڈ	0.10
سوڈیم سلفیٹ	0.002

یومیہ خوراک: بھیڑ بکری 25 گرام

جانوروں کو جنسی تحریک میں لانے کے لیے آمیزہ نمکیات کا بہت اہم کردار ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر 100 کلوگرام آمیزہ نمکیات میں 80 گرام وٹامن اے، 40 گرام وٹامن ڈی اور 60 گرام وٹامن ای ملا کر بھیڑ بکریوں کو بحساب 20 سے 25 گرام روزانہ دیا جائے تاکہ جسمانی و تولیدی امراض جو خوراک کی کمی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں کا خطرہ کم ہو جائے اور جانور بروقت جنسی تحریک میں آئیں۔

سستے اور متوازن راشن

نسل کشی کے موسم میں سانڈ اور بھیڑ بکریوں کے لیے راشن

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
جو یا باجرہ یا جوار یا مکئی	10
کھل بنولہ	20
کھل توریا	09
چوکر گندم	29
رائس پالشنگ (برادہ چاول)	10
شیرہ (راب)	10
باریک توڑی	10
منرل مکسچر	01
نمک خوردنی	01
کل مقدار	100

بچہ دینے سے قبل اور بعد بھیڑ بکریوں کے لیے راشن

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	18.5
کھل توریا	13.0
چوکر گندم	40.0
شیرہ (راب)	10.0
باریک توڑی	15.5
منرل مکسچر	2.0
نمک خوردنی	1.0
کل مقدار	100

دودھیل جانوروں کے لیے

راشن نمبر 1

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	35
کھل توریا	15
مکئی کا دلیہ	15
چوکر گندم	18
شیرہ (راب)	15
نمکیاتی آمیزہ	02
کل مقدار	100

راشن نمبر 2

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	28
کنولہ میل/ بنولہ میل	8
مکئی دلیہ	15
میظ گلوٹن (30 فیصد)	17
چوکر گندم	15
شیرہ (راب)	15
نمکیاتی آمیزہ	2
کل مقدار	100

راشن نمبر 3

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	15
کنولہ میل/ بنولہ میل	10
مکئی دلیہ	15
چاول پاؤڈر	10
چوکر گندم	13
میظ گلوٹن (30 فیصد)	20
شیرہ (راب)	15
نمکیاتی آمیزہ	2
کل مقدار	100

راشن نمبر 4

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	10
مکئی دلیہ	25
میظ گلوٹن (30 فیصد)	20
چوکر گندم	15
چاول پاؤڈر	12
یوریا	1
شیرہ (راب)	15
نمکیاتی آمیزہ	2
کل مقدار	100

خشک جانوروں کے لیے

راشن نمبر1

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
کھل بنولہ	10
کھل توریا	18
شیرہ (راب)	20
4فیصد یوریا ملی توڑی	50
نمک خوردنی	1
چورہ ہڈی یا ڈی سی پی	1
کل مقدار	100

راشن نمبر2

اجزاء	مقدار (کلوگرام)
گنے کا چورہ	40
مکئی دلیہ	10
میزگلوٹن (30فیصد)	20
کینولہ میل	12
شیرہ	15
یوریا	1
نمکیاتی آمیزہ	1.50
عام نمک	0.50
کل مقدار	100

فربہ کرنے کے لیے چند آزمودہ فارمولے

راشن نمبر1

اجزاء	فیصد مقدار
توڑی یا پسے ہوئے تُکے	24
کھل بنولہ	20
کھل مکئی	20
چوکر	10
شیرہ	24
پسی ہوئی ہڈی	1.5
نمکیات کا آمیزہ	0.5
ٹوٹل	100

راشن نمبر2

اجزاء	فیصد مقدار
توڑی یا پسے ہوئے تُکے	24
کھل بنولہ	40
چوکر	10
شیرہ	24
پسی ہوئی ہڈی	1.5
نمکیات کا آمیزہ	0.5
ٹوٹل	100

راشن نمبر 3

اجزاء	فیصد مقدار
چھلکا بنولہ/ گنے کا پھوک/توڑی/ پسے ہوئے تکے	24
کھل بنولہ	10
کھل مکئی	30
چوکر	10
شیرہ	24
پسی ہوئی ہڈی	1.5
نمکیات کا آمیزہ	0.5
ٹوٹل	100

راشن نمبر 5

اجزاء	فیصد مقدار
میظ گلوٹن	10
کھل سرسوں یا توریا	10
چوکر گندم	20
شیرہ	26
بھوسہ گندم	30
خوردنی نمک	01
ڈی سی پی (ہڈیوں کا چورا)	01
یوریا کھاد	02
ٹوٹل	100

راشن نمبر 4

اجزاء	فیصد مقدار
کھل بنولہ	28
چوکر	20
رائس پالشنگ	10
شیرہ	18
بھوسہ گندم	20
خوردنی نمک	01
ڈی سی پی (ہڈیوں کا چورا)	01
یوریا کھاد	02
ٹوٹل	100

راشن نمبر 6

اجزاء	فیصد مقدار
میظ گلوٹن	24
چوکر گندم	16
شیرہ	25
بھوسہ گندم	31
یوریا کھاد	02
نمک خوردنی	01
ڈی سی پی (ہڈیوں کا چورا)	01
ٹوٹل	100

جانوروں کو فربہ کرنے کے لیے غذائی آمیزہ جتنا جانور کھا سکیں مہیا کریں۔شروع میں سبز چارہ زیادہ مقدار میں اور ونڈا کم مقدار میں دیں۔ پھر آہستہ آہستہ سبز چارہ کم کرتے جائیں اور ونڈے کی مقدار بڑھاتے جائیں۔اوپر جو راشن دیئے گئے ہیں وہ 100 کلوگرام کے لیے ہیں اگر کم راشن بنانا ہے یعنی 50 کلوگرام تو ہر جز آدھا کرلیں۔ونڈے میں یوریا ملانے کے لیے یوریا کی مطلوبہ مقدار لےکر اچھی طرح پانی میں حل کریں پھر اس یوریا ملے پانی کو شیرے میں اچھی طرح ملائیں۔ونڈے کے تمام اجزاء باریک کر کے پختہ زمین پر پھیلا کر اس کے اوپر یوریا ملے شیرے کا چھڑکاؤ کریں اور ہاتھوں کی مدد سے تمام اجزاء کو تین بار اچھی طرح ملائیں تاکہ تمام اجزاء اچھی طرح مل جائیں اور متوازن خوراک تیار ہو جائے۔

نوزائیدہ بچوں کی دیکھ بھال

بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کی ناک، منہ اور آنکھوں سے جھلی وغیرہ صاف کرکے اس کے نتھنوں میں پھونک ماریں اور آنول کو ناف سے ایک انچ کے فاصلے پر گرہ لگانے کے بعد قینچی سے کاٹ کر اس پر ٹنکچر آیوڈین لگا دیں پھر بچوں کو ماں کے آگے رکھ دیں تاکہ ماں اپنے بچے کو چاٹ لے۔ تھوڑی دیر بعد ماں کے تھن اور حیوانہ کو صاف کرکے دونوں تھنوں میں سے دودھ کی چند دھاریں زمین پر گرائیں۔ اس کے بعد بچوں کو تھنوں سے بوہلی پینے میں مدد دیں۔ اگر بچے ایک سے زائد ہوں تو تمام بچوں کو بوہلی یکساں مقدار میں پینے کا موقع دیں۔ بوہلی بچوں کے پیٹ میں موجود مواد کو صاف کرنے اور ان کے جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اگر ایک بچہ ہو اور تھنوں میں کچھ بوہلی بچ جائے تو اسے برتن میں نکال لیں۔

مشاہدے میں آیا ہے کہ بھیڑ بکری کی بیاہتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم اور حیوانہ کے سائز اور دودھ کی مقدار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ بیاہنے والی مادہ اگر دو یا تین بچے پیدا کرے تو اس کے نیچے اتنا دودھ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکے۔ علاوہ ازیں کچھ بھیڑ بکریوں میں دودھ پیدا کرنے کی استعداد ویسے بھی کم ہوتی ہے جس سے اس سے پیدا ہونے والے دو سے زائد بچے بھوکے رہتے ہیں ایسے بچے دودھ چھڑانے کی عمر (120 دن) تک کم ہی پہنچتے ہیں۔ بچے چوبیس گھنٹے میں اپنے جسم کے وزن کا پندرہ سے بیس فیصد دودھ پی لیتے ہیں۔ جن کے نیچے دودھ کم ہو ان کے بچوں کو ایک ساتھ دودھ پلانے کی بجائے باری باری دودھ پلایا جائے جب کوئی بچہ اتنا دودھ پی لے کہ اس کی کوکھ نہ ہی پیٹ کے اندر ہو اور نہ ہی پیٹ سے باہر نکلی ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس کی دودھ کی ضرورت پوری ہو چکی ہے اس سے بچے کو ہٹا کر دوسرے بچے کو دودھ پینے کا موقع دیجئے۔ اگر اس کی دودھ کی ضرورت اس کی ماں کے دودھ سے پوری نہ ہو تو اسے ایسی بھیڑ بکری کا دودھ پینے کی اجازت دیجئے جس کے نیچے ایک بچہ ہو لیکن اس کے حیوانہ سے اپنے بچے کی ضرورت سے زائد دودھ موجود ہو۔ ایسی مادہ جس کے نیچے ایک بچہ ہو یا بچے تو زیادہ تھے لیکن مر گئے ہوں اور باقی ایک ہی بچہ زندہ بچا ہو اپنے بچے کی ضرورت سے زائد دودھ پیدا کرتی ہے اگر اس کا بچہ تمام دودھ پی لے تو وہ دست کا شکار ہو کر اپنی جسمانی توانائی میں کمی پیدا کرے گا اگر وہ اپنی ماں کا تمام دودھ نہ پی سکے تو اس کی ماں کے حیوانہ میں بچنے والا دودھ سوزش پیدا کرکے حیوانہ کو تباہ کر دے گا۔ اگر یہ سوزش خطرناک قسم کی ہو تو بھیڑ بکری بخار میں مبتلا ہو جائے گی اور بعض اوقات اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے اس لیے یہ ذمہ داری منتظم کی ہے کہ وہ اپنی بھیڑ بکریوں کا دودھ کس طرح استعمال میں لاتا ہے۔

سردیوں میں بیاہنے والی بھیڑ بکریوں کے بچوں کے لیے پہلے دو تین دن زیادہ اہم ہوتے ہیں جو مادہ سخت سردی میں رات کے وقت بچے دیتی ہے ان کی دیکھ بھال مشکل ہو جاتی ہے اور یوں رات کو پیدا ہونے والے بچے نمونیے کا شکار ہو کر صبح کو مردہ پائے جاتے ہیں اس لیے ان کا ملاپ یکم جولائی سے پندرہ ستمبر تک بند رکھا جائے۔ اگر ناقص انتظام کی وجہ سے ان دنوں میں بھیڑ بکریاں حاملہ ہو گئیں ہوں تو ایسی صورت میں جس رات کسی کے بیاہنے کا امکان ہو اس رات کسی آدمی کی باڑے میں ڈیوٹی لگا دی جائے اور ساتھ ہی باڑہ گرم رکھنے کے لیے انگیٹھی یا ہیٹر وغیرہ کا انتظام ہونا چاہیے۔

ماں اور بچوں کو بچہ گھر سے باہر نکالنے کے بعد دو ہفتے تک باڑے کے اندر رکھا جائے اس عرصے میں بچوں کو باڑے کے اندر مٹی نہ کھانے دی جائے۔ اگر باڑے میں جگہ صاف ہو اور فرش پر خشک گھاس یا پرالی وغیرہ کی بچھالی موجود ہو تو بچوں کے مٹی کھانے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

بعض اوقات بچے کچے باڑوں کی دیواریں چاٹنا شروع کر دیتے ہیں ایسی صورت میں لکڑی کے دوفٹ اونچے کھونٹے زمین میں مختلف مقامات پر گاڑ کر نمک کے دواڑھائی کلوگرام وزنی ڈھیلوں میں سوراخ کر کے تار کے ذریعے کھونٹوں کے ساتھ زمین سے چھ انچ اونچائی پر لٹکا دیں۔

دو ہفتے بعد ماں اور بچوں کو باڑے کے نزدیک ہی چرائی کے لیے بھیجا جائے۔ کئی مالکان بچوں کو باڑے کے اندر چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی ماؤں کو باہر چرائی کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ گرمیوں میں یہ عمل بچوں کے لیے نہایت ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان دنوں ایک تو دن بڑے ہوتے ہیں اور دوسرے گرمی کی شدت سے پیاس بھی زیادہ لگتی ہے۔ نوزائیدہ بچے دودھ پانچ گھنٹے میں ہضم کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد بھوک کی حالت میں وہ اپنا منہ ہر اس شے پر مارتے ہیں جو ان کے سامنے آتی ہے اور یوں وہ مٹی کھا کر معدہ اور آنت کے ورم کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ایک تو ان کی مائیں 5 گھنٹے بعد چرائی سے واپس آ کر انہیں دودھ پلائیں اور دوسرے ان کے لیے کسی مٹی کے برتن میں تازہ اور صاف پانی موجود ہونا چاہیے۔

بچوں کی پرورش میں ایک موٹا سا اصول ذہن نشین کر لینا چاہیے وہ یہ کہ کم از کم پندرہ دن کی عمر تک بچے اپنی ماؤں کے ہمراہ رہنے چاہئیں۔ پیدائش کے پہلے پندرہ دنوں میں فالتو نر آختہ کر دیئے جائیں تو بہتر ہے۔ جب بچے چار ماہ کے ہو جائیں تو ان کا دودھ چھڑا کر نر بچوں کو مادہ بچوں سے علیحدہ رکھا جائے۔ باڑے کے اندر پانی کے ٹب میں کم از کم ہفتے میں ایک مرتبہ اتنا چونا ملا دیا جائے کہ پانی کا رنگ معمولی سا تبدیل ہو جائے۔

چھوٹے بچوں کی بڑھوتری کے دوران خوراک

چھوٹے بچوں کی بڑھوتری کی عمر سے مراد پیدا ہونے سے لے کر دودھ چھڑانے تک کی عمر ہے (جو کہ چار سے چھ ماہ تک ہوتی ہے)۔ بڑھوتری اور بیماری سے بچاؤ کے لیے کوئی اور عرصہ اتنی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا جتنا یہ عرصہ ہوتا ہے۔ اگر سبز چارہ وافر مقدار میں میسر ہو تو کسی اضافی خوراک کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیلوں کے لیے اچھی چراگاہیں وہی ہیں جہاں سے انہیں غدائیت سے بھرپور چارہ وافر مقدار میں میسر آ سکے۔

بچوں کا دودھ جلدی چھڑا کر ماں سے علیحدہ کرنا

اس سے مراد یہ ہے کہ بچوں کو 4 ماہ دودھ پلانے کی بجائے پہلے ہی اپنی ماؤں سے علیحدہ کرنا۔ اس طرح بچوں کو اپنی ماؤں سے علیحدہ کرنے کے درج ذیل فوائد ہو سکتے ہیں:

- i- سال میں بچوں کی ایک سے زائد فصل حاصل کی جا سکتی ہے اور سال کے متوقع مہینوں کے علاوہ بھی بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔
- ii- دودھ دینے والی بھیڑ بکریاں بچہ جننے سے 3 سے 4 ہفتے بعد زیادہ سے زیادہ دودھ پیدا کرنے پر پہنچ جاتی ہیں اسکے بعد دودھ کی پیداوار بتدریج کم ہو جاتی ہے بہت سے جانوروں میں بچہ جننے کے 3 سے 4 ماہ تک بہت کم دودھ رہ جاتا ہے۔
- iii- اگر بچوں کو ماؤں سے کم عمری میں ہی علیحدہ کر دیا جائے تو اندرونی و بیرونی کرموں سے پیدا ہونے والے مسائل کم ہو جاتے ہیں۔
- iv- چھوٹی عمر میں شرح بڑھوتری تیز ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ:

☆ چھوٹے بچوں کے اجسام میں پانی کی فیصد مقدار بڑی عمر کے جانوروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ چکنائی کی مقدار کم ہوتی ہے۔

☆ چھوٹے بچے بڑے جانوروں کی نسبت فی یونٹ وزن زیادہ خوراک استعمال کرتے ہیں۔

☆ بچوں کی علیحدگی کے بعد ماں کی غذائی ضروریات کم رہ جاتی ہیں۔

بچوں کو کامیاب طریقے سے ماؤں سے علیحدہ کرنے کے لیے اچھی خوراک اور رکھ رکھاؤ اور دیکھ بھال نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بچوں کو ماؤں سے یک دم ہی علیحدہ کرنا مناسب فعل نہیں ہے اس مقصد کے لیے بچوں کو رفتہ رفتہ خوراک کھانے کی عادت ڈالیں یہاں تک کہ وہ اس عمر کو پہنچ جائیں جہاں وہ اپنی جسمانی ضروریات صرف خوراک سے ہی حاصل کرسکیں۔ بچوں کو علیحدہ کرنے کے بعد ان کو مناسب ماحول میں رکھ کر شرح بڑھوتری میں آضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ماؤں سے جلد علیحدہ کئے گئے بچوں کی خوراک میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں۔

i- کم از کم 16 فیصد پروٹین موجود ہو۔

ii- خوراک قابلِ ہضم اور زہریلے اثرات سے پاک ہو۔

iii- راشن میں کیلشیم فاسفورس کا تناسب 1 : 1 ہونا چاہیے 1 : 2 پر پیشاب کی بندش کا سامنا ہوسکتا ہے۔

وہ بچے جنہیں صرف ایک دن کی عمر میں ہی ماؤں سے علیحدہ کردیا جاتا ہے ان کے لیے دودھ کے نعم البدل (Milk Replacer) جس میں 30 فیصد چکنائی اور 24 فیصد پروٹین ہو ایک اچھی غذا ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے نعم البدل جن میں لیکٹوز (Lactose) کی مقدار کم ہو بھی اچھے نتائج دیتے ہیں۔

دودھ مہیا کرتے وقت دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

i- دودھ کو 36 سے 40 ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم کرلیا جائے تاکہ بچے خوردبینی جانداروں کے حملے اور دودھ زیادہ پینے سے بیماری سے محفوظ رہ سکیں۔

ii- شروع میں بچوں کو دودھ میں کچھ نہ کچھ ٹھوس غذا املا کردی جائے جس کو وہ آسانی کے ساتھ کھاسکیں۔ جب بچے اس ٹھوس غذا کو مناسب مقدار میں کھانے لگیں اس وقت مزید دودھ یا دودھ کا نعم البدل دینا بند کردیں۔

کریپ فیڈنگ (Creep Feeding) یا بچوں کو بتدریج ٹھوس غذا کھلانا

بچوں کو ان کی ماؤں سے علیحدہ اضافی خوراک مہیا کرنے کو کریپ فیڈنگ (Creep Feeding) کہتے ہیں۔ عام طور پر بچے 10 سے 14 دن کی عمر تک کچھ نہ کچھ ٹھوس غذا کھانا شروع کردیتے ہیں اس قسم کے راشن یا تو ہاتھوں سے کھلائے جاتے ہیں یا ایسا لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے کہ بچے اس خوراک کو خود کھاسکیں۔ اکثر لوگ بچوں کو ہاتھ سے ٹھوس غذا کھلاتے ہیں تاوقتیکہ وہ باقاعدگی سے اسے کھانا شروع کردیں اس کے بعد انہیں خوراک خود کھانے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔

ٹھوس غذا کی مقدار، بھیڑ کے دودھ کی پیداوار سے برعکس متناسب ہے اس وجہ سے i- جڑواں بچے، سنگل بچوں کی نسبت زیادہ خوراک استعمال کرتے ہیں۔ 6 سے 8 ہفتے کی عمر تک جب کہ دودھ کی پیداوار بہت کم ہوچکی ہوتی ہے بچے ٹھوس غذا کی مناسب مقدار کھانا شروع کردیتے ہیں۔

یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ ٹھوس غذا ذائقے میں عمدہ ہو اس مقصد کے لیے پسی ہوئی جئی، گندم کا چوکر اور سویابین میل اور شیرہ اس

غذا کے اہم اجزاء ہوتے ہیں اس کے باوجود اگر سرسبز چراگاہ میسر ہو تو اس کو ترجیح دینی چاہیے۔

اس مقصد کے لیے چار قسم کے راشن گوشوارہ میں دیئے گئے ہیں۔

اجزاء	راشن نمبر 1 (فیصد)	راشن نمبر 2 (فیصد)	راشن نمبر 3 (فیصد)	راشن نمبر 4 (فیصد)
خشک کیا ہوا لوسرن	فری چوائس	65.0	30.0	-
جئی یا جوار	20.0	8.5	-	-
گندم کا چوکر	10.0	-	-	-
سویابین میل یا السی میل	10.0	10.0	10.0	10.0
شیرہ (گنے کی راب)	4.0	3.0	5.0	6.0
مکئی پسی ہوئی	54.5	12	53.5	82.5
ڈی سی پی	1.0	1.0	1.0	1.0
نمک	0.5	0.5	0.5	0.5
	100	100	100	100
کلوروٹیٹرا سائیکلین یا آکسی ٹیٹرا سائیکلین	-	15 - 10 ملی گرام/کلوگرام	15 - 10 ملی گرام/کلوگرام	-
وٹامن اے	-	300 IU /کلوگرام	-	-
وٹامن ڈی	-	30 IU /کلوگرام	-	-

بھیڑ بکریوں کی مختلف ادوار میں دیکھ بھال

بھیڑ بکریوں کو اس کی ضروریات کے مطابق خوراک دینا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ ان کو اکٹھی خوراک دی جاتی ہے اس لیے

i- عملی طور پر یہ ناممکن ہے کہ ہر جانور کو علیحدہ طور پر خوراک دی جائے۔

ii- ان کی دن بھر میں پروٹین اور توانائی کی ضروریات چرنے سے پوری ہو جاتی ہیں۔

iii- ایک ہی وقت میں ان کی خوراک کی ضروریات تقریباً ایک جیسی ہوتی ہیں۔

البتہ خوراک کی ضروریات کو معلوم کرنا درج ذیل وجوہات کی بنا پر ضروری ہے تا کہ

i- ہر قسم کی خوراک کی درکار مقدار کا اندازہ ہو سکے۔

ii- ریوڑ کی سالانہ خوراک کی مقدار معلوم کی جا سکے۔

iii- اگر خوراک فارم پر اُگائی جاتی ہو تو بوائی کے بارے میں فیصلہ ہو سکے۔

iv- اگر خوراک مارکیٹ سے خریدنی ہو تو اس کے بارے میں ضروری اقدامات کیئے جا سکیں۔

خوراک کی ضروریات معلوم کرنے کے لیے درج ذیل فارمولا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مطلوبہ مقدار = ایک دن میں دی گئی خوراک کی مقدار × راشن میں فیڈ کی فیصد مقدار × (دنوں میں) خوراک کا دورانیہ × جانوروں کی تعداد

جانوروں کی خوراک کا نسل کشی سے گہرا تعلق ہے اس عرصے کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

i- آرام کے دنوں میں خوراک

ii- زمانہ حمل کے دوران خوراک

iii- دودھ پلانے کے عرصے کے دوران خوراک

آرام کے دنوں میں خوراک

آرام کے دنوں میں ریوڑے کی ضروریات کم ہوتی ہیں اس عرصے کے دوران اس کو خوراک کے کم درجے پر رکھا جاتا ہے۔ ایسے اوقات میں ریوڑ کو غیر ضروری طور پر بڑھی ہوئی چراگاہوں یا جھاڑی دار پودے وغیرہ چرنے کے لیے بھیجا جا سکتا ہے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا جانور اپنی ضروریات کے مطابق خوراک حاصل کر رہے ہیں وقفے وقفے سے ان کا وزن کرلیا جائے۔ اگر جانور اپنے وزن کو برقرار رکھیں یا 20 سے 30 گرام فی دن تک وزن حاصل کریں تو اس کا مطلب ہے کہ جانور اپنے وزن کے مطابق خوراک حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ان کا وزن مسلسل کم ہو رہا ہے تو ایسے اوقات میں انہیں اضافی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ اپنا وزن برقرار رکھ سکیں جونہی نسل کشی کا موسم قریب آئے انہیں دوبارہ بہتر خوراک دینی شروع کر دینی چاہیے۔ ایسے مواقع پر فلشنگ کرتے ہیں۔ فلشنگ ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مادہ کی خوراک کو بڑھا کر نہ صرف اس کے وزن میں اضافہ کیا جاتا ہے بلکہ جڑواں بچوں کی پیداوار کی شرح بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایسا عموماً نسل کشی کے عرصے سے 3 ہفتے پہلے کیا جاتا ہے اس کے نتیجے میں بچوں کی پیداوار میں 10 سے 20 فیصد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہ خاص قسم کی خوراک تازہ اور عمدہ گھاس کی چراگاہ سے حاصل کی جا سکتی ہے تاہم اگر ایسی چراگاہ میسر نہ ہو سکے تو روزانہ تقریباً 400

سے 500 گرام غلہ جات مہیا کئے جائیں۔ اکیلی جئی بہترین ہے یا جئی اور مکئی کی برابر مقداریں بھی تسلی بخش ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ عمر والے جانوروں میں فلشنگ کے اثرات کم عمر جانوروں کی نسبت نمایاں ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ فلشنگ کا فائدہ ملائی کے موسم کی ابتدا اور آخری دور میں زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت درمیان میں جب کہ بیضے گرانے کی شرح بہت زیادہ ہوتی ہے۔

چربی والی بھیڑ بکریوں کو فلشنگ سے فائدہ نہیں پہنچتا ان کے لیے ضروری ہے کہ ملائی کا موسم شروع ہونے سے پہلے ان کو زیادہ موٹا نہ ہونے دیا جائے۔

زمانہ حمل میں خوراک

حمل کا ابتدائی دور جس میں بننے والا بچہ اپنی ماں سے زیادہ خوراک نہیں وصول کر رہا ہوتا حمل کے آخری دور کی نسبت کم اہمیت کا حامل ہے۔ اگر حمل کے آخری دور میں بھیڑ بکری کو اچھی خوراک نہ مہیا کی جائے تو نتیجتاً مرے ہوئے یا کمزور بچوں کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ آخری دور میں اچھی خوراک دینے کے نتائج درج ذیل ہیں:

- i- زندہ میمنوں/لیلوں کی تعداد میں اضافہ
- ii- دودھ کی پیداوار میں اضافہ
- iii- بچوں کی شرح بڑھوتری میں اضافہ
- iv- اون کی مقدار اور کوالٹی میں بہتری

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حمل کے آخری دنوں میں جانور زیادہ چارہ استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ بڑھتے ہوئے بچے نے پیٹ کی اکثر جگہ گھیر رکھی ہوتی ہے ایسے حالات میں ان کو خصوصی طور پر ونڈا دینا چاہیے۔ کوئی بھی توانائی والی خوراک جس کو 300 سے 400 گرام روزانہ کھلایا جا رہا ہو 25 فیصد تک پروٹین اور 75 فیصد تک کل قابل ہضم اجزا مہیا کرتی ہے۔ اگر ریوڑ میں حمل کے دوران کوئی بیماری پائی جانے کا امکان ہو تو 100 گرام شیرہ مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ وزن میں 100 گرام فی دن کا اضافہ اس حالت میں بہتری کا اندازہ لگانے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

بچہ پیدا ہونے سے تقریباً 6 ہفتے قبل بھیڑ بکریوں کو 400 سے 500 گرام روزانہ غلہ جات مہیا کئے جائیں۔ یہ مقدار موجود غلہ کی کوالٹی اور مادہ کی ظاہری حالت پر بھی منحصر ہوتی ہے اس وقت بچے کی افزائش بہت تیزی سے ہو رہی ہوتی ہے اس طریقے سے نہ صرف یہ کہ مائیں صحت مند اور مضبوط بچے پیدا کریں گی بلکہ دودھ بھی زیادہ پیدا کریں گی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے فارمرز حاملہ بھیڑ بکریوں کو ونڈا نہیں دیتے حالانکہ اس عرصے کے دوران ایک ایسی متوازن غذا مہیا کی جانی چاہیے جو اس کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ضروری وٹامنز اور نمکیات بھی درکار مقدار میں مہیا کر سکے۔ یہ نمکیات اور وٹامنز اون کی بڑھوتری اور بچے کی افزائش کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ موسم کے مطابق عمدہ پناہ گاہ مہیا کی جائے جہاں ان کو تازہ ہوا اور دھوپ کی رسائی حاصل ہو۔

جب بھیڑ بکریوں کو ملا دیا جائے تو انہیں چراگاہ میں چرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت مہیا کریں۔ اس مقصد کے لیے پھلی دار اجناس کا

چارہ وافر مقدار میں مہیا کیا جائے تاکہ جانوروں کی پروٹین اور توانائی کی ضروریات پوری ہوسکیں۔البتہ حمل کے آخری ایام میں چرائی کا انتظام باڑے کے قریب ہی کریں۔

دودھ پلانے کے دوران خوراک

بچہ جننے کے بعد بھیڑ/بکری کو اچھی مقدار میں کم از کم تین ماہ تک دودھ دینا چاہیے تاکہ وہ اپنے بچے کی آسانی سے پرورش کرسکیں۔تھنوں کی ممکنہ خرابی سے بچنے کے لیے پہلے دس دن تک اناج یا غلہ کم مقدار میں دیں لیکن اس دوران پھلی دار خشک چارہ ضرور مہیا کریں۔ایسے حالات میں خوراک میں چنے یا دوسرے غلے کو آہستہ آہستہ گندم کے چوکر میں 2:1 کی نسبت سے ملا کر دیں ساتھ ہی پھلی دار خشک چارہ 1 سے 2 کلوگرام دیں۔جن علاقوں میں چراگاہوں کی حالت درست نہیں وہاں پر پروٹین اور دوسرے نمکیات خاص طور پر کاپر اور کوبالٹ کو غذا میں دینا چاہیے۔ اضافی خوراک میں پروٹین 16 سے 18 فیصد تک ہونی چاہیے۔دودھ پلانے کے عرصے کے دوران دو بچوں والی بھیڑوں بکریوں کو ایک بچے والیوں سے الگ کردینا چاہیے اور انہیں ان کی ضروریات کے مطابق خوراک دینی چاہیے۔

یتیم بچوں کو خوراک دینا

ایسے بچے جن کی مائیں پیدائش کے فوراً بعد مر جاتی ہیں یا بچے کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہیں یا جن کا دودھ بہت تھوڑا ہوتا ہے کو دوسری بھیڑ بکری کے ذریعے پالنا ضروری ہے۔ایسے بچوں کو سوتیلی ماؤں کے حوالے کیا جاتا ہے یا گائے بھینس کا دودھ نپل کے ذریعے دینا چاہیے۔

☆ غذا میں پروٹین بچے کے وزن کے مطابق مہیا کی جائے۔
☆ زیادہ توانائی والی غذائیں دینے سے پہلے تمام بچوں کو آنتوں کے زہر اور پلورونمونیا کے خلاف ویکسین کروائیں۔
☆ ایک غذا سے دوسری غذا میں تبدیلی آہستگی سے اور مرحلہ وار کرنی چاہیے۔
☆ خوراک صاف ستھری کھرلیوں میں دیں۔
☆ ایسے بچے جن کو ریوڑ میں متبادل کے طور پر چنا گیا ہو ان کو شروع سے ہی اچھی غذا مہیا کرنی چاہیے تاکہ وہ اچھا وزن حاصل کرسکیں۔

نر جانوروں کی خوراک

نر جانوروں کی خوراک ایسی ہونی چاہیے کہ وہ طاقتور اور چست رہ سکیں۔عام طور پر سانڈ کو وہی خوراک کھلائی جاتی ہے جو کہ مادہ کو کھلائی جاتی ہے تاہم اس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔دودھ چھڑانے کے بعد نر جانوروں کو مادہ جانوروں سے الگ کرلیں۔نسل کشی کے لیے استعمال کرنے والے بکروں چھتروں کو بروقت تیار کرنے کے لیے 150 سے 200 گرام ونڈہ لازمی دیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اُن کو فربہ نہ ہونے دیں۔ان کو ملائی کے موسم کے دوران عمدہ قسم کی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔نر جانوروں کو ہلکی ورزش کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ چست رہیں اور زیادہ موٹے نہ ہوں۔نسل کشی کے علاوہ باقی نر جانوروں کو فربہ کرنے والا راشن ڈالیں تاکہ وہ زیادہ وزن کریں اور مہنگے داموں فروخت ہوسکیں۔

نسل کشی

کامیاب فارمنگ کے لیے جانوروں کا انتخاب کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔خریدی جانے والی بھیڑ بکریاں نسل کے اصل اوصاف کی حامل ہونی چاہیں۔جانور خریدتے وقت ان کی عمر کا خاص خیال رکھا جائے تیس سے چالیس بھیڑوں یا بکریوں کے لیے عموماً ایک مینڈھا/ بکرا درکار ہوتا ہے۔آئندہ نسل کی پیداواری صلاحیتوں کا دارومدار مینڈھے کی پیداواری خصوصیات پر منحصر ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھیڑ بکریوں کی نسل کشی کے دو اہم موسم ہیں۔موسم خزاں،موسم بہار اگرچہ جانوروں کی کچھ تعداد سال کے باقی مہینوں میں بھی جنسی ہیجان ظاہر کرتی ہیں لیکن ان دو موسموں میں ہر بھیڑ بکری جنسی تحریک ظاہر کرتی ہے۔ ہمارے گلہ بان کسی پروگرام کے بغیر جانوروں کی نسل کشی کا عمل سارا سال جاری رکھتے ہیں اور ان کے ہاں بھیڑ بکریوں کے گلہ میں ہر وقت بکرا یا مینڈھا موجود رہتا ہے۔جانوروں کے اس طرح رکھ رکھاؤ میں گلہ بان کو اقتصادی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔اگر جانوروں کی نسل کشی مخصوص کردہ موسموں میں ہی کرائی جائے تو آنے والی بچوں کی فصل ایک ہی وقت تیار ہوگی جن کو سنبھالنا اور ان کی پرورش کرنا آسان ہوگا اور اقتصادی طور پر زیادہ فائدہ ہوگا۔

سن بلوغت

جانوروں کی بلوغت کی عمر کا انحصار ان کے جسمانی وزن پر ہوتا ہے بھیڑ بکریاں جب اپنے بالغ وزن کا 50 فیصد وزن حاصل کر لیتی ہیں تو ملائی کے قابل ہو جاتی ہیں۔بھیڑ بکریوں میں یہ عمر کم از کم 6 ماہ سے ایک سال تک ہوتی ہے۔تاہم کچھ جانور خوراک کی کمی کی وجہ سے مناسب جسمانی وزن حاصل نہیں کر سکتے ان میں بلوغت کا عمل دیر سے ظاہر ہوتا ہے عموماً یہ بھیڑ بکریاں دو سال کی عمر میں مکمل طور پر بالغ ہو جاتی ہیں تاہم مکمل بلوغت کی مدت 18 ماہ سے تین سال تک بھی ہو سکتی ہے۔

ملائی عام طور پر 9 سے 14 ماہ کی عمر میں کروادی جاتی ہے جبکہ نر جانوروں کو ایک سال کی عمر میں نسل کشی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سنِ بلوغت کا دارومدار نسل،خوراک اور رکھ رکھاؤ پر ہے۔بہتر پرورش و نگہداشت سے بلوغت کی عمر میں کمی ممکن ہے۔

نسل کشی کا موسم

بھیڑ بکریاں موسمی نسل کش ہوتی ہیں پاکستان میں ان جانوروں کی نسل کشی کے دو موسم ہیں جن میں یہ بار بار جنسی ہیجان ظاہر کرتی ہیں:

(1) موسم خزاں　　(2) موسم بہار

موسم خزاں نسل کشی کے لیے زیادہ بہتر رہتا ہے کیونکہ اس موسم میں نسل کشی کے بعد موسم بہار میں بچوں کی پیدائش ہوگی تو اس وقت سبز چارہ اور چرائی کے لیے گھاس وافر مقدار میں میسر ہوگی۔جس سے مادہ جانوروں کی صحت بحال رہتی ہے، دودھ کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور بچوں کی بھی صحت بہتر ہوتی ہے۔نسل کشی کے موسم میں بھیڑیں ہر 16 دن بعد جبکہ بکریاں 20 دن بعد جنسی ہیجان ظاہر کرتی ہیں۔جنسی ہیجان کی مدت بھیڑ بکریوں میں 30 سے 48 گھنٹے ہوتی ہے۔جنسی ہیجان ظاہر کرنے کے 24 سے 30 گھنٹوں میں بھیڑ اور 24 سے 36 گھنٹوں میں بکری بیضہ گراتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ملائی اس وقت کروائی جائے جب جنسی ہیجان ختم ہو رہا ہو۔

بھیڑ بکریوں کی دن میں دو مرتبہ ملائی کروانی چاہیے۔جس بھیڑ بکری کا ملاپ صبح کو ہوا ہو اسے شام کو بھی ملانا چاہیے نسل کشی کے موسم میں بکرے یا مینڈھے کو کچھ دیر کے لیے صبح اور شام کو مادہ جانوروں کے گلہ میں چھوڑنا چاہیے۔بھیڑ میں حمل کی مدت 144-150 دن جبکہ بکریوں

میں 146-150 دن ہے۔ انہیں جولائی سے ستمبر تک نہیں ملانا چاہیے تاکہ بچے شدید سردی میں پیدا نہ ہو۔ مینڈھے میں مادہ تولید کی مقدار 0.9-1.2 ملی لیٹر جبکہ بکرے میں 1.0-1.5 ملی لیٹر تک ہوتی ہے۔ جبکہ مادہ تولید میں جرثوموں کی تعداد 1.5 بلین اور 2.6 بلین فی ملی لیٹر ہے۔ گلہ میں نر اور مادہ کے تناسب کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ گلے میں نر اور مادہ کا تناسب 1:30 ہونا چاہیے۔

بھیڑوں اور بکریوں کو ملائی کے لیے تیار کرنا

فلشنگ

ملائی کے موسم سے دو تین ہفتے پہلے بھیڑ بکریوں کو غذائیت سے بھرپور راشن دینا فلشنگ کہلاتا ہے فلشنگ کا مقصد بیضوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ جڑواں بچوں کی پیدائش ہو سکے۔ روزانہ 300 سے 400 گرام اناج دینے سے بچوں کی شرح پیدائش میں 10-20 فیصد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ راشن نر اور مادہ دونوں کو دیں۔

ٹیگنگ

زیادہ تر بھیڑوں میں نسل کشی کے موسم سے پہلے ان پر فالتو اون کتر لی جاتی ہے اور چکی کو صاف کر لیا جاتا ہے۔ فالتو اون اور چکی گندی ہونے کی وجہ سے ملائی صحیح طور پر نہیں ہو سکتی چنانچہ اس عمل سے ملائی یقینی ہو جاتی ہے اسی طرح نر جانوروں میں بھی اضافی اون صاف کی جاتی ہے۔

آئینگ

بھیڑوں کی کچھ نسلوں میں آنکھوں کے گرد بہت زیادہ اون ہوتی ہے جس کی وجہ سے انہیں دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے آنکھوں کے گرد سے اون صاف کرنے کے عمل کو آئینگ کہتے ہیں۔

رنگنگ

نسل کشی کا موسم شروع ہونے سے پہلے مینڈھوں کے جسم سے اون صاف کر لی جاتی ہے۔ کم از کم گردن اور پیٹ کو مکمل طور پر اون سے صاف کر لیا جاتا ہے۔

ناخن کاٹنا، ٹرمنگ

نر جانوروں کے ناخن ملائی کے موسم سے پہلے کاٹ دینے چاہیں تاکہ ملائی کے وقت مادہ جانور زخمی ہونے سے محفوظ رہے۔

مینڈھے /بکرے کو نشان لگانا

کس بھیڑ کی ملائی کس مینڈھے سے ہوتی ہے یہ جاننے کے لیے مینڈھے کو نشان لگایا جاتا ہے اس کام کے لیے مینڈھے کے سینے پر رنگ لگایا جاتا ہے جو ملائی کے وقت مادہ کے جسم پر لگ جاتا ہے جس سے یہ پتہ چلانا آسان ہوتا ہے کہ مادہ کی ملائی کس مینڈھے سے ہوئی ہے۔

دیئے کی کالک اور وارنش ریڈ کو مکس کر کے اَلسی کے تیل میں ملا کر ایک آمیزہ تیار کر لیا جائے جس کو ہفتے میں ایک بار لازمی مینڈھے کے سینے پر لگایا جائے۔ یہ طریقہ مینڈھوں کی زرخیزی کے بارے میں جاننے کے لیے مفید ہے یہ ریکارڈ رکھنا بھی آسان ہوتا ہے کہ کونسی بھیڑ کی ملائی کس دن ہوئی۔ اگر ملائی کے بعد بھیڑ/ بکریاں اسی گلے میں رہیں تو دو ہفتے بعد پینٹ کا رنگ بدل دینا چاہیے۔

نسل کشی کے طریقے

بھیڑ بکریوں میں نسل کشی کے عام طور پر چار طریقے ہیں۔ جن میں سے کچھ تجرباتی اور کچھ کمرشل طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

فلاک سسٹم

اس طریقہ کار میں 30 سے 40 بھیڑوں یا بکریوں میں ایک مینڈھا یا بکرا چھوڑا جاتا ہے۔ جو دن یا رات میں کسی وقت مادہ جانوروں سے ملائی کرتا ہے۔ ملائی کا یہ مقبول ترین اور آسان طریقہ ہے۔ اس طریقہ کا نقصان یہ ہے کہ جب گلے میں ایک سے زیادہ نر چھوڑے جاتے ہیں تو وہ آپس میں لڑائی کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر قابو پانے کے لیے مادہ جانوروں کو 30 سے 40 فی گروپ میں تقسیم کر کے علیحدہ رکھا جائے اور ہر گروپ میں ایک نر چھوڑا جائے۔ یہ خیال رکھا جائے کہ بڑی عمر کی مادہ جانوروں کے لیے چھوٹی عمر کا نر جبکہ چھوٹی عمر کی مادہ جانوروں کے لیے بڑی عمر کا نر منتخب کیا جائے۔ بعض اوقات نر اپنی مرضی سے کسی خاص مادہ کے ساتھ ہی کئی مرتبہ ملائی کر لیتا اور باقی مادہ کے ساتھ ملائی رہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بچوں کی شرح پیدائش میں کمی آتی ہے۔

پین سسٹم

اس طریقہ کار میں مینڈھے / بکرے کو صرف رات کے وقت ملائی کی اجازت دی جاتی ہے۔ دن بھر چرائی کے بعد جب بھیڑ بکریاں واپس آتی ہیں تو ان کے منتخب کردہ گروپ میں ایک نر چھوڑا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں مادہ جانور دن میں آرام سے چرائی کر سکتی ہیں اور نر جانور کو علیحدہ چرایا جاتا یا کھرلیوں میں خوراک دی جاتی ہے جس سے نر دن کے وقت آرام کر سکتا اور اس کی بہتر طور پر خوراک کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔

ہینڈ سروس

اس طریقہ کار میں جنسی طور پر بے کار نر جانور کو بھیڑ بکریوں کے گلے میں چھوڑا جاتا ہے اور جنسی تحریک میں مبتلا جانوروں کی پہچان کر کے انہیں علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں ایک ایک کر کے مادہ جانور کی ملائی موثر اور منتخب سانڈوں سے کروائی جاتی ہے۔

اس طریقہ کار کا یہ فائدہ ہے کہ گلہ بان کو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ملائی ہوگئی ہے اور لڑائی نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے جانور زخمی نہیں ہوئے اور آنے والے بچوں کے متوقع وقت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔

یہ طریقہ تجرباتی مقاصد کے لیے فائدہ مند ہے مگر کمرشل سطح پر اس کی افادیت نہیں ہے۔

مصنوعی نسل کشی

مصنوعی نسل کشی ایسا طریقہ کار ہے جس میں مصنوعی طریقے سے نر جانور سے تخم لیا جاتا ہے جو کہ صحیح وقت پر مادہ کے تولیدی نظام میں رکھا جاتا ہے۔ عام طور پر تخم کو بہت سے عوامل سے گزارا جاتا ہے نر جانور سے تخم لینے کے بعد اس کا معائنہ کیا جاتا ہے اور معیاری تخم کو پتلا کیا جاتا ہے تا کہ اس سے زیادہ بریڈنگ ڈوز بنائی جا سکیں۔ تخم کی توسیع میں ڈائلیونٹس (dilunts) اور ایکٹینڈاز شامل کیے جاتے ہیں جو کہ تولیدی خلیوں کی پرورش اور حفاظت کرتے اور انہیں زندہ رہنے کے لیے خوراک مہیا کرتے ہیں۔ منی کی توسیع اس طرح سے کی جاتی ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی ڈوزز میں تولیدی خلیوں کی اتنی تعداد ہو جو بارآوری کے لیے کافی ہوں۔ تخم کی توسیع کے بعد اسے پلاسٹک کے چھوٹے پائپ میں پیک کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ اسی وقت یا کچھ گھنٹوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور کچھ دنوں بعد استعمال کے لیے سے ٹھنڈا رکھا جاتا جبکہ کئی سالوں بعد استعمال

کے لیے اسے مائع نائٹروجن میں جما دیا جاتا ہے۔ مادہ جانوروں میں تخم رکھنے کے لیے اس کی پچھلی ٹانگیں اوپر اٹھائی جاتی ہیں جبکہ اگلی ٹانگیں زمین پر موجود ہوتی ہیں اور ایک Speculum اور روشنی کی مدد سے تولیدی نالی میں صحیح جگہ کا تعین کر کے تخم رکھا جاتا ہے۔

مصنوعی نسل کشی کے فوائد

☆ جینیاتی طور پر بہترین مینڈھے یا بکرے کا زیادہ سے زیادہ استعمال آنے والی نسل کی جنیاتی بہتری کی شرح میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ یہ طریقہ کارنر سے حاصل ہونے والے تخم کے ایک انزال کی ڈوزز کی تعداد کو بڑھا دیتا ہے جس کو بہت سی مادہ جانوروں کو بار آور کروانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ جانوروں میں نئے جنسیات متعارف کروائے جا سکتے ہیں اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔

☆ مینڈھے یا بکرے کو پالنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

☆ بچوں کی پیدائش کے دن کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

مصنوعی نسل کشی کے نقصانات

☆ مصنوعی نسل کشی میں استعمال ہونے والے آلات مہنگے ہوتے ہیں اور مائع نائٹروجن ہر جگہ میسر نہیں ہوتی۔

☆ جنسی ہیجان میں مبتلا جانوروں کی پہچان کرنا مشکل ہوتا ہے اور مصنوعی نسل کشی کا خرچہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

☆ اگر نر کا مکمل جائزہ نہ کیا گیا ہو تو اس سے حاصل ہونے والے تخم کی وجہ سے ناپسندیدہ خصوصیات آنے والی نسل میں منتقل ہو جاتی ہیں۔

☆ تخم کی صحیح طرح سے حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے شرح بار آوری بہت کم ہو جاتی ہے۔

☆ مصنوعی نسل کشی سے متعلقہ مزید معلومات بعنوان باب ''بائیوٹیکنالوجی'' میں پڑھیں۔

جنسی ہیجان کو کنٹرول کرنا

جدید تحقیق کے ذریعے یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ جنسی ہیجان کو ایسے کنٹرول کیا جا سکے کہ تمام بھیڑیں یا بکریاں 2 سے 3 دن کے عرصے میں ایک ساتھ جنسی ہیجان میں مبتلا ہوں ایسا کرنے کے بہت سے فوائد ہیں۔

i- جنسی ہیجان میں مبتلا جانوروں کی پہچان کرنے میں بہتری ہوتی ہے کیونکہ بہت سے جانور ایک ساتھ جنسی ہیجان کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس طرح وقت اور لیبر کا خرچہ بھی کم ہو جاتا ہے۔

ii- ملائی چاہے قدرتی ہو یا مصنوعی نسل کشی آسان اور اخراجات میں کمی آ جاتی ہے۔

iii- چونکہ تمام بچے ایک ساتھ آئیں گے اس لیے ان کی پرورش میں آسانی ہوگی۔

iv- گلہ بان اپنے جانوروں کی فروخت کے لیے بہترین مارکیٹ ٹائم منتخب کر سکتا ہے۔

بھیڑ بکریوں میں جنسی تحریک کو مختلف طریقوں سے کنٹرول کیا جاتا ہے دو بنیادی ہارمون پروجسٹرون اور پروپیٹا گلینڈوں جو کہ جنسی تحریک کو کنٹرول کرتے ہیں اس کے علاوہ گونیسڈوٹروپن ریسزنگ ہارمون بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کی بہت سی ادویات اس مقصد کے لیے دستیاب ہیں۔ کوئی بھی دوائی استعمال کروانے سے پہلے ماہرین سے رابطہ ضروری ہے تا کہ کسی قسم کے نقصان اور پیچیدگی سے بچا جا سکے۔

حمل کی علامات اور احتیاطیں

اگر ملائی کے بعد بھیڑ بکری دوبارہ سانڈ کی طرف نہ پلٹے تو یہ حمل کی علامات میں سے ایک ہے۔ بچہ جننے سے کچھ عرصہ پہلے اکیلے بچے اور جڑواں بچوں والی بھیڑوں کے درمیان فرق کرنا نسبتاً آسان کام ہے۔ بنجر بھیڑ بکریاں عمومی طور پر وزن حاصل کرنا شروع کر دیتی ہیں اور ان کی حالت بھی دوسروں کی نسبت بہتر ہوتی ہے۔ بچہ پیدا ہونے کا وقت جب قریب آتا ہے اس وقت مادہ اپنی کمر کے بل ایک طرف لڑھک جاتی ہے۔ اس کا تولیدی عضو (Vulva) سوج جاتا ہے اور تھنوں کے سروں پر چمکدار سطح سی آ جاتی ہے اور مستقل طور پر اپنی حالت میں تبدیلی لاتی ہے کبھی بیٹھ جاتی ہے اور کبھی اُٹھ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

حمل کے دوران احتیاطیں

حاملہ جانوروں کی نگہداشت میں سے اہم چیز ان کی خوراک اور دیکھ بھال ہے اس مقصد کے لیے درج ذیل باتیں ذہن نشین رکھنی چاہئیں۔

i- جب گلّہ بڑا ہو تو ایسی بھیڑ بکریاں جو بچہ جننے کے قریب ہوں تو ان کو گلّے سے علیحدہ کر دیا جائے۔

ii- حاملہ جانوروں کو خوفزدہ نہیں کرنا چاہیے۔

iii- ان کو ایک جگہ جمع نہ کر دیا جائے بلکہ بھیڑ اور بکریوں کو الگ الگ رکھیں۔

iv- جانوروں کو موسم کی شدت سے بچایا جائے۔ سردیوں کی راتوں میں انہیں چھت کے بغیر باڑوں کی بجائے اونچی چھت والے کمروں میں جن میں گندی ہوا کے اخراج کے لیے روشن دان موجود ہوں رکھا جائے۔ چونکہ بکری بھیڑ کی نسبت زیادہ سردی محسوس کرتی ہے اس لیے بھیڑوں کو ان سے الگ رکھا جائے۔

موسم گرما میں جانوروں کو سایہ دار جگہ فراہم کی جائے تاکہ وہ گرمی کی شدت سے محفوظ رہیں۔

v- چونکہ حمل کے دوران قبض اور اپھارہ مضر صحت ہوتے ہیں اس لیے حاملہ جانوروں کو کوئی ایسی خوراک مثلاً جامن، آم، امرود وغیرہ کے پتے جو قبض کا سبب بنیں یا برسیم اور سینجی وغیرہ جو اپھارہ کا سبب بنیں احتیاط سے دیں۔

vi- حاملہ جانوروں کو زیادہ سفر نہیں کرنے دینا چاہیے بلکہ چرائی کا انتظام باڑوں کے قریب کرنا زیادہ سودمند ہے۔

vii- حاملہ جانوروں کے تھنوں اور حیوانے کو زخمی ہونے سے بچایا جائے اس مقصد کے لیے جانوروں کو چرائی پر بھیجنے سے پہلے مضبوط کپڑے سے سلا ہوا تھیلا حیوانہ پر چڑھا کر رسی سے باندھ دیا جائے اور واپس باڑوں میں آنے کے بعد کھول دیا جائے۔ حیوانے زخمی ہونے کی صورت میں پائیوڈین یا پولی فیکس کریم موثر ہے۔ زیادہ زخم کی صورت میں پنک سپرے استعمال کریں۔ افاقہ نہ ہونے کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ حاملہ بھیڑ بکریوں کو شروع کے مہینوں میں ونڈہ وغیرہ نہ دیں صرف چرائی یا چارے پر رکھیں۔

viii- بچہ جننے سے تقریباً 3 - 4 ہفتے پہلے جانوروں کی خوراک میں آہستہ آہستہ ونڈا دیا جائے کیونکہ حاملہ جانور حمل کے آخری ایام کے دوران وافر مقدار میں چرائی میسر ہونے کے باوجود جسمانی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پیٹ میں کم جگہ ہونے کی وجہ سے پوری خوراک نہیں کھا سکتے اس لیے ان کو 400 سے 500 گرام ونڈا روزانہ فراہم کریں۔ خوراک کو بہتر بنانا درج ذیل وجوہات کی بنا پر ضروری ہے۔

☆ بڑھتے ہوئے بچے کی نشوونما میں ماں کی خوراک اہم کردار ادا کرتی ہے ان کی بہتر خوراک سے بچے کی نشوونما پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔

☆ تھنوں کی نشوونما اور مستقبل میں دودھ کی پیداوار پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

☆ جانوروں میں توانائی کا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔

بھیڑ بکریوں میں ملائی کے بعد بچہ دینے کا وقت

ملائی کی تاریخ	بچہ دینے کی تاریخ	
	بھیڑ	بکری
	عرصہ حمل 148 دن	عرصہ حمل 150 دن
یکم جنوری	29 مئی	31 مئی
8 جنوری	5 جون	7 جون
15 جنوری	12 جون	14 جون
22 جنوری	19 جون	21 جون
29 جنوری	26 جون	28 جون
5 فروری	3 جولائی	5 جولائی
12 فروری	10 جولائی	12 جولائی
19 فروری	17 جولائی	19 جولائی
26 فروری	24 جولائی	26 جولائی
5 مارچ	31 جولائی	2 اگست
12 مارچ	7 اگست	9 اگست
19 مارچ	14 اگست	16 اگست
26 مارچ	21 اگست	23 اگست
2 اپریل	28 اگست	30 اگست
9 اپریل	4 ستمبر	6 ستمبر
16 اپریل	11 ستمبر	13 ستمبر
23 اپریل	18 ستمبر	20 ستمبر
30 اپریل	25 ستمبر	27 ستمبر
7 مئی	2 اکتوبر	4 اکتوبر
14 مئی	9 اکتوبر	11 اکتوبر
21 مئی	16 اکتوبر	18 اکتوبر
28 مئی	23 اکتوبر	25 اکتوبر
4 جون	30 اکتوبر	1 نومبر
11 جون	6 نومبر	8 نومبر
18 جون	13 نومبر	15 نومبر

25 جون	20 نومبر	22 نومبر
2 جولائی	27 نومبر	29 نومبر
9 جولائی	4 دسمبر	6 دسمبر
16 جولائی	11 دسمبر	13 دسمبر
23 جولائی	18 دسمبر	20 دسمبر
30 جولائی	25 دسمبر	27 دسمبر
6 اگست	1 جنوری	3 جنوری
13 اگست	8 جنوری	10 جنوری
20 اگست	15 جنوری	17 جنوری
27 اگست	22 جنوری	24 جنوری
3 ستمبر	29 جنوری	31 جنوری
10 ستمبر	5 فروری	7 فروری
17 ستمبر	12 فروری	14 فروری
24 ستمبر	19 فروری	21 فروری
1 اکتوبر	26 فروری	28 فروری
8 اکتوبر	5 مارچ	7 مارچ
15 اکتوبر	12 مارچ	14 مارچ
22 اکتوبر	19 مارچ	21 مارچ
29 اکتوبر	26 مارچ	28 مارچ
5 نومبر	2 اپریل	4 اپریل
12 نومبر	9 اپریل	11 اپریل
19 نومبر	16 اپریل	18 اپریل
26 نومبر	23 اپریل	25 اپریل
3 دسمبر	30 اپریل	2 مئی
10 دسمبر	7 مئی	9 مئی
17 دسمبر	14 مئی	16 مئی
24 دسمبر	21 مئی	23 مئی
31 دسمبر	28 مئی	30 مئی

اہم انتظامی اُمور

کامیاب فارمنگ کے لیے بھیڑ بکری پال حضرات کو بہت سے اُمور انجام دینے پڑتے ہیں مگر اُن میں سے اہم یہ ہیں۔

کاسٹریشن (Castration)

عام طور پر نر جانور جنہیں ملائی کے مقاصد کے لیے نہیں رکھا جاتا ہے ان کو عمر کے ابتدائی حصے میں آختہ کر دیا جاتا ہے۔ کاسٹریشن کے دو طریقہ کار ہیں۔

i- سرجری کے ذریعے

ii- برڈزو یا ایلاسٹریٹر کے ذریعے

ہمارے ہاں دوسرے طریقے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے جانور کو اچھے طریقے سے قابو کرنے کے بعد زمین پر یا کسی ہموار سطح پر لٹایا جاتا ہے۔ نر جرثوموں والی نالیوں کو ہاتھ کی مدد سے تلاش کر لیا جاتا ہے اور بعد ازاں برڈیزو کے جبڑوں میں کَس کر انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ اگر ایلاسٹریٹر استعمال کرنا ہو تو جانوروں کو اس سے پہلے تشنج کا حفاظتی ٹیکہ ضرور لگوائیں۔ نر جرثوموں والی نالیوں کو ختم کرنے سے پہلے اس جگہ کو اچھے طریقے سے کسی جراثیم کش محلول سے صاف کرنا چاہیے اس مقصد کے لیے استعمال ہونے والے آلات اور ہاتھوں کو بھی جراثیم کش دوائی سے دھونا چاہیے۔ آختہ کرنے کے بعد متاثرہ حصے کو مکھی اور پانی سے بچائیں اور 4 سے 5 دن تک پائیوڈین وغیرہ لگائیں۔

دُم کاٹنا (Docking)

اس کا مقصد بڑی دُم والی یا موٹی دُم والی بھیڑوں کی دُم کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ موٹی دُم کو کاٹنے کے لیے سرجیکل طریقہ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ لمبی دُم کاٹنے کے لیے ایک ایمسکولیٹر (Emasculator) استعمال کیا جاتا ہے جہاں پر دُم جسم کے ساتھ لگی ہوتی ہے وہاں سے اسے ڈیڑھ انچ چھوڑ کر ایمسکولیٹر لگایا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں بھی ویسے ہی جراثیم کش ادویات کو استعمال کرنا چاہیے جیسا کہ کاسٹریشن میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اگر کاسٹریشن اور ڈوکنگ اکٹھے ہی کرنا مقصود ہوں تو پہلے کاسٹریشن کریں اور بعد ازاں ڈوکنگ کریں۔

شیئرنگ (Shearing)

پاکستان میں شیئرنگ یا اُون کترنا سال میں دو مرتبہ (یعنی مارچ اور ستمبر میں) کی جاتی ہے۔ اون کو عام ہاتھ سے استعمال ہونے والی مشینوں یا برقی مشینوں کے ذریعے کترا جاتا ہے۔ اون کترتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ جہاں اُون کتری جا رہی ہو وہ جگہ مٹی اور گرد وغیرہ سے پاک ہو۔ اُون جب گیلی ہو تو اس وقت اسے ہرگز نہ کاٹیں کیونکہ سٹور کرنے پر گیلی اُون گرم ہو جاتی ہے اور اس کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔

شیئرنگ کے درج ذیل فوائد ہیں۔

i- وہ بھیڑیں جن کی اُون کتر دی جائے ان کو اون والی بھیڑوں کی نسبت کم خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔

ii- چونکہ اُون باہر سے نمی کو جذب کرتی رہتی ہے اور گیلی ہو جاتی ہے اس لیے اون کتری بھیڑوں کا جسم خشک رہتا ہے۔

iii- اگر بچہ جننے سے پہلے اون کتری جائے تو پیدا ہونے والے بچے کے لیے ماں کے تھنوں کو ڈھونڈنا آسان ہوگا جبکہ اون کی موجودگی میں ایسا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

iv- اون کتری بھیڑوں کا کریٹیکل درجہ حرارت (Critical Temprature) اور توانائی پیدا ہونے کی شرح (metablic rate) اون والی بھیڑوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

اچھے طریقے سے اُون کترنے کے لیے درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

i- بھیڑ کو اچھے طریقے سے قابو کیا جائے کہ وہ حرکت نہ کر سکے۔

ii- اُون کترنے کے دوران جلد کو کھینچ لیا جائے تا کہ سطح ہموار رہ سکے۔

iii- چھوٹی اُون کو دوبارہ کاٹنے سے بچانے کے لیے اس کو ایک ہی مرتبہ احتیاط سے کتر لیا جائے۔

iv- اُون کو ایک ہی لمبے حصے میں ایک مرتبہ کترنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اسے سنبھالنے اور تہہ کرنے میں آسانی ہو۔

v- اُون کترنے والے آلات کو صاف ستھرا اور تیز ہونا چاہیے۔

vi- مختلف رنگوں کی اون الگ الگ رکھیں۔

ویکسینیشن (Vaccination)

بیماریوں سے بچنے کے لیے ویکسینیشن سب سے موثر ذریعہ ہے۔ فارم حضرات کو ویکسین کرنے کے لیے ایک پروگرام ترتیب دینا چاہیے اور اس پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔

بھیڑوں کو حفاظتی ٹیکے لگوانے کا شیڈول

نام مرض	نام ویکسین	خوراک ٹیکہ	ٹیکہ لگوانے کا موسم	عرصہ قوت مدافعت
منہ کھر	فٹ اینڈ ماؤتھ ویکسین	1 سے 2 ملی لیٹر زیر جلد	فروری	4 ماہ لیکن 4 ماہ کے اختتام پر اگر دوبارہ ٹیکہ کر لیا جائے تو ایک سال تک
انتھریکس	انتھریکس سپور ویکسین	آدھ ملی لیٹر زیر جلد	فروری یا موسم برسات سے پیشتر	ایک سال
چیچک	شیپ گوٹ پاکس ویکسین	0.1 ملی لیٹر دُم کے نیچے کھال میں	مارچ، دسمبر	4 ماہ لیکن 4 ماہ کے اختتام پر اگر دوبارہ ٹیکہ کر لیا جائے تو ایک سال تک
انٹیروٹاکسیمیا	انٹیروٹاکسیمیا ویکسین	تین ملی لیٹر زیر جلد 6 ہفتے کے بعد دوبارہ ٹیکہ	جنوری، جولائی	6 ماہ لیکن 15 روز کے بعد دوبارہ ٹیکہ کر لیا جائے تو ایک سال تک
پلورونمونیا	پلورونمونیا ویکسین	ایک ملی لیٹر زیر جلد	مئی، جون اور نومبر، دسمبر	4 ماہ
ڈرمیٹائٹس	شیپ گوٹ وائرس ویکسین	0.2 تا 0.5 ملی لٹرز زیر جلد	حسب ضرورت	4 ماہ

احتیاطیں

i- حمل کے آخری ایام میں حفاظتی ٹیکہ لگوانے سے احتیاط کریں۔

ii- انٹیروٹاکسیمیا کا حفاظتی ٹیکہ تین ماہ سے کم عمر بچوں کو نہ لگوائیں۔

iii- تیار شدہ ٹیکہ (ویکسین) دو گھنٹے کے اندر اندر استعمال کریں۔

iv- حفاظتی ٹیکے دوپہر کے وقت گرمی میں نہ لگائیں۔

v- حفاظتی ٹیکے لگوانے کے بعد کم از کم 14 دن تک جانوروں کو زیادہ دور چرائی کے لیے نہ لے کر جائیں اور ان کی خوراک میں بہتری لائیں۔

کرم کش ادویات سے نہلانا (Dipping)

چرائی کا جانور ہونے کی وجہ سے بھیڑ بکری کو خوراک کی تلاش میں سارا دن دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ چراگاہیں ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی کرموں کی آماجگاہ ہوتی ہیں۔ یہ جانوران کرموں کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ جلدی یا بیرونی کرم جانوروں کو خارش جیسے تکلیف دہ مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں جس سے نہ صرف جانوروں کی جسمانی حالت متاثر ہوتی ہے بلکہ اون اور چمڑے کا معیار بھی گر جاتا ہے اگر گلے کے تمام جانوروں کو سال میں ایک دو دفعہ کسی کرم کش دوا سے نہلا دیا جائے تو ان کے جسم پر ہر قسم کے کرم ہلاک ہو جاتے ہیں۔

کرم کش دوا سے نہلانے کا فائدہ یہ بھی ہے چرائی کے دوران جانوروں کے جسم پر آنے والی خراشیں اور زخم اس دوا کے اثر سے مندمل ہو جاتے ہیں چونکہ اُون کی کترائی کے دوران بھیڑوں کے جسم پر اُون کترنے والے آلات سے بھی زخم ہونے کا امکان ہوتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ کرم کش دوا سے نہلانے کا اہتمام اون کی کترائی کے بعد بھی کیا جائے۔

پانی کا وہ حوض جس میں بھیڑ بکریوں کو کرم کش ادویات سے نہلایا جاتا ہے ڈِپ (Dip) کہلاتا ہے۔ ڈِپ کا حجم جانوروں کی تعداد پر موقوف ہوتا ہے۔ اسے اس طریقے سے بنا ہونا چاہیے کہ ایک سطح ڈھلوان ہو۔ بھیڑ بکری پانی میں گھسنے سے ڈرتی ہیں اس لیے انہیں پانی میں گھسنے پر مجبور کیا جائے۔

احتیاطیں

i- ڈِپ کے لیے دوا کا محلول تیار کرتے وقت دوا کے پیکٹ کے باہر لکھی گئی ہدایات پر سختی سے عمل کریں اور وہ مقدار خوب ناپ تول کر پانی میں ملائیں۔

ii- نہلانے سے قبل جانور کو پانی پلا لیں تا کہ جانور محلول نہ پی لیں۔ محلول پینے سے جانوروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

iii- جانوروں کو ایسے موسم میں نہلائیں جب مطلع صاف ہو تا کہ جانور جلد خشک ہو جائیں۔

iv- طلوعِ آفتاب کے ساتھ جانوروں کو نہلا دیں۔ دن کا پچھلا حصہ اس مقصد کے لیے موزوں نہیں۔

v- ایک وقت میں ایک جانور کو ہی ڈپ میں گھسنے دیں۔

vi- خیال رہے کہ ڈِپ میں گزرنے کے بعد جانور کے جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔

vii- اگر کسی فارمر کے پاس چند بھیڑ بکریاں ہیں تو ڈپ بنانے کی ضرورت نہیں۔ نیوا گان یا نیگاوان دوائی ایک گرام بحساب ایک کلوگرام یا

سائپر میتھرین بحساب 1 ملی لیٹر فی کلوگرام پانی میں ملائیں یہ محلول کسی بالٹی یا ٹب میں ملایا جاسکتا ہے پھر کوئی کپڑا وغیرہ لے کر محلول میں ڈبو کر جانور کے جسم پر اچھی طرح ملیں اس طرح جسم پر موجود بیرونی کرم مرجائیں گے۔

کرم کش ادویات ماہ اپریل تا ماہ ستمبر باڑوں میں چھڑکیں اوران سے جانوروں کو نہلائیں۔ اکتوبر تا دسمبر ایسے پروگرام معطل رکھیں لیکن اگر ان مہینوں میں خارش وغیرہ کا مسئلہ ہو تو ایوومیک کا ٹیکہ بحساب 1 سی سی فی 50 کلوگرام جسمانی وزن زیر جلد لگوائیں۔

اندرونی کرموں کی تلفی (Deworming)

بھیڑوں میں اندرونی کرم بھاری معاشی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ کرم متعدد اقسام کے ہوتے ہیں۔ ان میں جگری کرم، پھیپھڑوں کے کرم، معدے کے کرم اور کدودانے بہت اہم ہیں اگر ہر ماہ گلے کے 15 سے 20 فیصد جانوروں کی مینگنوں کے نمونے تشخیصی لیبارٹری کو بھیج کر کرمی شدت کی رپورٹس حاصل کرلی جائیں تو کرموں کا مناسب تدارک کیا جاسکتا ہے۔

اندرونی کرموں کے حملے سے جانور جسمانی طور پر لاغر ہوجاتے ہیں جس سے نہ صرف اُون اور گوشت کی پیداوار اور معیار بری طرح متاثر ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات یہ شرح اموات میں اضافے کا باعث بن کر گلہ بانوں کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں ان کے انسداد کے لیے جانوروں کو ماہانہ، سہ ماہی اور ششماہی وقفوں سے کرم کش ادویات پلاتے رہنا چاہیے۔

اندرونی کرموں سے بچاؤ کا دائمی پروگرام

قسم کرم	پہلی خوراک	دوسری خوراک	بقیہ خوراکیں
گول کرم	بعمر ایک ہفتہ	بعمر ایک ماہ	تین تین ہفتے کے وقفے سے چھ ماہ کی عمر تک جاری رکھیں
معدے کے کرم	بعمر ایک ماہ	بعمر دو ماہ	جون جولائی اگست کے مہینے چھوڑ کر ایک ایک ماہ کے وقفے سے ایک سال کی عمر تک جاری رکھیں
جگری کرم (مخصوص علاقوں میں)	ماہ دسمبر	ماہ جنوری	فروری اور مارچ باقی مہینوں میں ضرورت نہیں
کدودانے	صرف بیماری کے حملہ آور ہونے کی صورت میں	صرف بیماری کے حملہ آور ہونے کی صورت میں	صرف بیماری کے حملہ آور ہونے کی صورت میں
خون میں موجود حیوانی کرم	ایضاً	ایضاً	ایضاً

اندرونی کرموں کے خاتمہ کے لیے بہت سی ادویات (Dewormer) دستیاب ہیں ایک ہی دوائی کو زیادہ عرصہ تک استعمال نہ کریں بلکہ بہتر یہ ہے کہ ہر دفعہ مختلف ڈی ورمر استعمال کروائیں۔

عمر معلوم کرنا (Dentation)

بھیڑبکری میں دوطرح کے دانت ہوتے ہیں یعنی دودھ کے دانت (جن کی تعداد 20 ہوتی ہے) اور مستقل دانت جن کی تعداد 32 ہوتی ہے۔ مستقل دانتوں کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

انسائزرز(Incisors) = 08 پری مولرز(Premolars) = 12 مولرز(Molars) = 12

بھیڑبکری کی عمر کا تعین اس کے دانتوں کی مدد سے کیا جاسکتا ہے اس مقصد کے لیے درج ذیل جدول کارآمد ہے۔

دانتوں کی ترتیب	عمر
8عارضی انسائزرز	6 - 10ماہ
2 مستقل اور 6عارضی انسائزرز	10 - 14ماہ
4 مستقل اور 4عارضی انسائزرز	2سال
6 مستقل اور 6عارضی انسائزرز	3سال
8 مستقل اور 0عارضی انسائزرز	4سال

عام طور پر نچلے جبڑے میں 8انسائزرز (4جوڑے) ہوتے ہیں ان میں سے درمیانہ جوڑا ایک بڑے اور مستقل جوڑے سے تبدیل ہوجاتا ہے جب جانور کی عمر ایک سال ہوتی ہے اگلے سال دوسرا جوڑا اور اسی طرح اگلا جوڑا تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے دانت لمبے اور نوکیلے ہوتے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے الگ ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ آخرکار یہ کمزور ہوکر گرجاتے ہیں۔ جب تمام انسائزرز ختم ہوجاتے ہیں اس بھیڑبکری کو گمر (Gummer) کہتے ہیں۔ بہت سی بھیڑبکریوں کے دانت 6سال سے 8سال کی عمر تک گرجاتے ہیں۔

ناخن تراشنا (Foot Trimming)

بھیڑ کو بکریوں کی نسبت پاؤں کے زیادہ مسائل ہوتے ہیں جیسا کہ زیادہ طور پر بڑھے ہوئے ناخن، پاؤں کا گلنا سڑنا اور خراب ہونا وغیرہ۔ پاؤں کے ان مسائل سے بچنے کے لیے درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

i- سال میں دومرتبہ ناخن ضرور تراشیں۔

ii- لنگڑاپن کے لیے جانوروں کا روز مشاہدہ کریں جانور جب چرائی پر جائیں اور واپس آئیں لنگڑانے والے جانور کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کریں اور اس کی مناسب نگہداشت اور علاج کریں۔

iii- جانوروں کے پاؤں کو باقاعدگی سے کسی جراثیم کش دوائی سے دھوتے رہیں۔ اس مقصد کے لیے لال دوائی بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

سینگ کاٹنا یا ڈی بڈنگ

اس کا مقصد چھوٹی عمر میں لیلوں کے سروں سے سینگ نکلنے والے بڈ کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کے چند فوائد درج ذیل ہیں۔

☆ جانور دیکھنے میں خوبصورت لگتا ہے۔

☆ لڑنے کے دوران کسی دوسرے جانور یا انسان کو زخمی نہیں کرتا۔

☆ باڑے میں سینگ والے جانوروں کی نسبت کم جگہ درکار ہوتی ہے۔

ڈی بڈنگ دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے ان میں پہلے طریقے میں کوئی کیمیائی مادہ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے میں الیکٹرک ڈی ہارنر استعمال ہوتا ہے۔کبھی کبھار اگر کوئی سینگ ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے تو اس کو بھی کاٹنا پڑتا ہے۔

شناختی علامت لگانا (Identification)

ریوڑ میں موجود ہر جانور کی شناخت کے لیے اس کے کان میں نمبر لگایا جاتا ہے جو پیداواری ریکارڈ محفوظ کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ نمبر بچہ پیدا ہونے کے ایک ہفتہ کے اندر اور کسی جانور کی خرید کی صورت میں فوراً ترتیب کے ساتھ لگانے چاہئیں۔نمبر دو طریقوں سے لگائے جاتے ہیں۔نمبر لگانے کا وہ طریقہ جس میں دھات کے بنے ہوئے ہندسے نمبر لگانے والی مشین کے ذریعے کان کے اندرونی حصے کی کھال میں پیوست کر کے پیدا ہونے والے زخم میں روشنائی بھر دی جاتی ہے ٹیٹوانگ (Tattoing) کہلاتا ہے۔دوسرے طریقے میں دھات سے بنے ہوئے چھلّے (Tags) پر نمبر کنداں کر کے مشین کی مدد سے کان میں پرو دیا جاتا ہے اسے ٹیگنگ (Tagging) کہتے ہیں۔نمبر لگانے کا پہلا طریقہ زیادہ مفید اور کارآمد تصور کیا جاتا ہے۔

ریکارڈ رکھنا (Recod Keeping)

کسی بھی فارم کے لیے ریکارڈ رکھنا سب سے ضروری امر ہے کیونکہ ریکارڈ رکھنے سے بھیڑ بکری پال حضرات کو فارم کی موجودہ صورتحال اور مستقبل میں درپیش مسائل کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ریکارڈ عام طور پر دو طرح کے ہوتے ہیں۔

i- معاشی ریکارڈز (Financial) ii- طبعی ریکارڈز (Physical)

معاشی ریکارڈز

ان ریکارڈز میں فارم پر ہونے والے اخراجات، آمدنی، نفع اور نقصان کا حساب رکھا جاتا ہے۔اخراجات میں عام طور پر چارے کی کاشت اور چرنے کے لیے استعمال ہونے والی زمین کی قیمت، اضافی خوراک کی خریداری، کارکنوں کی تنخواہیں، ٹوٹ پھوٹ اور دوسرے اخراجات جیسے دواؤں وغیرہ کے اخراجات شامل ہیں جبکہ آمدنی میں ہر قسم کی فروخت جیسے کہ جانور، اون، دودھ اور گوبر سے ہونے والی آمدنی شامل ہے۔

طبعی ریکارڈز

ان ریکارڈز میں جانوروں کی مجموعی صورتحال کا اندراج مرحلہ وار کیا جاتا ہے۔درج ذیل طبعی ریکارڈز رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

i- مینڈھے اور بکرے کی ہسٹری کا ریکارڈ

ii- مادہ جانوروں کی ہسٹری کا ریکارڈ

iii- ملائی کے ریکارڈ

iv- کارکردگی کے ریکارڈز جیسے اون کی پیداوار، بڑھوتری، روزانہ دودھ کی پیداوار وغیرہ شامل ہیں

v- چھوٹے لیلوں کا ریکارڈ

vi- خوراک کا ریکارڈ

ذیل میں چند ریکارڈز کا نمونہ دیا جا رہا ہے جو فارمرز کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

1- گلہ میں موجود جانوروں کی قیمت، روپوں میں اور فارم کی کی معاشی صورت حال

مہینہ	بالغ نر کی تعداد اور قیمت	بالغ مادہ کی تعداد اور قیمت	چھوٹے بچوں کی تعداد اور قیمت	چھوٹے دودھ پیتے بچوں کی تعداد اور قیمت	کل قیمت	کیفیت
جنوری						
فروری						
مارچ						
اپریل						
مئی						
جون						
جولائی						
اگست						
ستمبر						
اکتوبر						
نومبر						
دسمبر						

2- مینڈھے اور بکرے کا ریکارڈ رکھنا

نسل.................................. نمبر.................................. تاریخ پیدائش..................................

خریدنے کی تاریخ.................................. خریدتے وقت عمر..................................

i- جسمانی وزن کا ریکارڈ

تاریخ	عمر	وزن (کلوگرام)	لمبائی (سم)	گولائی (سم)	اُونچائی (سم)

مرنے یا فروخت کرنے کی تاریخ.................................. مرتے/فروخت کرتے وقت عمر..................................

مرنے کی وجہ..................................

ii- مادہ تولید کی خصوصیت

مادہ تولید کی مقدار

سال	مہینہ	تاریخ	وقت	مقدار

ماں کا نمبر..ماں کی نسل..

iii- بیٹیوں کے دودھ کی پیداوار

نام/نمبر بیاہنت نمبر

	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	XI

3- حفاظتی ٹیکوں کا ریکارڈ

بیماری..تاریخ..

اندرونی کرموں سے بچاؤ کا ریکارڈ

بیماری..تاریخ..

4- مادہ جانوروں کا ریکارڈ

نسل..باپ..ماں..

نمبر..تاریخ خرید..

دودھ کی پیداوار.. دودھ دینے کا عرصہ ....

مرنے یا فروخت کرنے کی تاریخ..مرتے/فروخت کرتے وقت عمر..

فروخت کرنے کی وجوہات..

i- جسمانی وزن کا ریکارڈ

تاریخ	عمر	وزن (کلوگرام)	لمبائی (سم)	گولائی (سم)	اُونچائی (سم)

ii- دودھ کا ریکارڈ

تاریخ جب دودھ دینا شروع کیا	بیانت	کل پیداوار	چکنائی فیصد	خشک ہونے کی تاریخ	خشک رہنے کا عرصہ	کیفیت

iii- کرموں سے بچاؤ کا ریکارڈ

بیماری...تاریخ...

5- ملائی کا ریکارڈ

مادہ کا نمبر...سانڈ کا نمبر...ماں کا نمبر...

نسل .... نسل .... نسل ....

تاریخ پیدائش...

بھیڑ کا نمبر/ نام	لیکٹیشن نمبر	ملائی کی تاریخ اور نمبر	خشک ہونے کی تاریخ	زمانہ حمل	سانڈ کا نمبر جس سے ملائی کروائی	کیفیت

6- کارکردگی کا ریکارڈ (بڑھوتری کا ریکارڈ)

تاریخ پیدائش .... نمبر ....

نسل...

لیکٹیشن نمبر	بچہ جننے کی تاریخ	بچوں کی تعداد	جنس	خشک ہونے کی تاریخ	دودھ دینے کا عرصہ	کیفیت

7- اُون کی کترائی کا ریکارڈ

جانور کا نمبر	بہار کی کترائی (کلوگرام)	خزاں کی کترائی (کلوگرام)	سالانہ پیداوار	کیفیت

8- دودھ کا پیداواری ریکارڈ

نمبر	تاریخ	صبح کے وقت پیداوار (لیٹر)	شام کے وقت پیداوار (لیٹر)	کل پیداوار

9- بچوں کا ریکارڈ

نمبر شمار	ماں کا نمبر	باپ کا نمبر	تاریخ پیدائش	نمبر	جڑواں یا اکیلا	جنس	پیدائش کے وقت وزن	دودھ چھوڑتے وقت وزن	دودھ چھڑانے کی عمر	ماہانہ وزن

بھیڑ بکریوں کے وزن کا اندازہ لگانا

جانوروں کا وزن کرنے کی سہولت ہر جگہ میسر نہیں ہوتی۔ خاص طور پر وزن کی بنیاد پر جانور خریدنا ہو تو وزن کا اندازہ لگانے کے لیے درج ذیل جدول سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ہارٹ گروتھ (سینٹی میٹر)	وزن (کلوگرام)
63	20
65	22.5
68	25.0
70	27.5
72	30.0
76	35.0
80	40.0
84	45.0
86	50.0
91	55.0
95	60.0
98	65.0

نوٹ: جانور کے وزن کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے صبح کا وقت چرائی سے پہلے زیادہ موزوں ہے کیونکہ جانور اپنے جسمانی وزن کا 15 فیصد ایک دن میں کھا اور پی سکتا ہے۔ عام ٹیلر ٹیپ لیکر بھیڑ بکری کی چھاتی کے گرد اگلی ٹانگوں کے پیچھے سے لپیٹ لیں اور اوپر والا جدول دیکھیں۔

بائیوٹیکنالوجی

بائیوٹیکنالوجی سائنس کی ایک ایسی شاخ ہے جس میں حیاتیاتی علم کو عملی ضروریات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جانوروں کی نسل کشی کے نظریہ سے بائیوٹیکنالوجی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم ری پروڈکٹیوٹیکنالوجی جیسا کے مصنوعی نسل کشی، ایمبریوٹرانسفرٹیکنالوجی، کلوننگ جبکہ دوسری ٹیکنالوجی مالیکولرٹیکنالوجی پر مشتمل ہے جو کہ جینز (Genes) کو تلاش کرنے، پہچاننے اور تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس میں ڈی این اے فنگر پرنٹنگ (DNA Finger Printing)، جین ٹرانسفر (Gene Transfer) اور مارکر اسیڈیڈ سلیکشن (Marker assisted selection) وغیرہ شامل ہیں۔

ری پروڈکٹیو بائیوٹیکنالوجیز

1- مصنوعی نسل کشی

مصنوعی نسل کشی میں مصنوعی طریقہ سے نر جانور سے تخم (Semen) حاصل کیا جاتا ہے جو یا تو اُسی وقت مادہ جانور کے تولیدی اعضاء میں رکھ دیا جاتا ہے یا پھر منجمد کر کے بعد ازیں استعمال کے لیے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

مصنوعی نسل کشی کے ذریعے بہترین خصوصیات کے حامل نر جانور سے حاصل شدہ مادہ تولید کو مادہ جانور کے رحم میں انسانی مدد سے مصنوعی آلات سے داخل کر کے انہیں بار آور کرتے ہیں۔

مصنوعی نسل کشی کا سہرا عربوں کے سر ہے۔ 1322ء میں ایک عرب سردار نے اپنے دشمن قبیلے کے سردار کے گھوڑے کا مادہ تولید گھوڑی کو ملاپ کروانے کے بعد روئی کی مدد سے گھوڑی کے رحم سے اکٹھا کیا اور پھر اس سے اپنی گھوڑی کو حاملہ کیا۔ اسکے بعد 1780ء میں اطالوی سائنسدان سپلانزنی (Spallanzani) نے اس طریقہ کو کامیابی سے آزمایا اور اس طرح دنیا اس طریقہ سے روشناس ہوئی۔

1907ء میں ایک روسی سائنسدان آئیوانوف (Ivanoff) نے اِس پر کام کیا جبکہ 1937ء میں ڈنمارک میں پہلی بار مصنوعی نسل کشی کا کاروبار شروع کیا گیا۔ جبکہ 1940ء میں امریکہ اور 1944ء میں آسٹریلیا میں اِس طریقہ کار کو اپنایا گیا۔ پاکستان میں مصنوعی نسل کشی کی ابتداء 1954ء میں ہوئی۔

جینیاتی بھتری میں مصنوعی نشل کشی کا کردار

پاکستان میں جانوروں کی کل تعداد کا تقریباً 70 فیصد جانور نا قابل شناخت نسل کے ہیں جس کی وجہ سے مجموعی پیداوار بہت کم ہے۔

مصنوعی نسل کشی سے کسان حضرات بہتر جنیات کے حامل نر جانور کا مادہ تولید استعمال کر کے بہتر جانور پیدا کر سکتے ہیں۔ جن کی مجموعی پیداوار نا قابل شناخت نسل کے حامل جانوروں سے بہت بہتر ہو سکتی ہے۔

اس طرح ایک غریب کسان جس کے پاس اعلیٰ نسل کے اوصاف کے حامل نر جانور رکھنے کی استطاعت نہیں ہے وہ مصنوعی نسل کشی سے اپنے ریوڑ میں مناسب خرچہ سے جنیاتی بہتری لا سکتا ہے۔ اِس طرح علاقائی نا قابل شناخت جانوروں کی کراس بریڈنگ کے ذریعے مناسب خرچ اور کم وقت میں بہت سی اعلیٰ خصوصیات کی حامل نسلوں کے اوصاف کو ایک جانور میں اکٹھا کرنا ممکن ہو گیا۔

مصنوعی نسل کشی کے لیے جانوروں کا انتخاب

اگرچہ پاکستان میں مصنوعی نسل کشی پر اتنی توجہ نہیں دی گئی اور یہ چھوٹے جانوروں (بھیڑ، بکریوں) پر تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر کہیں مصنوعی نسل کشی ہو بھی رہی ہے تو وہاں بغیر سوچے سمجھے صرف مادہ جانور کو حاملہ کرنے کی غرض سے ہو رہی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جا رہا کہ جو سیمن استعمال کیا جا رہا ہے وہ کس جانور کا ہے اور وہ کس جانور میں استعمال ہو رہا ہے۔ نسلِ حیوانات کی بہتری کے لیے یہ ضروری ہے کہ درست نر جانور کا انتخاب کیا جائے۔

درست جانور کے انتخاب کے لیے جانور کا ریکارڈ ہونا بہت ضروری ہے۔ جانور کا انتخاب اُسکے والدین، بہن بھائیوں، رشتہ دار جانوروں اور جانور کی اپنی پیداوار کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد جانور کا مادہ تولید محدود پیمانے پر استعمال کرتے ہوئے اِسکے بچوں کی پیداوار دیکھی جاتی ہے۔ اگر بچوں کی پیداوار دوسرے جانوروں سے نسبتاً بہتر ہو تو پھر ایسے نر کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے جانور کو ہم Proven یا مستند یا تجربہ شدہ نر کا نام دیتے ہیں۔

مصنوعی نسل کشی میں ہم ایسے Proven نر جانور کا انتخاب کرتے ہیں جس کی اوسطاً پیداوار دوسرے جانوروں سے بہتر ہو۔ اس طرح جو بہترین جانور ہوتے ہیں وہ استعمال ہوتے ہیں اور ایسے جانور جن کی پیداوار کم ہوتی ہے وہ فروخت کر دیئے جاتے ہیں یا پھر کسی اور کام میں لائے جاتے ہیں۔

اب چھوٹے جانوروں میں ہمیں ابتداء سے ہی ایسا لائحہ عمل اپنانا چاہیے کہ دوبارہ ہم اِس نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔

پاکستان میں Directorate of Small Ruminant پہلے سے موجود ہے۔ ہمیں اس ادارے کے تحت چھوٹے جانوروں میں مصنوعی نسل کشی کا آغاز کرنا چاہیے۔ ادارے کے تحت چھوٹے جانوروں کے لیے SPUs (سیمن پروڈکشن یونٹ) بنائے جائیں۔ ہر علاقے میں کسان حضرات کی تنظیم سازی کی جائے جس کے تحت ہر علاقے کے کسان اپنے علاقے کی نسل کے جانوروں کو ریکارڈ کروا سکیں اور رہنمائی لے سکیں۔

پیداواری ریکارڈ کی بنیاد پر نر جانوروں کا انتخاب کر کے SPUs (سیمن پروڈکشن یونٹ) میں لائیں جائیں اور پھر ان جانوروں کی Progeny testing کی جائے۔ Progeny testing سے منتخب ہونے والے نر جانوروں کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا جائے۔

نسلوں کی بقاء کے لیے قانون جو کہ موجود ہے کہ خالص نسل کے مادہ جانوروں کے لیے صرف اُس نسل کے حامل جانور کا مادہ تولید استعمال کیا جائے اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ نا قابل شناخت نسل کے حامل جانوروں کے لیے بھی قانون سازی کی جائے کہ ہر علاقے میں ان کو مخصوص نسل کے حامل جانور کا مادہ تولید استعمال کر کے بار آور کیا جائے۔

مصنوعی نسل کشی کے فوائد

- قدرتی ملائی کی نسبت ایک اعلیٰ نسل کا نر جانور مصنوعی نسل کشی کے ذریعے کم وقت میں بہت زیادہ مادہ جانوروں کو بار آور کر سکتا ہے۔ قدرتی طریقہ سے ہم ایک نر جانور سے 50 سے 80 مادہ جانوروں کو بار آور کروا سکتے ہیں جبکہ مصنوعی نسل کشی میں ایک نر جانور 5000 سے 10000 مادہ جانوروں کو بار آور کر سکتا ہے۔
- مصنوعی نسل کشی کے ذریعے تھوڑے وقت میں اچھی نسل کے زیادہ بچے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

- ہر کسان کے لیے اعلیٰ نسل کا حامل نر جانور رکھنا ممکن نہیں جبکہ مصنوعی نسل کشی کے ذریعے ایک عام آدمی بھی اعلیٰ نسل کے حامل نر کا مادہ تولید حاصل کرسکتا ہے۔
- مصنوعی نسل کشی میں نر سے مادہ جانور یا مادہ سے نر جانور کو بیماری منتقل ہونے کی شرح نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔
- عام طور پر بڑے قد وقامت کے حامل نسل کے جانوروں کا ملاپ چھوٹے قد وقامت والی نسل کے جانوروں کے ساتھ ممکن نہیں ہوتا جبکہ مصنوعی نسل کشی سے یہ ممکن ہے۔
- مصنوعی نسل کشی میں استعمال ہونے والے مادہ تولید (semen) کو محفوظ کر کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں لے جانا ممکن اور آسان ہو گیا ہے۔
- جنس کے انتخاب والے مادہ تولید (sex semen) سے اب ہم اپنی مرضی کی جنس (نر یا مادہ) حاصل کر سکتے ہیں۔
- بعض اوقات کسی حادثہ یا چوٹ کی وجہ سے اعلیٰ اوصاف کا حامل نر ملائی کے قابل نہیں رہتا۔ مصنوعی نسل کشی کے کے ذریعے ہم ایسے جانوروں کا مادہ تولید بھی استعمال کر سکتے ہیں۔
- معاشی لحاظ سے یہ طریقہ بہت سستا پڑتا ہے۔

مصنوعی نسل کشی کے نقصانات

- غیر مستند اور ناتجربہ کار ٹیکنیشن مادہ جانور کے جنسی اعضاء کو زخمی کر سکتا ہے۔
- جنسی حرارت کا درست تعین اور درست وقت کا پتہ نہ ہو تو مادہ جانور کے حاملہ ہونے کی شرح کم ہو سکتی ہے۔
- غیر مستند اور ناتجربہ کار ٹیکنیشن اوزاروں کی مناسب صفائی نہ رکھنے کی وجہ سے مختلف جنسی بیماریاں پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔
- اگر کسی وجہ سے غلط نر جانور کا انتخاب ہو جائے تو یہ وسیع پیمانے پر نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

ایمبر یو ٹرانسفر (Embryo Transfer)

اس طریقہ کار میں ایمبر یو (Embryo) کو ایک مادہ جانور (Donor) سے لے کر دوسری مادہ جانور (Recipent) میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں مادہ جانور کو ہارمونز دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ بیضہ (Eggs) پیدا کرنے اور اس کے بعد مصنوعی نسل کشی یا نر کے ذریعے ملائی کرائی جاتی ہے۔ بارآوری کے کچھ عرصے بعد ایمبر یو کو مادہ جانور (Donor) سے حاصل کر کے فوراً دوسری مادہ (Recipient/reciver) میں منتقل کر دیا جاتا ہے یا بعد ازاں استعمال کیا جاتا ہے۔

اس طریقہ کار میں ایک مادہ جانور بہت سے بچے پیدا کر سکتا ہے اور اس میں ماں کے ذریعے جینیاتی تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ یہ طریقہ کار مصنوعی نسل کشی یا قدرتی ملائی کے طریقہ کار سے زیادہ محفوظ ہے کیونکہ اس میں بیماری پھیلنے کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ بہر حال یہ طریقہ مہنگا اور مشکل ہے۔ جدید سائنس سے ایمبر یو ٹرانسفر کو مزید بہتر بنایا گیا ہے جس میں مصنوعی طریقہ سے بیضوں (Eggs) کو بارآور کرایا جاتا ہے۔ جسے ان وٹرو فرٹیلائزیشن (Invitro fertilization) کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں مادہ جانور سے بیضہ حاصل کر کے اسے لیبارٹری میں تخم کے ذریعے بارآور کرایا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بننے والے ایمبر یو کو پھر مادہ جانور میں منتقل کیا جاتا ہے۔

کلوننگ (Cloning)

یہ ایک ایساری پروڈ کیٹو طریقہ کار ہے جس میں جنیاتی طور پر ایک جیسے جانور پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ عام طور پر دو طریقے سے کلوننگ کی جاتی ہے۔

(i) ایمبر یوسپلیٹنگ (Embryo Splitting)

(ii) نیوکلیئر ٹرانسپلانٹیشن (Nuclear transplitation)

ایمبر یوسپلیٹنگ (Embryo Splitting) ایک ایسا طریقہ کار ہے جس میں ایمبر یوکو دو یا زیادہ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جسے بعد میں مادہ جانور (recipient) میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جس سے ایک جیسے جانور پیدا ہوتے ہیں۔

نیوکلیئر ٹرانسپلانٹیشن (Nuclear transplitation) میں بیضہ (Eggs) کو لیبارٹری میں رکھا جاتا ہے اس میں موجود نیوکلیائی کو نکال لیا جاتا ہے اس کے بعد ایمبر یو سے خلیے حاصل کر کے بیضہ کے خلیوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ایک جیسے ایمبر یوز حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ان کو مادہ جانوروں میں منتقل کیا جاسکتا یا بعدازاں استعمال کے لیے جما دیا جاتا ہے

مالیکیولر ٹیکنالوجیز (Moleculer technologies)

ری پروڈ کٹیو ٹیکنالوجیز تخم، بیضوں اور ایمبر یو کی سطح پر کام کرتی ہے۔ جبکہ مالیکولر ٹیکنالوجیز جنیاتی مادے اور جینز (genes) کی سطح پر کام کرتی ہیں۔ ان میں ڈی این اے فنگر پرنٹنگ، جین ٹرانسفر اور مارکر اسیٹڈ سلیکشن وغیرہ شامل ہیں۔

ڈی این اے فنگر پرنٹنگ

ڈی این اے فنگر پرنٹنگ ایک ایسا لیبارٹری طریقہ کار ہے جس میں کسی جانور کے ڈی این اے کو جنیاتی فنگر پرنٹ کے ذریعے گرافیکی طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں جانور کے خون یا بافتوں میں سے تھوڑا سا نمونہ لیا جاتا ہے جس میں سے ڈی این اے کو علیحدہ کیا جاتا اور کیمیکل کے ذریعے اس کی مزید کاپیاں تیار کی جاتی ہیں جن کو ایک جیسل میں رکھ کر کرنٹ کے ذریعے علیحدہ کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں مختلف طرح کے ڈی این اے بینڈز (DNA Bands) بن جاتے ہیں۔

چونکہ ہر جانور کا ڈی این اے دوسرے سے منفرد ہوتا ہے جو کہ اس کے والدین یا خاندان کے کسی فرد سے کسی حد تک ملتا ہے۔ اس طریقہ کار سے جانوروں کے والدین کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ جہاں جانوروں کا گلہ بہت بڑا ہوا اور ان میں بہت سے نر جانور پائے جاتے ہوں جس کی وجہ سے یہ پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے کہ کونسا بچہ کس نر کا ہے۔ وہاں اس طریقہ کار سے بچوں کے والدین کا با آسانی پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

جین ٹرانسفر (Gene Transfer)

اس طریقہ کار میں ایک جانور کے ڈی این اے میں موجود جینز کو کسی دوسرے جانور میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقے کی مدد سے ہم اپنی مرضی کی خصوصیات رکھنے والی جین کو جانور میں منتقل کر سکتے یا پھر ناپسندیدہ خصوصیات رکھنے والی جین کو نکال یا تبدیل کر سکتے ہیں۔

جین ٹرانسفر کے بہت سے طریقہ کار ہیں جیسے

(i) ڈی این اے مائیکرو انجیکشن (DNA Microinjection)

(ii) ریٹرووائرس میڈی ایٹڈ جین ٹرانسفر (Retrovirus mediated gene transfer)

(iii) ایمبر یونک سٹیم سیل (Embryonic Stemsell)

(iv) بائیولسٹکس (Biolistics)

(v) لیپوفیکشن (Lipo fection)

(vi) الیکٹروپوریشن (Electro Poretion)

مارکر اسیسٹڈ سلیکشن(Marker Assisted Selection)

اس طریقہ کار میں جانور کو بلاواسطہ طریقے سے نسل کشی کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔اس طریقہ میں جنیاتی مارکر کے ذریعے پسندیدہ خواص کو کنٹرول کرنے والے الیلز (alleles) کی پہچان کی جاتی ہے۔

اس کی مدد سے پسندیدہ خواص رکھنے والے جانور کی نشاندہی ہونے کے بعد اسے نسل کشی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

لائیوسٹاک فارمنگ میں کمپیوٹر کا استعمال

دورِ جدید کو کمپیوٹر کا دور کہا جاتا ہے۔ کمپیوٹر بیسویں صدی کی معجزاتی ایجاد ہے جس نے انسانی ترقی کو عروج پر پہنچا دیا ہے۔ زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جس میں کمپیوٹر مستعمل نہ ہوں۔ کمپیوٹر میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ بڑے سے بڑے کاموں کو پلک جھپکتے سرانجام دے سکتا ہے۔ جانوروں کی افزائش میں کمپیوٹر کا استعمال اتنا پرانا نہیں ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو کمپیوٹر جانوروں کی افزائش سے متعلقہ تمام اُمور کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور بوقت ضرورت مختلف اُمور کو سرانجام بھی دیتے ہیں۔ جانوروں کی افزائش و پیداوار، خوراک، ریکارڈ رکھنے اور ان کے چناؤ کے متعلق اہم امور کا فیصلہ کمپیوٹر کے استعمال کے بعد کیا جاتا ہے تاہم ترقی پذیر ممالک میں جانوروں کی افزائش میں کمپیوٹر کا استعمال اتنا عام نہیں ہے اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سب سے بڑی وجہ کم شرح خواندگی ہے۔ ہمارے کسان اتنے پڑھے لکھے نہیں ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ کمپیوٹر استعمال کر سکیں۔ ایسا کرنے کے لیے بہت زیادہ عرصہ درکار ہے تاہم یہ امر قابل تسلی ہے کہ پاکستان میں بہت سے سرکاری فارمز پر اب حکومت نے کمپیوٹر فراہم کئے ہیں جس کی وجہ ان فارموں کا ریکارڈ کمپیوٹر پر رکھنا ممکن ہو سکا ہے۔

اس وقت بہت سے پرائیویٹ فارم ایسے ہیں جن کا مکمل ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہے لیکن یہ بات قابلِ غور رہے کہ ہر فارمر اپنے فارم کا ریکارڈ نہیں رکھ رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی سطح پر ریکارڈ رکھنے کی افادیت کو اجاگر کیا جائے تاکہ ہر جانور پال کسان اپنے جانوروں سے متعلقہ ضروری معلومات اور پیداوار ریکارڈ صرف دماغ میں رکھنے کی بجائے رجسٹروں یا کمپیوٹر میں لازمی رکھے۔

ذیل میں کمپیوٹر کا جانوروں کی فارمنگ سے متعلق مختلف امور پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

1- ریکارڈ رکھنا

کسی بھی فارم کی معاشی حالت کو درست رکھنے کے لیے ریکارڈ کا رکھا جانا نہایت ضروری ہے۔ روایتی طریقے میں ریکارڈز رکھنے کے لیے بہت سارے رجسٹر درکار ہوتے ہیں ان پر اندراج کرنا بذات خود ایک محنت طلب کام ہے اور اس میں غلطی کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں تاہم کمپیوٹر کے استعمال سے یہ کام نہ صرف بہت جلدی ہو جاتا ہے بلکہ غلطی کے مواقع بھی کم ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے کمپیوٹر فارم سے متعلقہ مختلف ریکارڈ ایک ہی جگہ پر رکھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کے ریکارڈز جو کمپیوٹر پر رکھے جا سکتے ہیں درج ذیل ہیں:

i- جانوروں کا ریکارڈ

ii- سامان کا ریکارڈ

iii- چارے کی کاشت/ ونڈے کا ریکارڈ

iv- جانوروں کی ملائی کا ریکارڈ

v- جانوروں کے ماں باپ کا ریکارڈ

vi- بیماریوں اور ان کے علاج کا ریکارڈ

vii- دودھ کی پیداوار کا ریکارڈ

viii- جانوروں کے وزن کا ریکارڈ

x- اخراجات کا ریکارڈ

xi- آمدنی کا ریکارڈ

اس کے علاوہ بھی دوسرے بہت سے ریکارڈ رکھے جاسکتے ہیں تاہم یہ ریکارڈز فارم کے متعلق مختلف امور کے فیصلے کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اس طریقہ کار سے فارم پر موجود ہر شے واضح ہوجاتی ہے۔خرید وفروخت کے ریکارڈز فارم کے منافع یا نقصان کو ظاہر کرتے ہیں اسی طرح ماضی میں جو بیماریاں فارم پر آئیں اوران کے تدارک کے لیے جو اقدامات کئے گئے وہ صرف لمحوں میں آپ کے سامنے ہوتے ہیں اس کے علاوہ جانوروں کے وزن کے ریکارڈ، جانور کو وزن کے لحاظ سے مختلف گروہوں میں تقسیم کرنے کے حوالے سے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ایک جیسے وزن والے جانوروں کو ان کی ضروریات کے مطابق خوراک مہیا کی جاتی ہے۔جانوروں کی ملائی کے ریکارڈ سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ کون سا جانور حاملہ ہے اور کس جانور کو دوبارہ ملائی کی ضرورت ہے اس طریقے سے فارم منیجر کے لیے یہ بات آسان ہوجاتی ہے کہ وہ جانوروں کو ان کی مختلف طبعی حالتوں کے حوالے سے دیکھ سکے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ضروری اقدامات کر سکے۔یہ سارے ریکارڈ مائیکروسافٹ ایکسل پر آسانی کے ساتھ رکھے جاسکتے ہیں۔

2- خوراک

چونکہ مختلف جانوروں کو مختلف طبعی حالتوں پر مختلف خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔کمپیوٹر کے استعمال سے یہ بات ممکن ہے کہ جانوروں کو ان کی ضرورت کے مطابق خوراک مہیا کی جاسکے۔آج کل بہت سارے کمپیوٹر پروگرامز میسر ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے سستے اور متوازن راشن بنائے جاسکتے ہیں۔یہ پروگرامز کمرشل سطح پر بہت مقبول ہیں اور ان کا استعمال بڑھتا جارہا ہے ان پروگراموں میں وِن فیڈ (Winfeed) ایک قابلِ عمل پروگرام ہے۔

یورپی ممالک میں ایسا خودکار نظام وضع کیا گیا ہے کہ جس میں ہر جانور کے گلے میں ایک مخصوص کمپیوٹر چپ باندھ دی جاتی ہے جس کے اندر جانور کی ضروریات کا اندراج ہوتا ہے جونہی جانور شیڈ میں داخل ہوتا ہے اور کھرلیوں کی طرف بڑھتا ہے تو کھرلی سے جانور کی ضروریات کے مطابق خوراک جانور کو دستیاب ہوتی ہے اس طریقے سے جانور خوراک کو ضائع نہیں کرتے اور ان کی پیداوار میں بھی نمایاں اضافہ دیکھنے کو ملا ہے۔اس طریقہ کار سے خوراک پر اُٹھنے والے اخراجات میں نمایاں کمی ممکن ہے۔

معاشی صورتحال

کمپیوٹرز پر بہت سارے ایسے پروگرامز میسر ہیں جو فارم کی معاشی صورتحال کو نہایت واضح طور پر دکھاتے ہیں۔جانوروں سے حاصل ہونے والی آمدنی اور ان پر ہونے والے اخراجات کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے۔اس کے علاوہ یہ پروگرامز مختلف گراف کی شکل میں یا تصویری شکل میں آمدن اور خرچ کو واضح کرتے ہوئے منافع دکھاتے ہیں جس کے ذریعے یہ سمجھنا نہایت آسان ہوجاتا ہے کہ کس جگہ پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

کمپیوٹر کے استعمال کے فوائد

i- فارم کے معاملات کی سادہ طریقے سے دیکھ بھال ممکن ہوجاتی ہے۔

ii- وقت کی بچت ہوتی ہے۔

iii- اس میں کم افرادی قوت درکار ہوتی ہے۔

iv- مختلف کمپیوٹر پروگرامز کی مدد سے متوازن اور سستے راشن بنانے میں آسانی ہوتی ہے۔

v- خودکار نظام ہونے کی وجہ سے نقصانات میں کمی واقع ہوتی ہے۔

vi- اس طریقے کا استعمال فارم کی معاشی صورتحال بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

vii- مختلف امور کے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

viii- ہر قسم کے ریکارڈز ایک ہی جگہ پر رکھے اور دیکھے جا سکتے ہیں۔

ix- ترقی پسند فارمرز کے لیے نہایت عمدہ ہے۔

نوٹ

چونکہ ہر نئی چیز کو اپناتے ہوئے کسان ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں کمپیوٹر کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کسان ریکارڈ رکھے۔ کئی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کمپیوٹر پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ مشین ہے اور ایک دفعہ خراب ہونے کی صورت میں سب کچھ دوبارہ کرنا پڑتا ہے اور اگر کسان اس پر ہی وقت گزارنا شروع کر دیں تو وقت کا کافی ضیاع بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کمپیوٹر کا عقلمندانہ استعمال بہت سی پیچیدگیوں کا حل اور وقت کی بچت ہے۔

جانوروں کو تندرست رکھنے کے بنیادی اصول

طبعی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی اصولوں میں سب سے اہم اصول پرہیز ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس سمت میں مناسب اقدامات پر اگر سختی سے عمل کیا جائے تو علاج کی نوبت کم آتی ہے۔ کامیاب فارمنگ کے لیے موزوں بھی یہی ہے کہ ایسے تمام محرکات اور وجوہات پر جو صحت میں خلل ڈالنے کا باعث ہو سکتے ہیں مکمل قابو پایا جائے تا کہ منافع کی شرح بہتر ہو سکے۔

جانوروں کو تندرست رکھنے کے ضمن میں یہ امر اہم ہے کہ ان کی خوراک' رہائش کی جگہ' کھانے پینے کے برتن' کھرلیاں وغیرہ معیاری اور پاک وصاف ہوں۔ تندرست اور صحت مند جانوروں میں کمزور جانوروں کی نسبت بیماریوں کے خلاف زیادہ قوت مدافعت ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل امور کو احسن طریقے سے سرانجام دے کر بہت حد تک بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے:

i- جانوروں کو معیاری' متوازن اور جراثیم سے پاک خوراک فراہم کریں۔ خوراک کی فراہمی میں جانور کی عمر' کام کی نوعیت اور پیداواری کارکردگی کو ضرور نظر میں رکھیں ان کے نظام انہضام کو فعال بنانے کی غرض سے سبز چارہ' ونڈا اور خشک چارہ مناسب مقدار میں فراہم کریں۔

ii- پیٹ اور انتڑیوں کی بیماریاں پیدا کرنے میں خوراک کے برتن اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ کھانے پینے کے برتن اور کھرلیوں کو باقاعدگی سے صاف کیا جائے تا کہ ان میں جراثیم پرورش نہ پا سکیں۔

iii- جانوروں کو پانی کی مسلسل ضرورت رہتی ہے۔ اس لیے ان کو صاف ستھرا، تازہ وافر مقدار میں پانی دیں۔ جانوروں کو پینے کے لیے گندہ پانی ہرگز نہ دیں۔

iv- جانوروں کی رہائش گاہ کشادہ صاف ستھری اور آرام دہ ہونی چاہیے تا کہ موسم میں تغیر و تبدل ان پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ شیڈ میں ہوا کی آمد و رفت کا نظام بہتر ہونا ضروری ہے تا کہ جانوروں کو گھٹن کا احساس نہ ہو اور تازہ ہوا ملتی رہے۔ بصورت دیگر جانور سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور ان کی آنکھیں اور گلا بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ شیڈ کو اس طرح تعمیر کریں کہ دھوپ کے اوقات میں سورج کی روشنی شیڈ کے اندر آ سکے اس طرح شیڈ میں موجود نمی ختم ہو جائے گی اور جراثیموں کی تعداد میں کمی واقع ہو گی۔

v- شیڈ سے روزانہ جانوروں کا گوبر اور پیشاب مناسب وقفے سے اٹھائیں کیونکہ ان سے امونیا گیس پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ سانس کے امراض کا باعث بن سکتی ہے۔ اس کے علاوہ گوبر اور پیشاب پر مختلف بیماریوں کے جراثیم با آسانی پرورش پا سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کو مناسب وقفے سے اٹھوا کر بطور کھاد یا بائیو گیس کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

vi- صحت مند جانوروں کو روزانہ ورزش کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا کہ جسم کے تمام اجزاء کی کارکردگی کا قدرتی عمل محفوظ رہے۔ تاہم اگر جانوروں کو خوراک کے لیے چراگاہوں میں کھلا پھرنے دیا جائے تو یہ کافی ہے۔

vii- کرمی امراض سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے۔ کہ جانوروں کو کسی بھی لمبے عرصے کے لیے ایک چراگاہ میں نہ چرایا جائے کیونکہ ایسی زمینوں پر بیماریوں کے جراثیم خاص طور پر طفیلی کرم بڑی تیزی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہتر حکمت عملی یہ ہے کہ چراگاہ کو مناسب حصوں میں تقسیم کر کے استعمال کیا جائے اس طرح بیماریوں کا انسداد ممکن ہے۔ کرمی امراض سے بچاؤ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ چراگاہوں کے نزدیک سیم کے پانی کو جمع نہ ہونے دیا جائے۔

viii- جانوروں کی صحت کی بحالی کے لیے ضروری ہے کہ ان کو باقاعدگی سے نہلایا جائے۔ بیرونی کرموں سے بچاؤ کے لیے سپرے کیا جائے۔ بیرونی کرموں سے بچاؤ کے لیے گندگی کے ڈھیروں کو شیڈ سے دور رکھیں تا کہ مکھیاں وغیرہ جانوروں کو تنگ نہ کر سکیں۔ جانوروں کے جسم پر عموماً

چھوٹے بڑے زخم ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو قطعی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کے ذریعے دیگر بیماریوں کے جراثیم جانور کے جسم میں سرایت کر سکتے ہیں۔ زخم کا فوری علاج کریں۔

-ix بیمار جانوروں کو فوری طور پر علیحدہ کر لیں تاکہ باقی تندرست جانور مرض سے محفوظ رہ سکیں۔ بیمار جانور کے مرجانے کی صورت میں بیماری کی نوعیت کے مطابق جانور کو تلف کریں۔ کئی بیماریاں ایسی ہیں مثلاً انتھرکس جس میں جانور کو جلا دیں یا پھر گہرا گڑھا کھود کر اس میں دبا دیں تاکہ بیماری کے جراثیم سے دیگر جانور محفوظ رہیں۔

-x فارم پر جانوروں کی تعداد میں اضافے کی غرض سے نئے خریدے گئے جانوروں سے متعلق یہ تسلی کر لیں کہ ان کو کوئی مرض تو لاحق نہیں اس مقصد کے لیے ان کو پہلے دو ہفتوں کے لیے علیٰحدہ رکھیں اور ان کا بغور معائنہ کریں۔ اگر وہ اس دوران تندرست رہیں تو انہیں دوسرے جانوروں کے ساتھ شامل کر دیں۔

-xi جانوروں کو متعدی امراض سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو حفظ ماتقدم کے طور پر بیماری کا موسم شروع ہونے سے قبل اس بیماری کی ویکسینیشن کروائی جائے۔

ویکسینیشن کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کا خصوصی خیال رکھیں تاکہ بہتر نتائج حاصل ہو سکیں:

☆۔ ویکسین ہمیشہ کسی قابل اعتماد دوکاندار سے خریدیں۔

☆۔ ویکسین کو ٹھنڈی جگہ پر رکھیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تھرماس میں برف ڈال کر لیکر جائیں۔

☆۔ ویکسین کرنے والی سرنج کو ابلتے ہوئے پانی میں صاف کریں اور چیک کر لیں کہ اس کی مقدار خوراک ٹھیک ہے۔

☆۔ ویکسینیشن صبح سویرے یا شام ڈھلتے وقت کریں۔

☆۔ ویکسینیشن کرنے سے پہلے اس کو اچھی طرح ہلا لیں۔ ☆۔ ویکسینیشن کرتے ہوئے اسے گرمی سے بچائیں۔

☆۔ ویکسینیشن کسی تجربہ کار آدمی سے کروائیں۔ ☆۔ ہر جانور کو ویکسین کی صحیح مقدار لگائیں۔

☆۔ تیار شدہ ویکسین دو گھنٹے کے اندر اندر استعمال کریں اور بچ جانے کی صورت میں کسی گڑھے میں دبا کر ضائع کر دیں۔

☆۔ ویکسینیشن سے پہلے دوران اور بعد میں کم از کم 14 دن تک جانور کو ہر قسم کے دباؤ سے بچائیں اور ویکسینیشن صرف تندرست جانوروں کو کریں۔

-xii بھیڑ بکریوں کے تھنوں اور حیوانے کو ہر قسم کے زخم سے بچایا جائے اور زخم کی صورت میں فوراً علاج کریں ورنہ سوزش حیوانہ کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جانوروں کو چرائی پر بھیجنے سے پہلے تھنوں پر کپڑے کا تھیلہ وغیرہ چڑھا دیا جائے تاکہ دوران چرائی یہ کسی قسم کے زخم سے محفوظ رہیں۔

-xiii باڑوں میں عام آدمی کا داخلہ بند رکھیں۔ اگر ضروری ہو تو اس کا لباس تبدیل کروا کر اور پاؤں لال دوائی (KMNO4) کے محلول میں ڈبو کر اندر جانے دیں۔

-xiv باڑوں سے نکلنے اور داخل ہوتے وقت جانوروں اور لیبر کے پاؤں لال دوائی میں ڈبونے ضروری ہیں اس طرح باڑوں میں جراثیم کا حملہ کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے اس مقصد کے لیے باڑوں کے گیٹ پر تین سے چار انچ گہری ڈپ بنوا دیں جس میں اوپر بیان کردہ دوائی کا محلول ہر وقت رہنا چاہیے۔

-xv کرم کش ادویات مثلاً جرم آئی او ڈی وغیرہ ماہ اپریل تا ماہ دسمبر باڑوں میں چھڑکیں لیکن اکتوبر تا دسمبر ایسے پروگرام معطل کر دیں۔

بھیڑ بکریوں کے اہم امراض

(1) انٹیروٹاکسیمیا

یہ مرض اگرچہ بچوں کا ہے لیکن کسی بھی عمر کی بھیڑیں اور بکریاں اس کا شکار ہوسکتی ہیں۔ ویسے دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر ایسے جانور جو بلحاظ غذائیت عمدہ خوراک کھاتے ہیں اس مرض سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اس مرض کو انتڑیوں کا زہر بھی کہتے ہیں۔ اس کا سبب کلاسٹریڈیم پرفرنجز ٹائپ ڈی اور سی ہیں جو کہ قدرتی طور پر جانوروں کی انتڑیوں میں موجود ہوتے ہیں اور حالات سازگار ہونے کی صورت میں ایک ایسا زہر پیدا کرتے ہیں۔ جو بصورت انجذاب بیماری کا محرک بنتے ہیں۔ عام طور پر یہ بیماری جانوروں کی خوراک میں اچانک تبدیلی کے بعد دیکھنے میں آئی ہے۔ ٹائپ ڈی سے پیدا شدہ زہر معدے کی مختلف رطوبتوں سے ملکر مہلک ہوجاتی ہے۔

علامات

اس کی علامات متاثرہ نظام پر موقوف ہیں۔ مثلاً اگر اعصابی نظام متاثر ہو تو جانور سر کو ایک طرف (دائیں، بائیں، اوپر نیچے) موڑ کر دائرے میں چلنا شروع کر دے گا یا سر کو کسی چیز سے دبانا شروع کر دے گا۔ اس صورت میں بخار بھی ہوتا ہے۔ علامات کی دوسری صورت ہوا میں اچھلنا۔ زمین پر گر پڑنا، کچھ نہ کھانا پینا، جبڑے چبانا، دانت پیسنا اور پھر تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجانا وغیرہ ہے۔ بعض اوقات جانور کو دست لگ جاتے ہیں اور موت میں ذرا تاخیر ہوجاتی ہے۔ مریض کمزور ہوجاتا ہے اور سر سے سامنے والی چیز کو دھکیلتا ہے۔

علاج اور روک تھام

بھیڑوں اور بکریوں کو سفارش کردہ وقت پر اس مرض کے خلاف حفاظتی ٹیکہ لگوا لینا چاہیے۔ بیماری ظاہر ہونے پر سلفا میز اتھین 33.50 یا سلفاڈیماڈین 20 سی سی پانی میں ملا کر پلانی چاہیے۔ دوسرے اور تیسرے دن اس سے نصف خوراک مناسب رہتی ہے۔ ٹرائی برسن یا ٹائلوسین کا ٹیکہ بحساب 4 سی سی فی جانور لگانے اور ٹرائی موڈین کی گولی بحساب ایک فی 40 کلوگرام جسمانی وزن کے پانی میں ملا کر دینے سے بھی اچھے نتائج دیکھے گئے ہیں۔ مریض جانور کو تندرست جانوروں سے الگ کر کے علاج شروع کریں۔ دست کی صورت میں جانور کو خشک چارہ کھلائیں۔ گردونواح کو صاف ستھرا رکھیں اور 1 پیکٹ ORS (نمکول) فی لیٹر پانی میں ملا کر پینے کے لیے دیں۔ بخار کی صورت میں ڈکلوران یا ڈائپرون کا ٹیکہ بحساب 3 سے 6 سی سی فی جانور لگائیں۔

(2) فٹ راٹ

یہ متعدی مرض کھروں کے اردگرد کی جلد کے علاوہ کھروں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ متاثرہ حصہ مردہ ہوجاتا ہے اور آہستہ آہستہ گل کر الگ ہوجاتا ہے۔ مرض کا سبب بے سی لیس نیکروفورس جراثیم ہے۔

علامات

ابتدا میں جانور ایک ٹانگ سے لنگڑانا شروع کر دیتا ہے اور دن بدن یہ کیفیت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ جانوروں کا معائنہ کرنے پر کھروں کی درمیانی جلد متورم دکھائی دیتی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد یہ جگہ گل جائے گی اور اس کا اثر نیچے کھروں تک پھیل جائے گا۔ سونگھنے پر یہ جگہ بدبودار ہوگی اور دبانے سے پیلے رنگ کا مواد خارج ہوگا۔ جانوروں کے لیے چلنا پھرنا دوبھر ہوجائے گا اور کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

علاج

متاثرہ حصے کو بذریعہ آپریشن احتیاط سے کٹوادینا چاہیے اور بقیہ حصے پر کوئی جراثیم کش دوائی لگادینی چاہیے۔ پاؤں کو نیلے تھوتھے کے 30 فیصد محلول یا فارملین کے 10 فیصد محلول میں بار بار ڈبوتے رہنا بھی ایک عمدہ علاج ہے۔ اس کے علاوہ پنسلین یا سٹوپن وغیرہ کے ٹیکے بھی لگانے چاہئیں۔

روک تھام

جانوروں کو کیچڑ اور گندگی سے محفوظ خشک جگہ پر رکھیں۔ اگر کوئی بھی جانور چلنے میں لنگڑاپن محسوس کرے تو فوراً اس کے پاؤں اچھے طریقے سے چیک کریں کسی بھی زخم یا سوزش کی صورت میں علاج کروائیں۔ بھیڑ بکریوں کے باڑوں کے باہر جہاں سے جانوروں نے گزر کر چرائی کے لیے جانا ہے اور واپس ادھر سے دوبارہ باڑوں میں داخل ہونا ہے۔ اگر چھوٹا سا تالاب جو صرف 4 انچ گہرا ہو لمبائی گیٹ کے برابر اور چوڑائی 4 فٹ ہو بنا لیا جائے اور اس میں لال دوائی کا محلول ($KMNO_4$) بحساب 2 فیصد بھر دیا جائے اور جانور اس میں سے گزر کر آئیں جائیں تو اس بیماری پر مؤثر قابو پایا جاسکتا ہے۔

(3) کینٹجیئس ایکتھیما

بھیڑوں اور بکریوں کی اس عام متعدی مرض کا سبب ایک وائرس ہے جو ہونٹوں کے معمولی سے بھی زخمی ہو جانے پر موجب مرض بنتا ہے وائرس سوکھے ہوئے کھرنڈوں میں کافی دیر تک موجود رہتا ہے۔ اس مرض کو منہ کا پکنا یا ٹھڈی بھی کہتے ہیں۔

مرض کا آغاز چھالوں کی صورت میں ہوتا ہے جو کہ بعد میں سیاہی مائل کھرنڈوں میں تبدیل ہو کر آہستہ آہستہ جھڑ جاتے ہیں اور جانور صحت مند ہو جاتا ہے منہ پک جانے کی صورت میں چونکہ جانور کھا پی نہیں سکتا لہذا وہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ چھوٹی عمر کے جانوروں میں اموات بھی ہوسکتی ہیں۔ اس بیماری کے وائرس کا تعلق چیچک کے وائرس کے خاندان سے ہے۔ یہ بیماری جانوروں سے انسانوں میں بھی منتقل ہوسکتی ہے۔

علاج

بہترین علاج 3 فیصدی فینول آئنٹمنٹ کھرنڈوں پہ دن میں کئی بار لگانا چاہیے۔ اس کے علاوہ زخموں کو پوٹاشیم پرمینگانیٹ سلوشن سے دھو کر ان پر بورو گلیسرین یا ٹنکچر آئیوڈین لگانا بھی کارآمد ہے۔ منہ کے اندر سوموجیل لگائیں۔ جلدی آرام کے لیے فٹ راٹ بیماری میں تجویز کردہ ٹیکے لگوائیں۔

روک تھام

اس مرض کا حفاظتی ٹیکہ بروقت لگوائیں۔ بیمار جانور کو فوراً الگ کرلیں اور مکمل طور پر صحت مند ہونے کے بعد دوبارہ دوسرے جانوروں میں شامل کریں۔

(4) گوٹ / شیپ پاکس

چیچک ایک عام متعدی مرض ہے جو ایک جانور سے دوسرے کو باآسانی لگ جاتا ہے۔ اس کا سبب ایک وائرس ہے۔ جو متاثرہ جانور کی جلد پر موجود کھرنڈ اور رال میں موجود ہوتا ہے۔ بخار کی حالت میں یہ وائرس جانور کے خون میں موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ منہ اور سانس کی نالیوں

کی جھلیوں میں بھی اس کی موجودگی ہوسکتی ہے۔اگرچہ بڑے جانوروں میں شرح اموات بہت کم ہے لیکن گوشت کی پیداوار پر بڑے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔چھوٹے بچوں میں شرح اموات بڑھ جاتی ہیں۔

علامات

آغاز میں معمولی بخار کے علاوہ نبض اور سانس کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔آنکھوں کے پپوٹے سوج جاتے ہیں اور ناک سے پتلی رطوبت بہنا شروع ہوجاتی ہے جانور کی بھوک غائب ہوجانے کے ساتھ گوبر اور پیشاب کی مقدار بھی کم ہوجاتی ہے۔دو تین دن کے بعد جسم کے ایسے حصوں پر جہاں بال کم یا بالکل نہیں ہوتے۔ چھالے نکلنا شروع ہوجاتے ہیں۔جو کہ بعد میں کھرنڈ بن کر گر جاتے ہیں۔اگر منہ کے اندر چھالے نکل آئیں تو رال بہنا شروع ہوجاتی ہے۔چند دنوں کے بعد بخار اتر جانے پر صحت عود کر آتی ہے۔مگر چھالوں کے زخم آہستہ آہستہ مندمل ہوتے ہیں۔

علاج اور تدارک

جانوروں کو ویکسی نیشن کرانی چاہیے اور چھالوں پر زنک آئنٹمنٹ یا ٹنکچر آیوڈین وغیرہ لگانا مفید رہتا ہے۔جلد آرام اور مرض بڑھنے سے روکنے کے لیے پنسلین یا ایس پی40 یا پی ایس ایل اے کے ٹیکے لگوائیں۔

5- پی پی آر (کاٹا)

پی پی آر (کاٹا) کا مرض پاکستان میں پہلی دفعہ 1990 میں دیکھا گیا اور اس کے بعد یہ مرض پھیلتا ہی گیا اور اب یہ مرض پاکستان کے ہر اس علاقے میں پایا جاتا ہے جہاں بھیڑ بکریاں پائی جاتی ہیں۔اس مرض سے بھیڑ بکریاں پالنے والے حضرات کو ملکی معیشت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔پی پی آر (کاٹا) کی بیماری میں بھیڑ بکریوں میں شرح اموات 80 فیصد تک ہے۔یہ بیماری ہمارے جانوروں کی مصنوعات کی ترقی یافتہ مما لک میں برآمد میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے۔اس لیے ہماری رسائی مہنگی منڈیوں تک نہیں ہو پاتی۔حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اس بیماری کی وجہ سے ہمارے ملک پاکستان کو ہر سال بالواسطہ تقریباً 20 ارب روپے سے زیادہ کا نقصان ہو رہا ہے۔اس بیماری سے ہونے والے بالواسطہ نقصانات اس کے علاوہ ہیں۔

علامات

- ☆ بیماری کے آغاز میں جانور سُست اور دباؤ کا شکار نظر آتا ہے۔
- ☆ بیمار جانور کا درجہ حرارت اکثر 106 ڈگری فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔بخار کی وجہ سے زبان خشک ہوجاتی ہے۔
- ☆ جانور زیادہ پانی پیتے ہیں۔کھانا چھوڑ دیتا ہے اور بقیہ ریوڑ سے الگ ہوجاتا ہے۔
- ☆ آنکھیں سرخ دکھائی دیتی ہیں آنکھ اور ناک سے پانی نما مادے کا اخراج شروع ہوجاتا ہے جو کہ بتدریج لیس دار اور بعد میں پیپ نما مواد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
- ☆ بخار شروع ہونے کے ایک یا دو دن بعد منہ میں، مسوڑھوں، گالوں کی اندرونی سطح، تالو اور زبان پر چھوٹے چھوٹے زخم گل سڑ جاتے ہیں اور زبان یا مسوڑھوں پر ایک سفید رنگ مادے کی تہہ جم جاتی ہے۔منہ سے بدبو آتی ہے اور ہونٹ زخمی ہو کر سوج بھی ہوجاتی ہے۔

☆ بخار کے شروع ہونے سے تقریباً تین سے چار دن بعد جانور کو بدبودار اسہال یا پتلے دست آنے شروع ہوجاتے ہیں اور اکثر ان میں خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔

☆ چار سے پانچ دن بعد نمونیا کی علامات بھی ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔متاثرہ جانور تیزی سے سانس لیتا ہے بعض دفعہ سانس لینے میں دشواری محسوس کرتا ہے اور اس کو کھانسی بھی آتی ہے۔

☆ اکثر اوقات حاملہ جانور بچہ گرادیتے ہیں۔

☆ بیمار جانور میں اکثر چھ سے دس دن میں موت واقع ہوجاتی ہے۔زندہ بچ جانے والے جانوروں کے وزن میں نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے۔دودھ اور گوشت کی پیداوار شدید متاثر ہوتی ہے۔یہ بیماری بھیڑوں کی نسبت بکریوں میں شدید نوعیت کی ہوتی ہے اور میمنوں اور چھیلوں (Kids and Lambs) میں شرح اموات 90 فیصد تک ہوسکتی ہیں۔

روک تھام

اس مرض سے بھیڑ بکریوں کو محفوظ رکھنے کے لیے پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس بیماری کے جراثیم ہمارے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں نہ آنے پائیں اس کے علاوہ جانوروں کو اس مرض کے خلاف حفاظتی ٹیکے لگوائیں۔پی پی آر کی بیماری کے جراثیم سے بھیڑ بکریوں کے گلے کو بچانے کے لیے درج ذیل تدابیر اختیار کریں:

o نئے خریدے گئے جانور کو دن دنوں تک علیحدہ باندھ کر خوراک اور پانی دیں اگر اس دوران میں بیماری کی علامات ظاہر نہ ہو پھر ان کو اپنے دوسرے جانوروں کے ساتھ ملائیں۔

o اپنی بھیڑ بکریوں کو ہرگز ایسی جگہ چرنے کے لیے نہ بھیجیں جہاں مختلف جگہوں سے جانور چرنے کے لیے آتے ہوں اور وہاں پی پی آر سے متاثرہ جانور ہوں۔

o پی پی آر کا حفاظتی ٹیکہ اگر صحیح طریقہ سے لگایا جائے تو ایک حفاظتی ٹیکہ عمر بھر کے لیے اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے اور یوں آپ کی بھیڑ بکریاں اس بیماری سے محفوظ ہوجاتی ہیں۔

o پی پی آر (کاٹا) ویکسینیشن شیشی میں ایک ٹیکہ کی صورت میں ملتی ہے جس کے ساتھ استعمال کے لیے بوتل میں مخصوص محلول (Diluent) بھی ہوتا ہے۔

o حفاظتی ٹیکے لگوانے سے پہلے اس بات کی اچھی طرح تسلی کرلیں کہ ویکسین والی شیشی اور اس میں ملانے والا مخصوص محلول کسی تھرماس یا کولر میں مناسب مقدار میں برف یا آئس جیل پیک میں لائی گئی ہیں۔

o حفاظتی ٹیکے صبح یا شام کے وقت لگوائیں۔

o حفاظتی ٹیکے لگوانے سے پہلے تمام جانوروں کو ایک جگہ اکٹھا کرلیں۔

o اپنے جانوروں کو حفاظتی ٹیکے ہمیشہ نئی سرنج اور نئی سوئی سے لگوائیں کیونکہ یہ بیماری جراثیم سے آلودہ سوئی اور سرنج سے بھی پھیل سکتی ہے۔

o پی پی آر (کاٹا) کا حفاظتی ٹیکہ فی جانور ایک ملی لیٹر کے حساب سے زیر جلد لگایا جاتا ہے۔

- بھیڑ بکریوں کے بچوں کو حفاظتی ٹیکے تین ماہ کی عمر کے بعد لگوائیں۔
- ویکسین بنانے کے بعد دو گھنٹوں میں استعمال کی جا سکتی ہے اس کے بعد بچ جانے والی ویکسین ضائع کر دیں۔
- ویکسین لگانے کے عمل کے دوران بھی دوائی کی بوتل کو ٹھنڈا رکھیں۔

بیماری آ جانے کی صورت میں بھیڑ بکریاں پالنے والے حضرات کو درج ذیل تدابیر اختیار کرنی چاہیے۔

- بیمار جانوروں کو صحت مند جانوروں سے فوراً الگ کر دیں اور بیمار جانوروں کو چرائی کے لیے ہرگز نہ بھیجیں۔
- مردہ جانوروں کو ہمیشہ گڑھا کھود کر دفن کر دیں۔
- بیمار جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس جگہ پر جراثیم کش اسپرے کر دیں یا اچھی طرح ان بجھا چونا پھیلا دیں۔
- جونہی ریوڑ یا کسی بھی بھیڑ یا بکری میں پی پی آر (کاٹا) بیماری کی ایک یا ایک سے زیادہ علامات ظاہر ہوں تو فوری ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔
- اس بیماری میں دستوں اور جلاب کی وجہ سے پانی اور نمکیات کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نمکول پانی میں ملا کر بھیڑ بکریوں کو پینے کے لیے دیں۔
- وٹامن سی کی 500 ملی گرام والی پانچ گولیاں یا آدھا پاؤ لیموں اگر کاٹ کر کھلایا جائے تو اچھے نتائج ملتے ہیں۔
- ہونٹوں اور منہ کے زخم پر جنشن وائلیٹ سپرے، جنشن وائلیٹ گلیسرین میں ملا کر، سوموں جیل یا بورو گلسرین بھی لگایا جا سکتا ہے۔ نیم کے پتے پانی میں اُبال کر اس کے پانی سے زخموں کو دھولیں۔

(6) بلیوٹنگ

اس بیماری کا سبب ایک وائرس ہے جو منہ، ناک، اور نظام انہضام کی غشائے مخاطی کی سوزش پیدا کرتا ہے۔ یہ مرض ایک سے دوسرے کو نہیں لگتا بلکہ بعض مکھیوں (گنیٹس، سینڈ فلائی) کے کاٹنے سے ہوتا ہے۔ پاکستان میں یہ بیماری نہ ہونے کے برابر ہے۔

علامات

بیماری کی علامات کا محور تیز بخار (104 تا 107 ڈگری فارن ہائیٹ) ہوتا ہے۔ جو کہ چند دنوں تک رہتا ہے۔ ناک سے مواد بہنا، پژمردگی اور رال کا بکثرت پیدا ہونا بھی واضح علامات ہیں۔ ہونٹ موٹے اور پلپلے ہو جاتے ہیں اور یہ پلپلا پن تمام چہرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ منہ کی اندرونی سطح آغاز میں سرخ ہوتی ہے مگر بعد ازاں نیلگوں۔ کئی دنوں کے بعد ہونٹوں اور منہ کی غشائے مخاطی مردہ ہو کر جھڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ ناک کی غشائے مخاطی متورم ہونے کے باعث سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ بعض جانور اسہال میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض کے کُھر سوج جاتے ہیں۔ جانور بہت جلد کمزور ہو جاتا ہے اور یہ کمزوری کئی ہفتوں تک قائم رہتی ہے۔

تدارک

سب سے مؤثر، تدارک ویکسی نیشن ہے اس کے علاوہ ایسے موسم میں جب مکھیوں کی افزائش عام ہو۔ جانوروں کو مکھیوں سے محفوظ رکھا جائے اور باڑوں میں مکھی مار ادویات مثلاً Ecofleece وغیرہ کا سپرے کریں۔

(7) لیمب ڈائسینٹری (لیلوں کا اسہال)

لیمب ڈائسینٹری کا شکار عموماً ایک دن کی عمر سے لے کر 3 ہفتوں کی عمر تک کے لیلے ہوتے ہیں۔ مرض اکثر ان ریوڑوں میں پھیلتا ہے جہاں حفظان صحت کے اصول نہیں اپنائے جاتے۔ بیماری کا سبب کولی ٹائپ بے سی لس جراثیم ہے جب کہ بعض محققین کا سٹرڈیم پرفرنجنز ٹائپ کو موجب مرض ٹھہراتے ہیں۔ بہر حال سبب کوئی بھی ہو مرض ہمیشہ مہلک صورت اختیار کر جاتا ہے اور مریض بغیر اسہال آئے چند گھنٹوں کے دوران ہی مر جاتا ہے۔ البتہ موت سے تھوڑی دیر قبل اس کا پاخانہ پتلا اور سرخی مائل ہوسکتا ہے۔ ویسے بیماری عموماً کم شدید (سب ایکیوٹ) ہوتی ہے۔ جس کی بڑی علامت خونی اسہال ہیں۔ دیگر علامات کمزوری، پژمردگی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

علاج وروک تھام

جانوروں کو اس مرض سے بچانے کے لیے بنیادی اصول صفائی ہے اور اس ضمن میں فرش کا صاف اور خشک ہونا خصوصی اہمیت کا حامل ہے علاج کے طور پر آریومائی سین اور سلفا گروپ کی ادویات مؤثر ہیں۔ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے تھنوں کو صاف پانی سے لازمی دھوئیں۔

(8) حمل کا زہر

اس مرض سے متاثرہ حاملہ جانور درج ذیل علامات ظاہر کرتے ہیں۔

i) اپنے آپ کو دوسرے جانوروں سے الگ رکھنا۔

ii) جانور اندھا پن ظاہر کرتا ہے قوت سماعت میں کمی محسوس ہوتی ہے۔

iii) جانور دانت پیستا ہے اور نیم بیہوشی کی حالت میں رہتا ہے۔

iv) جانور کے سر کے پٹھے تھرتھراتے ہیں اور پہلو کے بل لیٹتا ہے۔

v) جانور کے منہ سے رالیں ٹپکتی ہیں۔

علاج

گلوکوز کا ٹیکہ بحساب 50 سے 100 سی سی فی جانور بذریعہ ورید دینے سے اچھے نتائج سامنے آئے ہیں۔

(9) وبائی اسقاط حمل

یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ جو جانوروں میں اسقاط حمل (Abortion) کا سبب بن کر فارمر کو بھاری معاشی نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ مرض مختلف قسم کے جراثیم جن میں وائرس بھی شامل ہوسکتا ہے کے سبب پھیلتی ہے۔ اس کے علاوہ جراثیم سے آلودہ خوراک، پانی اور برتن بھی پھیلاؤ کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسقاط حمل عام طور پر حمل کے آخری مراحل میں ہوتا ہے۔

علامات

i) تولیدی اعضاء اور آنول کی سوزش

ii) اسقاط حمل، شرح زرخیزی میں کمی اور بانجھ پن

iii) جسم کے مختلف حصوں پر گلٹیاں اور درد

iv) گھٹنوں کی سوزش، حیوانے کی سوزش اور لنگڑا پن

علاج اور تدارک

کوئی مؤثر علاج نہیں ہے۔ البتہ اس کا تدارک کسی حد تک ممکن ہے اوپر والی علامات ظاہر ہونے پر فوراً جانور کو الگ کر لیں۔ اس جانور کی خوراک، پانی اور برتن تندرست جانوروں کے لیے ہرگز استعمال نہ کریں۔ اسقاط حمل کی صورت میں سارا مواد (بچے، جیر وغیرہ) دور لے جا کر گہر اگڑھا کھود کر دبا دیں۔ باڑوں کی اچھی طرح صفائی کر کے چونے کا چھڑکاؤ کریں۔ وبائی صورت میں ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

(10) منہ کھر

یہ جانوروں کی ایک خطرناک متعدی بیماری ہے جو بڑی تیزی سے ایک مریض جانور سے دوسرے تندرست جانور کو بذریعہ چھوت پہنچتی ہے۔ اس میں جانور کے منہ اور کھروں کے درمیان چھالے نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً موسم خزاں اور بہار میں پھیلتی ہے۔

سبب

اس مرض کا سبب ایک وائرس ہے جو خوراک اور پانی کے ہمراہ جانور کے اندر جا کر مرض پیدا کرتا ہے۔ بیمار جانور کے گوبر' پیشاب' لعاب دہن اور دُودھ کے ہمراہ یہ وائرس خارج ہوتا ہے اور پھر پانی کی بالٹیوں' گھاس اور ملازموں کے کپڑوں اور جوتوں کے ہمراہ تندرست جانوروں تک پہنچتا ہے۔ وائرس کا حملہ غذا کی نالی کے راستے ہوتا ہے اور منہ اور پاؤں پر اثر کرتا ہے۔ تاہم ان میں سے کسی ایک یا دونوں پر اثر انداز ہونا حملے کی شدت پر منحصر ہے۔

علامات

اس مرض کا مخفی زمانہ 3 سے 6 دن ہوتا ہے۔ ابتدا میں جانور سست ہو جاتا ہے۔ کھانا کم کھاتا ہے۔ جگالی بھی نہیں کرتا۔ درجہ حرارت 104 سے 106 درجے فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ جانور کی زبان، تالو اور کھروں کے درمیان آبلے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کے باعث منہ سے جھاگ دار رال نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔ آبلے پھٹ کر السر بن جاتے ہیں جانور لنگڑا کر چلتا ہے اور پاؤں کو زبان سے چاٹتا ہے۔ شرح اموات بڑے جانوروں میں کم لیکن چھوٹے بچوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ جانور کی جسمانی حالت گر جاتی ہے۔ وزن میں شدید کمی واقع ہو جاتی ہے۔ کھر زیادہ متاثر ہوں تو جانور دیر تک لنگڑا تا رہتا ہے۔

علاج

یہ ایک وائرس سے پیدا ہونے والا مرض ہے اس لیے اس کا علاج نہیں البتہ جانوروں کو دیگر پیچیدگیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی مؤثر انٹی بائیوٹک دیا جائے۔ منہ کے چھالوں کے علاج کے لیے زخموں کو بورک ایسڈ' پھٹکڑی یا پوٹاشیم پرمینگنیٹ لوشن سے دھونا چاہیے اور پاؤں کے زخموں کو نیلے تھوتھے یا فینائل لوشن سے دھوئیں۔ جانوروں کو خشک جگہ پر رکھیں اور اگر ممکن ہو تو جانوروں کو گرم مٹی یا ریت پر چلائیں۔ اگر پاؤں پر زخم زیادہ شدید ہوں تو کھروں پر پٹی باندھیں تاکہ زخم مکھیوں سے محفوظ رہیں۔

روک تھام

اس مرض سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ جانوروں کو حفظ ماتقدم کے طور پر منہ کھر کی ویکسینیشن کروائیں ۔ بیمار جانوروں کو تندرست جانوروں سے الگ کر لیں۔ منہ کھر سیرم کو علاج اور حفظ ماتقدم کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس بیماری کے علاج کے موتھولین کا ٹیکہ بھی بہت موئثر ثابت ہوا ہے۔

☆ متاثرہ جانوروں کو صحت مند جانوروں سے علیٰحدہ رکھیں۔

☆ جانوروں کی آمدورفت پر کنٹرول رکھیں۔

☆ متاثرہ جانوروں کے باڑوں کو جراثیم کش ادویات سے متواتر صاف کرتے رہیں۔

☆ وبائی صورت میں گردوپیش کا بھرپور جائزہ لیں اور نئی تبدیلیوں کو نوٹ کرتے رہیں۔

☆ ایسی ویکسین کا انتخاب کریں جو مکمل طور پر محفوظ، اثر میں دیرپا اور مقامی حالات کے مطابق مقامی وائرس سے بنی ہو۔

(11) باؤلا پن (Rabies)

یہ مرض ایک ایسے جراثیم کی افزائش سے پیدا ہوتا ہے جو کہ ایک عام خوردبین سے بھی نظر نہیں آ سکتے ۔ یہ اعصاب پر حملہ آور ہو کر باؤلے پن کا باعث بنتے ہیں۔ جو جانور اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں ان میں کتے، چمگادڑیں اور گوشت خور جنگلی جانور شامل ہیں اس لیے اگر کتے بلیاں اور دوسرے جنگلی جانور کاٹ لیں تو پالتو جانور اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اس مرض میں مخفی زمانہ (Incubation Period) کا انحصار جانور کی عمر، زخم کی جگہ اس کی گہرائی اور شدت پر ہوتا ہے۔

علامات

یہ دیکھا گیا ہے کہ سارے جانوروں میں باؤلا پن کی علامات ایک سی ہوتی ہیں مگر پھر بھی کئی ایک جانوروں میں یہ علامات مختلف ہوتی ہیں۔ اس مرض کی دو اقسام ہیں۔

(i) بپھری ہوئی

اس حالت میں مریض خطرناک ہو جاتا ہے، کتے خیالی چیزوں پر لپکتے ہیں اور جو بھی سامنے آئے اسے کاٹ لیتے ہیں مگر علامات کے اظہار کے بعد دو تین دن میں مفلوج ہو جاتے ہیں۔

(ii) گنگ

اس صورت میں مریض بے حس ہو کر چپ چاپ پڑا رہتا ہے۔مرض کے آخر ایام میں فالج لاحق ہو جاتا ہے۔

بھیڑ، بکری میں

ان میں ہونٹ مڑے ہوئے، ٹکٹکی بندھی ہوئی، بے چینی اور انتشار کی علامتیں دیکھی گئی ہیں۔ کچھ جانوروں کے منہ سے لعاب دہن ٹپکتا ہے اور تین سے چار روز میں موت واقع ہو جاتی ہے۔

روک تھام

اس بیماری کی شرح کو روکنے کے لیے درج ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے۔

i) جو فارمر اپنے جانوروں کی رکھوالی کے لیے کتے رکھتے ہیں وہ ان کو ویکسین ضرور لگوائیں۔ پہلا ٹیکہ اس وقت لگوائیں جب کتے کی عمر 3 ماہ ہو، دوسرا 6 ماہ کی عمر میں اور پھر ایک سال کی عمر، اس کے بعد ہر سال ٹیکہ لگوائیں۔

ii) اگر کوئی کتا کسی جانور کو کاٹ لے تو زخم کو اچھی طرح صابن سے دھو کر اس پر ٹنکچر یا کاربالک ایسڈ لگا دیا جائے۔

iii) جانور کو اینٹی ریبک ویکسین کروائی جائے۔ بہت سی ویکسین مارکیٹ میں دستیاب ہیں مثلاً ریبیز کلڈ ویکسین یا ربی سن۔

iv) باؤلا پن کی علامات ظاہر ہونے کے بعد اس کا کوئی علاج نہیں ہے اس لیے ایسے جانور کو فوراً فارغ کر دیں تا کہ کسی انسان یا جانور کو نقصان پہنچانے کا باعث نہ بنے۔

(12) انتھراکس

انتھراکس ایک خطرناک متعدی اور مہلک بیماری ہے۔ اس مرض کا سبب ایک جرثومہ بے سی لس انتھریس (Bacillus Anthracis) ہے جو پینے کے پانی، چارے یا گھاس کے ذریعے جسم میں داخل ہو کر بیماری کا سبب بنتا ہے۔ یہ بیکٹیریا جسم میں سپور بناتا ہے جو کہ خون پر حملہ آور ہوتے ہیں اور خون کو بگاڑ دیتے ہیں اور اس میں آکسیجن کم ہو کر کاربن ڈائی اوکسائیڈ بڑھ جاتی ہے۔ خون تار کی شکل کا سیاہ اور گاڑھا ہو جاتا ہے اور جسم میں جگہ جگہ ہیمبرج ہو جاتا ہے۔

علامات

مرض کی ابتدا اچانک اموات سے ہوتی ہے۔ جانور کو شدید بخار ہو جاتا ہے۔ سانس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ جانور سست ہو جاتا ہے اور بعد میں بے حس و بے ہوش ہو جاتا ہے۔ لڑکھڑا کر چلتا ہے۔ انتڑیوں میں سوزش ہو جاتی ہے، گوبر پتلا کرتا ہے۔ مردہ جانوروں جسم کے تمام قدرتی سوراخوں مثلاً ناک، منہ، گوبر اور پیشاب کے راستے پتلا سیاہ رنگ کا خون بہتا ہے اس مرض میں تلی کا حجم اپنے اصلی حجم سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے اس لیے اسے تلی کا بخار بھی کہتے ہیں۔

علاج و روک تھام

اس مرض سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ تندرست جانوروں کو ہر سال فروری میں انتھراکس کی ویکسینیشن کروائی جائے تا کہ وہ اس مرض سے محفوظ رہیں۔ اس مرض سے ہلاک ہونے والے جانوروں کا پوسٹ مارٹم نہیں کرنا چاہیے تا کہ جراثیم کے سپور فضا میں نہ پھیل جائیں اور جانور کو جلا دیں یا زمین میں گہرا گڑھا کھود کر دبا دیں اور ایسے جانوروں کا بچا ہوا چارا، بچھالی اور دیگر سامان بھی جلا دینا چاہیے تا کہ دیگر تمام جانور اس مرض سے محفوظ رہیں۔

(13) سوزش حیوانہ (Mastitis)

حیوانے کی سوزش تھنوں کے سوج جانے کو کہتے ہیں۔ یہ مرض بہت سنگین اور اقتصادی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بیماری بڑی تیزی سے پھیل کر بہت سے دودھ بنانے والے خلیوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ حیوانے کی سوزش میں مبتلا جانور کی قیمت بھی کم ہو جاتی ہے اور بچوں کو دودھ ضرورت

کے مطابق نہیں ملتا جس کی وجہ سے یا تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔

اسباب

حیوانے کی سوزش کے دراصل دو اسباب ہیں متعدی اور غیر متعدی۔

غیر متعدی اسباب میں حیوانے یا تھنوں پر چوٹ یا زخم کا ہونا، جانوروں کی رہائش کا گندہ ہونا، رہائشی شیڈ کا فرش پختہ اور پھسلنے والے ہونا، بداحتیاطی سے دودھ نکالنا۔ تھنوں کو دانتوں سے زخمی کرنا جبکہ متعدی قسم کئی جراثیم کا باعث ہو سکتی ہے۔

علامات

جانور بہت تکلیف محسوس کرتا ہے۔ متاثرہ حصے کی رنگت پہلے سرخ اور پھر نیلی ہو جاتی ہے۔ درجہ حرارت بڑھ جانے کے باعث جانور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے، دودھ کی قدرتی حالت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جو پتلا اور زردی مائل ہو جاتا ہے، بعض اوقات دودھ کے ساتھ پھٹکیاں نکلتی ہیں، دودھ کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ حیوانہ اور تھن سخت ہو کر سکڑ جاتے ہیں اور متاثرہ تھن اوپر کی طرف کھینچ جاتا ہے۔ عام طور پر اس مرض میں بیک وقت حیوانے کے دونوں حصے متاثر نہیں ہوتے۔

علاج

اس مرض کے علاج کے لیے ٹیکمنٹن، ایمکوکسی، ٹائیلوسین کے ٹیکے بہت موثر ہیں۔ اس کے علاوہ متاثرہ تھن اور حیوانہ پر برف کی پٹیاں کریں۔

روک تھام

☆ باڑے کو صاف ستھرا اور خشک رکھیں، فرش پر پرالی یا ریت کا استعمال کریں۔
☆ اگر فرش پختہ ہو تو اس کی سطح زیادہ کھردری نہیں ہونی چاہیے۔
☆ دودھ دوہنے سے پہلے اپنے ہاتھ، تھن اور حیوانہ اچھی طرح پانی سے دھوئیں۔
☆ انگوٹھے کو اندر موڑ کر دودھ نہ دھوئیں اور حیوانہ بالکل خالی کر دیں۔
☆ ہر تھن کو باری باری آئیڈوفور یا برموسیپٹ میں ڈبوئیں یہ عمل دودھ دوہنے کے بعد کریں۔ زیادہ دودھ دینے والی بکریوں میں یہ ضروری ہے۔
☆ حیوانے پر زخم ہونے کی صورت میں فوراً علاج کروائیں۔
☆ دودھ مناسب وقفوں کے بعد ٹیسٹ کریں اس کے لیے عام سرف جو کپڑے دھونے کے لیے استعمال کرتے ہیں اس کا تین فیصد محلول بنائیں اور ایک بوتل میں ڈال کر رکھ لیں جب دودھ ٹیسٹ کرنا ہو تو جتنا دودھ لینا ہے اتنی ہی مقدار اس محلول کو ڈال کر ہلائیں اگر دودھ کا رنگ نہیں بدلا اور اس میں پھٹکڑیاں نہیں بنیں تو جانور سوزشِ حیوانہ میں مبتلا نہیں ہے وگرنہ رنگ بدلنے یا پھٹکڑیاں بننے کی صورت میں جانور اس مرض میں مبتلا ہے۔

(14) معدہ بند ہونا

معدہ بند ہونے میں جانور کے معدے کا پہلا حصہ (Rumen) شامل ہوتا ہے۔ جانور خوراک کے بڑے بڑے نوالے کھا کر اس کو

ریومن میں ذخیرہ کر لیتے ہیں اور بعد ازاں آرام سے جگالی کر کے اسی خوراک کو چباتے ہیں اور پھر خوراک معدے کے اگلے حصوں کی طرف بڑھ جاتی ہے اگر کسی وجہ سے خوراک ریومن میں جم جائے تو اس کو معدہ بند ہونا کہتے ہیں۔

اسباب

معدہ بند ہونے کے ممکنہ اسباب میں گلی سڑی خوراک' پھپھوندی لگی خوراک' خوراک میں بھوسہ کی زیادہ مقدار' خوراک کے اوقات میں بے قاعدگی' پینے کے پانی کی کمی یا معدے کی کمزوری شامل ہے۔

علامات

اس مرض میں جانور جگالی کرنا بند کر دیتا ہے۔ پیٹ میں درد محسوس کرتا ہے۔خوراک کھانا چھوڑ دیتا ہے اور سست ہو جاتا ہے۔شدید درد کی صورت میں دانت رگڑتا ہے، قبض ہو جاتی ہے۔ جانور سانس لینے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔ بائیں کوکھ ابھر آتی ہے جس کو اگر ہاتھ سے دبایا جائے تو چھوڑنے پر گڑھا آہستہ آہستہ بھر جاتا ہے جانور چلنے پھرنے سے اجتناب کرتا ہے اور اکیلا کھڑا رہتا ہے۔

علاج

اس مرض کے علاج کے ضمن میں اصول یہ ہے کہ جانور کا معدہ خالی کیا جائے اس مقصد کے لیے اس کو دست آور ادویات کا استعمال کرانا چاہیے۔اس کے لیے میگنیشم سلفیٹ 100 گرام' جنجر (سونٹھ پسی ہوئی) 30 گرام' سوڈیم کلورائیڈ 30 گرام ایک پاؤ نیم گرم پانی میں حل کر کے پلائیں۔دوائی پلاتے ہوئے احتیاط کریں تا کہ دوائی سانس کی نالی میں داخل نہ ہو سکے۔

تکلیف ختم ہونے پر جانور کو آئندہ چند روز کے لیے زود ہضم خوراک فراہم کریں اور اس کو کوئی سٹامک پاؤڈر 30 گرام پانی میں حل کر کے یا گڑ میں ملا کر روزانہ کم از کم تین دن تک کھلائیں تا کہ معدے کی کمزوری دور ہو جائے اور خوراک اچھی طرح ہضم ہونے لگے۔اس بیماری کے علاج کے لیے (Carminative) مکسچر بحساب 20 سی سی فی خوراک یا سرکہ بھی مؤثر ہے۔

روک تھام

جانوروں کو صاف ستھری خوراک دیں۔توڑی گندی نہ ہو اور ونڈہ مناسب مقدار میں دیں۔فربہ کئے جانے والے جانوروں کے لیے پانی وافر مقدار میں ہمہ وقت فراہم کریں۔

(15) اپھارہ

مویشیوں کے غیر متعدی امراض میں سے یہ سب سے اہم اور خطرناک بیماری ہے۔اس مرض میں جانور کے معدے میں گیسیں بھر جاتی ہیں جس سے اس کے معدے کا پہلا حصہ پھیل جاتا ہے اور اگر ان گیسوں کے اخراج کے لیے کوئی تدبیر نہ کی جائے تو اس سے جانور کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

وجوہات

اس مرض کا بڑا سبب سبز چارہ جات مثلاً برسیم، شفتل، سینجی وغیرہ ہیں ان کو اگر بغیر باریک کاٹے یا بھوسہ ملائے یا کھڑی فصل میں جانوروں کو چرنے دیا جائے تو یہ مرض ہو سکتا ہے۔ گلے سڑے چارے یا پھپھوند لگی خوراک سے بھی اپھارہ ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ زہریلے پودے مثلاً برو گھاس، موڈھی چری وغیرہ سے بھی اپھارہ ہو سکتا ہے۔اگر جانور کی خوراک میں نشاستہ دار اجزاء زیادہ مقدار میں موجود ہوں تو اس سے بھی معدہ

میں گیسیں زیادہ مقدار میں بنتی ہیں اور اگر ان کا اخراج نہ ہو سکے تو اپھارہ ہو جاتا ہے۔خوراک کے اوقات میں بے قاعدگی اور جانور کی خوراک میں یکدم تبدیلی سے بھی اپھارہ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اگر جانور کوئی ایسی چیز کھالے جو اس کی خوراک کی نالی میں پھنس جائے تو اس سے بھی یہ مرض ہو سکتا ہے۔

علامات

معدے میں گیسوں کے بھر جانے سے یکدم پیٹ پھول جاتا ہے اور بائیں کوکھ (Left Flank) باہر کو اُبھر آتی ہے جانور اس کی طرف دیکھ کر بار بار تکلیف کا اظہار کرتا ہے جانور ٹانگیں آگے بڑھا کر اور کشادہ کر کے کھڑا ہوتا ہے۔ پیٹ میں شدید درد محسوس کرتا ہے اور زبان باہر نکال لیتا ہے۔ درد کی شدت کے باعث پاؤں زمین پر مارتا ہے۔ پیٹ زیادہ پھول جائے تو جانور سانس لینے میں دشواری محسوس کرتا ہے اور منہ کھول کر سانس لیتا ہے۔تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کم مقدار میں گوبر اور پیشاب کرتا ہے۔ جانور بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بائیں کوکھ پر ہاتھ مارا جائے تو ڈھول کی سی آواز آتی ہے۔ اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو سانس بند ہونے کے بعد جانور زمین پر گر پڑتا ہے اور آکسیجن نہ ملنے کے باعث دم توڑ جاتا ہے۔

علاج و روک تھام

اس مرض کے علاج کے ضمن میں اصول یہ ہے کہ پیدا شدہ گیسوں کو جذب کر کے زائل کیا جائے اور آئندہ ان کے پیدا ہونے کو روکا جائے۔اس کے لیے تارپین کا تیل 20 ملی لیٹر، تیل السی یا سرسوں 1/2 پاؤ اور ہینگ 10 گرام اچھی طرح حل کر کے جانور کو پلائیں اور اگر جانور کو پھر بھی افاقہ نہ ہو اور اپھارہ بڑھتا جا رہا ہو تو ٹروکار اینڈ کینولا استعمال میں لائیں۔اس آلے کے دو حصے ہوتے ہیں۔ایک حصہ نوکدار سلاخ کی مانند ہوتا ہے جس کو ٹروکار کہتے ہیں۔ دوسرا حصہ اس سلاخ کا خول ہوتا ہے جس کو کینولا کہتے ہیں۔اس آلے کو بائیں کوکھ کے درمیان لگایا جاتا ہے۔ٹروکار کو باہر نکال لیا جاتا ہے اور کینولا اندر لگا رہنے دیا جاتا ہے۔جس سے معدہ میں موجود ہوا خارج ہو جاتی ہے۔ ہوا کے اخراج کے بعد ٹروکار کو دوبارہ کینولا میں لگا کر دونوں کو باہر نکال لیں اور زخم پر ٹنکچر آیوڈین لگا دیں۔زیادہ اپھارے کی صورت میں منہ کے ذریعے دوائی نہ دیں کیونکہ اس صورت میں ڈرینچنگ نمونیا کا مسئلہ بن سکتا ہے۔بہتر یہ ہے کہ ٹروکار کینولا لگا کر کینولا کے ذریعے 1 ٹیکہ میڈی اورل ایک پاؤ نیم گرم پانی میں ملا کر دیں۔

روک تھام کے ضمن میں یہ ضروری ہے کہ جانوروں کو سبز چارہ کتر کر ڈالا جائے اور سبز چارے کے ساتھ خشک بھی ملائیں۔ جانوروں کو رات کے وقت سبز چارہ کم مقدار میں دینے سے بھی اس مرض کے وقوع میں کمی ممکن ہے۔

(16) اسہال (Diarrhoea)

یہ مرض زیادہ تر چھوٹے بچوں میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان میں شرح اموات بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بڑے جانوروں میں شرح اموات بہت کم ہوتی ہے تاہم ان کی پیداوار پر منفی اثرات پڑتے ہیں اور جانور کمزور اور سست ہو جاتے ہیں۔

اسباب

اس مرض کے اسباب میں ناقص، گلی سڑی، پھپھوند زدہ خوراک کا استعمال، گندا خراب پانی، خوراک کی زیادتی، خوراک کی فوری تبدیلی اور

خوراک کی فراہمی کے نظام میں ردوبدل شامل ہیں۔ چھوٹے بچوں میں اسہال کے پھیلنے کے عوامل میں نوزائیدہ بچوں میں پیدائش کے پہلے گھنٹوں میں بوہلی کا نہ ملنا' خوراک میں وٹامن اے کی کمی اور ماحول کی ناقص صفائی اہم ہیں۔

علامات

خراب' گندی' گلی سڑی اور ناقص خوراک معدے اور انتڑیوں میں پہنچ کر ان کی اندرونی جھلی میں خراش پیدا کرتی ہے۔ جس کے باعث نظام انہضام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ گوبر پتلا اور بعض اوقات خون آلود ہوجاتا ہے۔ جانور وقفے وقفے کے بعد پتلا گوبر کرتا ہے۔ پانی کے وافر اخراج سے جسم میں پانی کی کمی ہوجاتی ہے۔ جلد بے رونق اور خشک ہوجاتی ہے' جانور کمزور اور نڈھال ہوجاتا ہے۔

بچوں میں اسہال کی صورت میں وہ سُست ہوجاتے ہیں اور حرکت کرنا پسند نہیں کرتے۔ ان کا پیٹ سخت اور جلد خشک ہوجاتی ہے، دست شروع ہوجاتے ہیں جو بدبودار اور چاک کے رنگ جیسے جھاگ دار ہوتے ہیں۔ جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ تنفس کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔ کمر کمانی دار ہوجاتی ہے۔ بچہ دانت پیستا ہے اور منہ سے رال گرتی ہے۔ بچے کی آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں اور عموماً 24 گھنٹے کے اندر اندر مر جاتا ہے۔

علاج و روک تھام

ڈائیروبان پاؤڈر اس بیماری کے علاج کے لیے مؤثر ہے۔ چھوٹے بچھڑوں کے علاج کے لیے سلفونائیڈز جو کہ انتڑیوں میں بہت کم جذب ہوں مثلاً سلفا گوناڈین بحساب 0.3 سے 0.15 گرام فی کلوگرام جسمانی وزن دیں یا ٹرائی موڈین کی ہر 12 گھنٹے بعد پیچھ میں ملا کر دیں۔ جرثوموں کی افزائش کو روکنے کے لیے کوئی بھی مؤثر اینٹی بائیوٹک استعمال کریں اور جانور کے جسم میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے 1000 سی سی نارمل سیلائین محلول کا ٹیکہ وریدی لگائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مرض کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ بھیڑ بکریوں کو صاف ستھرے ماحول میں رکھیں اور پیدائش کے ایک' دو گھنٹے کے اندر ان کو بوہلی پلائیں۔ بڑے جانوروں کو مقررہ وقت پر خوراک فراہم کریں اور خوراک میں کوئی فوری ردوبدل نہ کریں۔

(17) کھانسی (Bronchitis)

سانس لینے کی نالی اور اس کے ساتھ منسلک چھوٹی نالیوں میں سوزش کے باعث یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ اس مرض کی دو اقسام ہیں۔

i- شدید کھانسی (Acute Bronchitis)

ii- پرانی کھانسی (Chronic Bronchitis)

وجوہات

موسم سرما میں اگر بارش یا برفباری ہوجائے تو جانوروں کے بھیگ جانے کی صورت میں یہ مرض ہوسکتا ہے۔ شیڈ میں اگر مناسب ہوا کی نکاسی کا انتظام نہ ہو تو جانوروں کے جسم میں پیدا ہونے والی گیسوں کے اخراج سے سانس کی نالیوں میں سوزش ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ جانور کو دوائی پلاتے وقت بے احتیاطی برتنے سے (اگر دوائی سانس کی نالی میں چلی جائے تو) بھی یہ مرض ہوسکتا ہے۔ مختلف جراثیم اور ایسے طفیلی کرم بھی جو کہ سانس کی نالیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اس مرض کا سبب بنتے ہیں۔

علامات

کھانسی کی شدید قسم میں جانور کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ نبض تیز ہوجاتی ہے۔ سانس کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ ابتدا میں جانور لگاتار کھانستا ہے جو کہ خشک ہوتی ہے لیکن بعد میں تر ہوکر تیزی کم ہوجاتی ہے۔ نتھنوں سے شروع میں پتلا مواد خارج ہوتا ہے جو بعد میں گاڑھا ہوجاتا ہے۔ اگر اس مرض کا بروقت علاج نہ کیا جائے۔ تو یہ پرانی کھانسی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جانور کمزور اور لاغر ہوجاتا ہے جس کے باعث اسکی پیداواری صلاحیت ماند پڑ جاتی ہیں۔ جانور کا سانس جلد پھول جاتا ہے اور کھانسی کے دورے پڑتے رہتے ہیں۔

علاج

جانور کو ایسے باڑے میں رکھیں جہاں ہوا کی آمدورفت کا مناسب انتظام تو ہو مگر ہوا سیدھی جانور کے جسم سے نہ ٹکرائے۔ علاج کے لیے جانور کو کوئی بھی مؤثر اینٹی بائیوٹک کمپنی ہدایات کے مطابق دیں۔ اس کے علاوہ دن میں دو دفعہ سیلائین الکیجری (تقریباً 60 گرام) دیں۔ پینے کے پانی میں میگ سلف (20 گرام) اور قلمی شورہ (10 گرام) حل کر کے پینے کو دیں تاکہ نتھنوں سے زیادہ مواد نکلے اور کھانسی کی تیزی کم ہو۔

(18) نمونیا

نمونیا پھیپھڑوں کی سوزش کے مرض کو کہتے ہیں۔ اگر ایک پھیپھڑا متاثر ہو تو اسے سنگل نمونیا اور اگر دونوں پھیپھڑے متاثر ہوں تو اسے ڈبل نمونیا کہتے ہیں۔ ڈبل نمونیا بہت مہلک مرض ہے جو کہ اکثر موت کا سبب بنتا ہے۔

نمونیا کی اقسام

نمونیا کی درج ذیل قسمیں ہیں۔

i) **کٹارل نمونیا:** اس میں پھیپھڑے کے تھوڑے تھوڑے ٹکڑے متاثر ہوتے ہیں۔

ii) **لوبار نمونیا:** اس میں نمونیے کا اثر پھیپھڑے کے بڑے حصے یا سارے پھیپھڑے پر ہوتا ہے۔

iii) **پلورو نمونیا:** اس میں پھیپھڑے کی سوزش کے ساتھ ان پر واقع جھلی پر بھی سوزش ہوجاتی ہے۔

iv) **برونکو نمونیا:** اس میں پھیپھڑوں کی سوزش کے ساتھ سانس کے نالیوں میں بھی سوزش ہوجاتی ہے۔

v) **ڈرینچنگ نمونیا:** دوائی پلاتے وقت احتیاط نہ کی جائے تو دوائی جانور کی سانس کی نالی میں داخل ہوجاتی ہے جو کہ پھیپھڑوں میں جا کر خراش پیدا کرتی ہے۔

vi) **پرولینٹ نمونیا:** اس میں پھیپھڑوں کی سوزش کے ساتھ ساتھ ان میں پیپ بھی پڑ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ بلحاظ مدت نمونیا کی دو اقسام ہیں۔

- شدید نمونیا (Acute Pneumonia)
- پرانا نمونیا (Chronic Pneumonia)

اگر نمونیا کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو وقت گزرنے کیساتھ ساتھ یہ پرانے نمونیے میں بدل جاتا ہے۔ جس میں پھیپھڑوں کے اندر سخت ریشے پیدا ہوجاتے ہیں ہوا کے خانے تنگ ہوجاتے ہیں یا بالکل بند ہوجاتے ہے اور متاثرہ حصہ تنگ ہوجاتا ہے۔

وجوہات

جانور کا بارش میں بھیگ جانا' سخت سرد موسم میں ٹھنڈ لگ جانا' شیڈ میں ہوا کی نکاسی کا مناسب انتظام نہ ہونا' سانس کی نالی کی سوزش بڑھ جانے سے پھیپھڑوں میں سوزش ہونا۔ دوائی وغیرہ کا پھیپھڑوں میں چلے جانا دیگر امراض میں پیچیدگی کی صورت میں اس مرض کا ہونا پھیپھڑوں کے طفیلی کرموں کی موجودگی کے باعث یہ مرض ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ سانس کی نالیوں میں موجود بیکٹیریا جو کہ عموماً بے ضرر ہوتے ہیں مگر جونہی موافق حالات ہوں تو حملہ آور ہو کر نمونیا پیدا کر سکتے ہیں۔

علامات

شدید حملے کی صورت میں درجہ حرارت 105 سے 107 ڈگری فارن ہائیٹ ہوجاتا ہے۔نبض کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ جانور تیزی سے سانس لیتا ہے اور سانس لینے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ کھانسی کے دورے پڑتے ہیں۔نتھنوں سے گاڑھا مواد خارج ہوتا ہے۔ آنکھوں کی جھلیاں پہلے سرخ اور پھر نیلگوں ہوجاتی ہیں اوران سے پانی نکلتا ہے بھوک ختم ہوجاتی ہے جو کہ پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہے۔اگر پھیپھڑوں میں پیپ پڑ جائے تو سانس اور ناک سے بہنے والا مادہ سخت بدبودار ہوتا ہے اس طرح جانور عموماً مر جاتا ہے۔مرض پرانی ہونے کی حالت میں کھانسی تو کم آتی ہے لیکن جانور کا سانس پھولا رہتا ہے اورتھوڑا کام کرنے کے بعد تھک جاتا ہےاس کے علاوہ جانور کمزور ہوجاتا ہے۔

علاج و روک تھام

جانور کو ہوادار شیڈ میں رکھیں اور ٹھنڈی ہوا سے بچائیں ۔ پینے کے لیے صاف پانی اور زود ہضم خوراک دیں۔اس کے علاوہ متاثرہ جانور کو کوئی بھی مؤثر اینٹی بائیوٹک مثلاً اوکسی ٹیٹرا سائیکلین' ٹیرامائی سین' سٹرپٹو مائی سین' ٹرائی برسن وغیرہ کا ٹیکہ کمپنی کی مجوزہ ہدایات کے مطابق لگائیں۔سیلائین الیکٹری بحساب 60 گرام خوراک صبح وشام 5 دن تک گڑ یا شیرے میں ملا کر جانور کو دیں۔

اگر نمونیا طفیلی کرموں کے باعث ہو تو جانور کو کرم کش ادویات کمپنی کی ہدایات کے مطابق دیں۔

(19) سوتک یا دودھ کا بخار

یہ بیماری ''سوتک'' کے نام سے مشہور ہے۔عام طور پر جانوروں میں اس کا حملہ بچہ دینے کے بعد ہوتا ہے۔ملک فیور کے نام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس بیماری میں بخار ہوتا ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر جانوروں کے جسم کا درجہ حرارت نارمل سے کم ہوجاتا ہے۔ جانور کی پیداواری صلاحیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

علامات

جانور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، زیادہ دیر بیٹھنا پسند کرتا ہے، اگر زبردستی کھڑا کیا بھی جائے تو جلد بیٹھ یا گر جائے گا۔علامات کو درج ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

i- جانور کا کھڑا ہونا اور ڈگمگانا

جانور کھڑا نہیں ہوسکتا، ٹانگیں لڑکھڑاتی ہیں۔

ii- جانور کا بیٹھنا اور اونگھنا

جانور گردن پیچھے کی طرف کر کے بیٹھتا ہے اور سویا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اگر زبردستی گردن سیدھی کی جائے تو دوبارہ پیچھے کو موڑ لیتا ہے۔

iii- جانوروں کا ایک طرف لیٹ جانا اور کوئی ردعمل ظاہر نہ کرنا

یہ مرض زیادہ خطرناک ہے اگر بروقت صحیح علاج نہ کیا جائے تو اس میں جانور کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے کیونکہ خون میں کیلشیم کی مقدار بہت زیادہ گر جاتی ہے۔ اگر جانور کو ہلایا جائے تو کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتا۔ کبھی کبھار ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے خراٹے لے رہا ہو اور مرنے کے قریب ہو۔

روک تھام

1- جانور کو عرصہ خشک میں زیادہ کیلشیم اور فاسفورس خوراک میں نہ دی جائے۔

2- عرصہ خشک میں جانوروں کی خوراک میں کیلشیم، فاسفورس 1:2 کی تناسب سے دیں۔

3- بچہ دینے کے بعد جانور کی خوراک میں کیلشیم کی مقدار 100 گرام روزانہ کر دیں۔

4- بچہ دینے سے پہلے جانور کو ونڈہ وغیرہ ڈال کر زیادہ موٹا نہ کریں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ موٹی بکریاں بچہ دینے کے بعد کھانا پینا بالکل بند کر دیتی ہیں یا بالکل کم کر دیتی ہے جس سے ''ملک فیور'' کی شرح بڑھ جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بکریوں میں اس بیماری کی شرح وقوع پزیری گائیوں اور بھینسوں کے مقابلے میں بہت کم ہے لیکن زیادہ دودھ دینے والی بکریاں اس بیماری میں مبتلا ہوسکتی ہیں۔ ایسی بکریوں کا دودھ بچوں کو پلانے کے بعد تھنوں کو مکمل طور پر خالی نہ کریں بلکہ چند دھارے رہنے دیں۔

علاج

اس بیماری کے حملے کی صورت میں فوراً کیلشیم فاسفورس کا محلول (مل فون سی۔ کیکسی جیکٹ وغیرہ) بذریعہ ورید یا زیر جلد دیا جائے۔ بذریعہ نس دینے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ دوائی بالکل آہستہ دیں۔ اگر نس میں ٹیکہ لگاتے وقت جانور کا نپنا شروع کر دے تو فوراً دوائی بند کر دیں یا آہستہ کر دیں۔

نوٹ

کئی لوگ اب بھی بیماری کے علاج کے لیے پرانا طریقہ جو کہ تھنوں میں ہوا بھرنا ہے اختیار کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بیماری کے علاج میں یہ کارگر ہے۔ اس لیے کہ خون میں کیلشیم کا نکاس حیوانہ میں دباؤ کی وجہ سے رک جاتا ہے لیکن اس طرح علاج سے تھنوں یا حیوانہ میں سوزش کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ کبھی بھی یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔

(20) کیٹوسس (Kotosis)

زیادہ دودھ دینے والی بکریوں میں کیٹوسس کا حملہ دس دن بعد سے لے کر چھ ہفتے تک ہوسکتا ہے لیکن وقوع پذیری کی شرح تین ہفتے بعد زیادہ دیکھی گئی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے دودھ کی پیداوار اور خوراک میں عدم توازن ہے۔ خون میں شوگر کی مقدار نارمل سے کم ہو جاتی ہے۔

علامات

1- جانور سبز چارہ کھاتا ہے لیکن ونڈہ نہیں کھاتا۔ نظام انہضام صحیح طور پر کام نہیں کرتا اس لیے خشک مینگنے کرتا ہے۔

2- جانور سُست دکھائی دیتا ہے۔ دودھ کی پیداوار بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

3- جانور دبلا پتلا اور لاغر دکھائی دیتا ہے۔

4- کمزوری کی وجہ سے چلتے ہوئے ڈگمگاتا ہے۔

بیماری کی وجہ سے جانور کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ اگر پوسٹ مارٹم کیا جائے تو جگر چربی سے بھرا ہوا دکھائی دے گا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پرائمری کیٹوس کے مریض 33 فیصد جانور سیکنڈری کیٹوسس کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب پرائمری کیٹوسس، سیکنڈری کیٹوسس میں بدل جاتی ہے تو بیماری کی صورت مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ دونوں اقسام میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی میں جانور کے جسم کا درجہ حرارت نارمل جبکہ دوسری صورت میں بخار ہو جاتا ہے جو پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ کیٹون زیادہ مقدار میں پیشاب اور دودھ کے اندر ہوتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو تشخیص کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن دودھ کے ساتھ ٹیسٹ کرنے سے زیادہ صحیح اور قابل اعتبار نتائج سامنے آتے ہیں۔ تھوڑا سا دودھ اور کیٹوسس پاؤڈر لے کر ملائیں۔ اگر رنگ گلابی ہو جائے تو جانور کو کیٹوسس کا مسئلہ ہے اور اگر دودھ کا رنگ نہ بدلے تو جانور بیماری سے محفوظ ہے۔

روک تھام

اگر جانور 2 کلوگرام روزانہ دودھ دے رہا ہے تو اسے 250 کلوگرام شوگر کی ضرورت ہے جو وہ خون سے لے گا۔ اگر خون میں شوگر کی کمی ہے تو اس کی ضرورت پوری نہیں ہوگی اور بیماری کا حملہ ہو جائے گا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ درج ذیل اقدامات اختیار کئے جائیں تاکہ جانور تندرست رہے۔

1- عرصہ خشک میں جانور کو زیادہ موٹا نہ کریں۔ اگر جانور کی صحت خشک (Drying Off) کرتے وقت اچھی ہے تو اسے ونڈا وغیرہ کی ضرورت نہیں بشرطیکہ غذائیت سے بھرپور چارہ یا چرائی وافر مقدار میں ہو البتہ جانور کے معدے کو ونڈے کا عادی کرنے کے لیے بچہ دینے سے چند دن پہلے تھوڑا سا ونڈا دینا شروع کر دیں۔

2- بچے کی پیدائش کے بعد جانور کی خوراک میں متوازن ونڈے کی مقدار بڑھا دیں۔ ایک ہی وقت میں سارا ونڈا کھلانے کی بجائے صبح و شام مساوی مقدار میں کھلانا زیادہ بہتر ہے۔

3- وافر مقدار میں غذائیت سے بھرپور چارہ مہیا کریں۔

4- جانور کی خوراک میں اچانک کوئی تبدیلی نہ کریں۔ بدبودار اور زیادہ پانی والا چارہ دینے سے پرہیز کریں۔

5- جانور کو ہر قسم کے دباؤ سے بچائیں۔

6- بچہ دینے کے بعد 2 ہفتے تک جانور کو روزانہ 80 سے 100 گرام شیرہ یا گڑ کھلائیں۔

7- بچہ دینے سے دو ہفتے پہلے سے لے کر بچہ دینے کے تین ہفتے بعد تک روزانہ دو گرام نیاسین (Niacin) کھلانے سے بہت اچھے نتائج

سامنے آتے ہیں۔

علاج

علاج کا دارومدار بیماری کی شدت پر ہے۔ درج ذیل طریقے مؤثر ہیں۔

1- نس میں گلوکوز کی ڈرپ لگانا (40 فیصد ڈیکسٹروز سلوشن)

2- کارٹی سون کا استعمال جانور کی باڈی پروٹین سے بلڈ شوگر بنانے کے لیے متحرک کرتا ہے لیکن اس کا زیادہ دیر تک استعمال نقصان دہ ہے۔

3- سوڈیم پرپیونیٹ (Sodium Propionate)

پروپلین گلائیکول (Propylene Glycol)

کلورل ہائیڈریٹ (Chloral Hydrate)

یا کوبالٹ (Cobalt) سے بھی کیٹوسس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

(21) پیچھا مارنا (Prolapse)

یہ مسئلہ زیادہ تر جانوروں میں بچے کی پیدائش سے پہلے یا بچہ دینے کے بعد جیر پھینکنے سے پہلے ہوجاتا ہے البتہ اس کے بعد بھی یہ مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ موروثی بھی ہوسکتا ہے۔ بعض حالتوں میں ہارمونز مثلاً Estrogen کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی ہوجاتا ہے جب ہم جانور کو ایسا چارہ کھلاتے ہیں جس میں زیادہ Estrogen موجود ہو۔

پیدائش کے نزدیک جب جانور کے پیٹ میں بچے کی وجہ سے کافی زیادہ دباؤ ہوتا ہے جس کی وجہ سے پٹھے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور پرولیپس ہوجاتا ہے۔ متاثرہ جانور کی بڑی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔

اس کیس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

i- جانور کو گندی جگہ پر نہ بیٹھنے دیں یعنی جگہ صاف اور خشک ہو۔

ii- متاثرہ جانور کے نزدیک کوئی کتا، بلی، پرندہ وغیرہ نہ آئے۔

iii- عضو کو اچھی طرح گرم پانی سے جس میں کوئی Antiseptic جیسے پوٹاشیم پرمیگنیٹ یا پھٹکڑی ملی ہو اس سے اچھی طرح صاف کریں۔

iv- عضو پر برنال وغیرہ کا لیپ کرکے ہاتھوں سے پریشر کے ذریعے اندر کریں۔

v- اگر عضو پر بہت زیادہ سوزش ہو تو Adrenaline کا انجیکشن جگہ جگہ پر لگائیں اس سے سوزش کم ہوجائے گی عضو کا سائز چھوٹا رہ جائے گا اور آسانی سے اندر چلا جائے گا۔

vi- اگر جانور بہت زیادہ زور لگا رہا ہو تو ریڑھ کی ہڈی میں Lignocain کا ٹیکہ بھی لگا دیتے ہیں جس سے جانور زور لگانا بند کر دیتا ہے۔

vii- مکھیوں وغیرہ سے بچاؤ کرنا چاہیے۔

viii- جانور کو کوئی ایسی دوائی جس سے اس کو اگر قبض ہے تو دور ہوجائے مثلاً Liquid Paraffin یا گلقند دیں اور خشک چارہ کچھ روز کے لیے بند کر دیں۔

ix- باہر نکلے ہوئے عضو کو اچھی طرح دھونے کے بعد رحم کی سطح کے قریب لا کر آہستہ آہستہ اندر ڈالیں یہاں تک کہ مکمل اندر چلا جائے پھر کلورل ہائیڈریٹ دے دیں۔

x- جانور کو کیلشیم وغیرہ بھی دی جا سکتی ہے۔

xi- اگر جانور بچہ دینے سے چند ماہ پہلے پیچھا مارے تو پروجیسٹرون کا ٹیکہ لگانا مؤثر ہے۔

xii- اگر جانور بچہ دینے کے بعد جیر پھینکنے سے پہلے پیچھے کی طرف زور لگا رہا ہو تو فوراً جیر نکالنے کا کوئی انتظام کریں اس کے بعد جانور ٹھیک ہو جائے گا۔

xii- جانور کے نیچے کی جگہ اس طرح کی ہو کہ جانور کی پچھلی ٹانگیں اونچی رہیں اور اگلی ٹانگیں نیچی رہیں۔

(22) جیر پھینکنے میں رکاوٹ (Retention of Placenta)

جانور جب بچہ دیتا ہے تو تقریباً 4 گھنٹے کے اندر اپنی جیر پھینک دیتا ہے۔ اگر جانور تقریباً 12 گھنٹے بچے کی پیدائش کے بعد تک بھی جیر نہ پھینکے تو یہ تشویش ناک ہے اور اس سے جانور کی صحت اور پیداوار پر بہت برا اثر پڑتا ہے اس لیے اگر زیادہ دیر ہو تو فوراً اس کا تدارک کرنا چاہیے کیونکہ اگر جیر زیادہ دیر تک جسم کے اندر رہے گی تو یہ گل سڑ جائے گی۔ جانور کو بخار ہو جائے گا۔

وجوہات

i- جیر نہ گرنے کی ایک بڑی وجہ بچے کی پیدائش میں رکاوٹ کا ہونا۔

ii- اگر جانور بچے کو جنم دے اور وہ کافی صحت مند ہو تو بھی یہ مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

iii- اگر جانور بہت کمزور ہو اور جیر پھینکنے کے لیے زور نہ لگاتا ہو۔

iv- جانور کے جسم میں وٹامن کی کمی بھی اس کا باعث بن سکتی ہے۔

v- جانور کی عمر بھی اثر انداز ہوتی ہے اگر جانور زیادہ عمر کا ہے۔

vi- ہارمونز میں اتار چڑھاؤ مثلاً ایسٹروجن میں کمی۔

vii- جسم میں کیلشیم اور فاسفورس کا تناسب ٹھیک نہ ہونا۔

اگر جیر زیادہ دیر تک زمین پر لٹکی ہے تو زمین میں موجود جراثیم اندر داخل ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بچہ دانی تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں سوزش پیدا کر دیتے ہیں اس لیے جتنی جلدی ہو سکے جیر کو باہر آ جانا چاہیے تاکہ اندر کوئی انفیکشن نہ پھیلے۔ جیر نکالنے کے لیے کسی ماہر سے رابطہ کریں تو بہتر ہے۔

احتیاطی تدابیر

اگر بچہ کی پیدائش کے بعد بوہلی بچے کو پلا کر باقی نکال لی جائے تو جانور بڑے آرام سے بیٹھ کر جیر سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ جب تک جانور جیر سے فارغ نہ ہو بوہلی نہیں نکالنی چاہیے جو بالکل غلط ہے حالانکہ بروقت بچے کو بوہلی پلانے اور نکالنے سے آکسی ٹوسن ہارمون خارج ہوتا ہے جو کھچاؤ پیدا کر کے جیر پھینکنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ بوہلی نکالنے کے بعد جانور کو نیم گرم پانی پلائیں اور

بیٹھنے کے لیے جگہ صاف، خشک اور نرم کرلیں تاکہ جانور آرام سے بیٹھ سکے۔

(23) رحم کی سوزش(Metritis)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس مرض میں رحم میں سوزش ہوجاتی ہے جس کا سبب متعدی اور غیر متعدی دونوں ہو سکتے ہیں۔ غیر متعدی اسباب میں بچے کی پیدائش کے وقت رحم کا زخمی ہونا، اسقاط حمل، رحم میں بچے کی موت یا جیر کا رُک جانا جبکہ متعدی اسباب میں مختلف اقسام کے جراثیم شامل ہیں تاہم ان دونوں اسباب کے باعث رحم میں سوزش کا مرض ہوتا ہے۔

علامات

اس مرض میں مبتلا بھیڑ بکری سُست ہوجاتی ہے، بھوک کم لگتی ہے، درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور جگالی کرنا بند کردیتی ہے اس کے علاوہ دودھ کی مقدار کم ہوجاتی ہے اور پیشاب کرتے وقت زور لگاتی ہے۔ رحم سے بھورا یا سرخی مائل رنگت کا مواد خارج ہوتا ہے۔ رحم میں سوزش کے باعث جانور بار بار اپنی دم کو ہلاتا ہے۔ اگر اس کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو خطرناک شکل اختیار کرلیتا ہے۔ رحم سے خارج ہونے والا مواد سفید رنگ کا اور بدبودار ہوجاتا ہے اور جانور بانجھ بھی ہوسکتا ہے۔

علاج

علاج کے لیے ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

روک تھام

i- بچہ جننے کے وقت مادہ کو صاف ستھری جگہ پر رکھا جائے۔

ii- اگر جانور بروقت جیر سے فارغ نہ ہو تو کسی ماہر سے رابطہ کریں۔

iii- بھیڑ بکری کو شیر دار ہونے کے بعد 45 دن کے اندر نہیں ملانا چاہیے۔

iv- اگر جانور بیماری کی علامات ظاہر کرے تو فوراً علیحدہ کرکے علاج کروایا جائے۔

(24) طفیلی کرموں سے پیدا ہونے والے امراض (Parasitic Diseases)

طفیلی کرموں کی دو قسمیں ہیں۔ اندرونی اور بیرونی کرم جو جانوروں کو امراض میں مبتلا کرکے بھاری معاشی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

اندرونی کرم

چھوٹے جانوروں میں اندرونی کرموں کی وجہ سے شرح اموات بڑے جانوروں کے مقابلے میں زیادہ ہیں جو فارمر کے لیے بہت نقصان کا باعث ہے۔ اگر مسئلے کو حل کرلیا جائے تو نہ صرف پیداوار اور منافع میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا بلکہ بہت سی دیگر امراض کی شرح بھی کم ہوجائے گی۔

اندرونی کرموں میں گول کرم، معدے کے کرم، جگری کرم اور خون میں موجود کرم اقتصادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر فارم حضرات درج ذیل سفارشات پر عمل کریں تو اندرونی کرموں کے نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔

☆ گول کرموں کی تلفی کے لیے کرم کش ادویات کی پہلی خوراک ہر جانور کو ایک ماہ کی عمر میں پلائیں اور اس کے بعد ہر تین ماہ بعد پلائیں۔

☆ بھیڑ، بکری میں اگر ہر چار ماہ کے بعد کرم کش دوا پلائی جائے تو حیرت انگیز نتائج سامنے آئیں گے۔

☆ معدے کے کرموں کی تلفی کے لیے کرم کش دوائی کی پہلی خوراک 30 سے 40 دن کی عمر میں پلائیں اور پھر ایک ماہ کے وقفے سے (سخت گرم مہینوں جون، جولائی، اگست کو چھوڑ کر) ایک سال تک جاری رکھیں۔

☆ جگری کرم جانوروں میں خاص موسم میں حملہ آور ہوتے ہیں لہٰذا ان کے کرم کش ادویات کا استعمال صرف ایسے اوقات میں کرنے کی سفارش کی جاتی ہے جب بیماری حملہ آور ہو۔ بعض علاقے اکثر ان کری امراض میں گھرے رہتے ہیں لہٰذا وہاں دسمبر مارچ تک ہر ماہ دوا پلانا ضروری ہے۔

☆ مارکیٹ میں مختلف ناموں سے کرم کش ادویات دستیاب ہیں۔ ان کا انتخاب کرموں کی قسم اور استعمال کمپنی کی ہدایات کے مطابق کریں۔

☆ نلزان، نلزان پلس، اوکسافیکس، سسٹامیکس، نل ورم، اوکسانڈ، پنچ وغیرہ کرم کش ادویات مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

بیرونی کرم

یہ کرم جانور کے جسم کے اوپر پائے جاتے ہیں اور جانور کا خون چوس کر اسے کمزور اور لاغر کر دیتے ہیں۔ جانور اپنا جسم کسی چیز کے ساتھ رگڑتا ہے جس سے بال گر جاتے ہیں اور کھال پر زخم ہو جاتے ہیں۔ جانور بے چینی محسوس کرتا ہے اور اکثر چھوٹے جانوروں میں موت واقع ہو جاتی ہے۔

بیرونی کرموں میں چیچڑیاں، جوئیں اور مکھیاں وغیرہ قابل ذکر ہیں اس کے خاتمے کے لیے نیگاوان، نیوا گان، نیوسڈال، آسن ٹال سائپر میتھرین کا سپرے باڑوں کے اندر اور باہر کرنے سے بھی بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک دوائی لے کر اس کا محلول بحساب ایک گرام فی لیٹر پانی بنائیں۔ اپنے ہاتھ پر لفافہ چڑھا کر صاف کپڑا محلول میں ڈبو ڈبو کر جانور کے پورے جسم پر ملیں البتہ آنکھیں، منہ، ناک وغیرہ کو بچائیں۔ اس کے دو گھنٹے بعد جانور کو عام پانی سے نہلا دیں اگر بھیڑ بکریاں زیادہ تعداد میں ہیں تو Dipping کروائیں اس کی تفصیل پہلے دی جا چکی ہے۔

اندرونی اور بیرونی کرموں کی روک تھام کے لیے اب مارکیٹ میں ٹیکے بھی دستیاب ہیں ان میں آیوومیک، یوویکٹین، ورمیک ڈورامیکٹن وغیرہ بہت ہی سودمند ثابت ہوئے ہیں۔ ایک سی سی فی 50 کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے یہ ٹیکے زیر جلد لگائے جاتے ہیں۔ یہ ٹیکہ حاملہ جانور کو آخری ایام میں لگانے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ حاملہ جانوروں اور دودھ دینے والے جانوروں پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس سے بچہ ضائع ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور دودھ میں خاصی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

بیرونی کرموں سے پیدا ہونے والے مسائل

(1) چیچڑیاں اور جوئیں

چیچڑیاں اور جوؤں کی بہت سی اقسام ہیں جو کہ جانور پر حملہ آور ہو کر اس کا خون چوستی ہیں جس کے باعث جانور لاغر اور نحیف ہو جاتا ہے۔ چیچڑیاں جانوروں کا خون چوسنے کے علاوہ متعدد اقسام کے جراثیم بھی جانوروں میں منتقل کر دیتی ہیں۔ ان دنوں چیچڑیوں کی وجہ سے کانگو وائرس بھی ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے جو انسان کے لیے جان لیوا ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان کی روک تھام اشد ضروری ہے۔ چیچڑیاں دن بھر شیڈ میں موجود شگافوں میں چھپی رہتی ہیں اور رات کے وقت جانوروں کا خون چوسنے کے لیے باہر نکل آتی ہیں۔ چیچڑیاں خاصی سخت جان ہوتی ہیں۔ ان

سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ شیڈ میں موجود تمام دراڑیں اور شگاف بند کر دیں اور جراثیم کش محلول کا سپرے کریں۔

جوؤں کی زندگی کا تمام دور جانور کے جسم پر ہی پورا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی اس میں دیگر بیماریوں کے حملے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

(2) مائٹس (Mites)

مائٹس جانور پر خارش پیدا کرتی ہیں۔ یہ طفیلی کرم بہت ہی باریک اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کی کئی اقسام ہیں۔ یہ جانور کی جلد میں سوراخ کر کے اپنا زہر جانور کے جسم میں داخل کرتے ہیں جس سے جسم میں جلن پیدا ہوتی ہے اور جانور اپنا جسم دیواروں، درختوں یا کھرلیوں سے رگڑتا ہے اور متاثرہ حصوں کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ متاثرہ حصے سے جلد سرخ ہو جاتی ہے اور بال گر جاتے ہیں اور بالوں کی جڑ میں باریک دانے نکل آتے ہیں۔ جلد پر جھریاں اور شکنیں پڑ جاتی ہیں، جانور کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ مائٹس سے بچاؤ کے لیے جانوروں کے جسم پر موثر جراثیم کش ادویات سپرے کریں۔ سال میں دو دفعہ ان ادویات کے استعمال سے مائٹس کے حملے میں خاطر خواہ کمی ہو جاتی ہے۔

(3) ٹک فیور

جانوروں میں یہ ایک خطرناک مرض ہے جو عام طور پر رت موترا کے نام سے مشہور ہے۔ فارم حضرات کے نزدیک اگر کسی جانور کو یہ مرض لاحق ہو جائے تو اس کا سبب گرمی ہے اور اسے ٹھنڈی چیزیں دینی چاہئیں حالانکہ یہ غلط ہے اس لیے جانوروں میں شرح اموات بڑھ جاتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ بیرونی کرم، چیچڑیاں ہیں۔

علامات

- ☆ جانوروں کو بہت تیز بخار (105 سے 107 ڈگری فارن ہائیٹ) ہو جاتا ہے۔
- ☆ کھانا، پینا اور جگالی بند کر دیتا ہے۔
- ☆ خون کی کمی کی وجہ سے انیمیا ہو جاتا ہے کیونکہ طفیلیئے (Parasites) سرخ خلیوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔
- ☆ جانور کے پیشاب کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اس لیے اسے ریڈ واٹر بھی کہتے ہیں۔
- ☆ کئی دفعہ پیشاب کا رنگ گہرا براؤن ہوتا ہے۔
- ☆ جانور اپنے دانت پیتا ہے۔
- ☆ سانس لینے میں دقت محسوس کرتا ہے۔
- ☆ نبض کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔
- ☆ جانور کو شدید قبض ہو جاتی ہے۔
- ☆ کبھی کبھار کم عمر جانوروں میں نروس سائن بھی ظاہر ہوتے ہیں، جانور چلتے ہوئے ڈگمگاتا ہے۔

روک تھام

جانوروں کو بیرونی کرموں خاص طور پر چیچڑیوں سے بچا کر رکھیں۔ اس مقصد کے لیے نیوسیڈال (Neocidel)، نیواگان

(Nawagon)، نیگاوان (Nagavon)، اسینٹال (Ausantol)، ٹیگا فان (Tagafon) یا سیگو وان (Saguvan) میں سے کوئی ایک دوائی استعمال کی جاسکتی ہے۔ دوائی کا محلول ایک گرام فی لیٹر پانی کے حساب سے تیار کرلیں اور جانور کو نہلا دیں۔ جانور باندھنے کی جگہ اور اردگرد سپرے کریں۔ اگر باڑے کی دیواروں میں سوراخ وغیرہ ہیں تو انہیں مٹی یا سیمنٹ وغیرہ سے بند کرنا بہت ضروری ہے۔ جانور کو دوائی والے پانی سے نہلاتے وقت احتیاط کریں کہ یہ پانی ان کے ناک، کان، آنکھ یا منہ میں نہ پڑے ورنہ زہریلے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اگر نہلانے کے بعد جانور کانپنا شروع کردے تو منہ سے جھاگ یا جسم پر الرجی ہوجائے تو فوراً ایٹروپین سلفیٹ (Atropin Sulphate) کا ٹیکہ بحساب ایک ملی لٹر فی 20 کلوگرام جسمانی وزن کے استعمال کریں۔ بیرونی کرموں کے خاتمے کے لیے اب ٹیکے بھی دستیاب ہیں مثلاً ایوومک، یوویکٹن وغیرہ۔ ان میں کوئی ایک ٹیکہ بحساب ایک ملی لٹر فی 50 کلوگرام جسمانی وزن کے مطابق زیرجلد لگایا جاتا ہے۔

اگر کسی علاقے میں وقوع پذیری کی شرح زیادہ ہو تو اس بیماری سے بچاؤ کے لیے ایمی زول (Emizole) کا ٹیکہ لگایا جاسکتا ہے۔

اندرونی کرموں سے پیدا ہونے والی امراض

1- جگر کے طفیلی کرم (Liver Fluke)

جگر کے طفیلی کرم چپٹے اور درخت کے لمبے چوڑے پتوں کی مانند ہوتے ہیں اور جانوروں میں ایک مہلک بیماری فیشیولی ایسس (Fasciolasis) یا پلپچی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ طفیلی کرم جھیلوں اور دریاؤں کے کنارے سیم زدہ علاقوں میں پائے جاتے ہیں جہاں پانی میں گھونگوں کی ایک خاص قسم موجود ہوتی ہے جو کہ کرم جگر کی افزائش کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ ایسے علاقوں میں چرائی کے دوران یہ طفیلی کرم گھاس کے ساتھ جانوروں کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں اور بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ یہ طفیلی کرم بیمار جانوروں کے جگر اور پتہ کی نالیوں میں پائے جاتے ہیں۔

علامات

ابتدا میں جانور کو بھوک زیادہ لگتی ہے لیکن بعد میں بدہضمی اور قبض ہوجاتی ہے۔ جانور میں خون کی کمی ہوجاتی ہے۔ جانور کمزور ہوجاتا ہے۔ جلد تھک جاتا ہے، رفتار سست ہوجاتی ہے۔ شدید حملے کی صورت میں جبڑے کے نیچے اور پیٹ پر سوجن نمودار ہوتی ہے اور جانور کی ہڈیاں نکل آتی ہیں۔ جانور کے دودھ کی پیداوار بہت کم ہوجاتی ہے۔

علاج و روک تھام

اس مرض کے علاج کے لیے کاربن ٹیٹرا کلورائڈ، ڈسٹوڈن (Distodin) فاسکول سپر (Fascol Super) فیسکل (Faskil)، مینل (Minal) یا ہیکسا کلوراتھین (Hexachcorathene) کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چراگاہوں میں نیلے تھوتھے کے محلول کا سپرے کریں اور مرض کی روک تھام کے لیے چراگاہ مختلف حصوں میں بانٹ لیں تاکہ کسی لمبے عرصے کے لیے جانور ایک ہی علاقے میں چرتے نہ رہیں۔ مزید برآں چرائی کے وقت چھوٹے جانوروں کو بڑے جانوروں سے علیحدہ رکھیں۔

2- مہرو مکھی (Warble Fly)

یہ ایک خاص قسم کی پیلے رنگ کی مکھی ہوتی ہے جو کہ جانوروں پر حملہ آور ہوکر ان کو کھالوں میں سوراخ کرکے ان کو ناکارہ بنا دیتی ہیں۔ اس

مکھی کی لمبائی تقریباً 13 ملی میٹر ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ مکھی موسم گرما کے آغاز سے آخر تک دیکھی جاتی ہے۔ انڈے دینے کا عمل جانور کے لیے خاص تکلیف دہ ہوتا ہے۔ جانور پر حملہ ہوتے وقت مکھیاں خاصا گونج دار آواز پیدا کرتی ہے جس سے جانور خوفزدہ ہوجاتا ہے۔ انڈے دینے کا عمل جانوروں کے متاثرہ حصوں پر شدید خارش پیدا کرتا ہے اور جانور اس حصے کو زبان سے چاٹتا ہے۔ زبان کی حدت انڈے کو لاروا بننے میں مدد دیتی ہے اور پانچ روز میں لاروے نکل کر بالوں کے سوراخوں (Hair Follicles) کے ذریعے جانور کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں اور جانور کی پشت کی طرف سفر شروع کردیتے ہیں اس مرحلہ کو 4 سے 8 ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ماہ نومبر کے وسط میں یہ لاروے پشت (کمر) پر سانس لینے کے لیے سوراخ کرلیتے ہیں اور وہاں چھوٹے چھوٹے پھوڑے بن جاتے ہیں۔ یہ کیڑے کھال کے نیچے تقریباً دو ماہ تک رہتے ہیں اور اس عرصہ میں مکمل ہوجاتے ہیں اور کھال کے سوراخ کے راستے باہر زمین پر گرجاتے ہیں۔ 4 سے 6 ہفتے میں یہ کیڑے مکھیاں بن کر دوبارہ مویشیوں کے جسم پر انڈے دیتے ہیں۔ یہ مکھیاں دھوپ میں جانوروں کے جسم پر انڈے دیتی ہیں۔ اس لیے جانور ان سے بچاؤ کے لیے سائے کے طرف بھاگتا ہے۔ شرح بڑھوتری متاثر ہوتی ہے اور جانور کی کھال تباہ ہوجاتی ہے۔ ان سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ ماہ فروری سے لے کر مئی تک جانوروں پر جراثیم کش ادویات کا سپرے کیا جائے اور ماہ ستمبر کے پہلے ہفتے میں اگر جانور کو ایورمیکٹن کا ٹیکہ لگا دیا جائے تو جانور کے جسم میں موجود تمام لاروے مرجاتے ہیں۔

(3) پھیپھڑوں کے طفیلی کرم

جانوروں کے نظام تنفس پر جو طفیلی کرم اثر انداز ہوتے ہیں ان میں ڈیکٹیو کالس وی وی پیرس (Diclycaulus ViVi Parus) سب سے زیادہ نقصان کا باعث بنتی ہے جو کہ دھاگے کی مانند باریک سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کی لمبائی تقریباً آدھ سے 10 سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ یہ جانور کی سانس کی چھوٹی نالیوں اور پھیپھڑوں میں ہوا کے خانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان اعضاء میں سوزش پیدا ہوجاتی ہے جو بیماری کا سبب بنتی ہے اور بروقت علاج نہ ہونے کی صورت میں جانور کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

علامات

پھیپھڑوں اور سانس کی نالیوں میں سوزش پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خراش پیدا ہوتی ہے جو کہ کھانسی کا باعث بنتی ہے اور جانور کھانستے کھانستے نڈھال ہوجاتا ہے۔ اگر طفیلی کرموں کی تعداد بڑھ جائے تو سانس کی باریک نالیاں بند ہوجاتی ہیں اور جانور سانس لینے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔ اکثر اوقات نمونیا بھی ہوجاتا ہے اور اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو جانور کی موت واقع ہوسکتی ہے۔

شدید بیماری کی صورت میں جانور کی سانس کمزور پڑجاتی ہے اور منہ سے ایک خاص قسم کی آواز نکلتی ہے جو ہر سانس کے ساتھ سنائی دیتی ہے۔ جانور اپنی گردن کو کھینچ کر سر کو آگے کی طرف کرتا ہے، زبان باہر نکل آتی ہے، جانور انتہائی کمزور اور لاغر ہوجاتا ہے اور آخر کار اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

علاج و روک تھام

شدید بیماری کی صورت میں متاثرہ جانور کو علیحدہ کرلیں اور ان کی خوراک کا خصوصی خیال رکھیں۔ بیماری کے تدارک کے لیے جانوروں کے گردونواح کا صاف ہونا ضروری ہے۔ جانوروں کو خشک جگہ پر رکھیں کیونکہ یہ طفیلی کرم خشک جگہ پر فوراً مرجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے

جانوروں کو بڑے جانوروں سے الگ کردیا جائے۔اس بیماری کے علاج کے لیے اینٹی موسان (Antimosan)،فینو تھازین (Phenothiazien)،ڈکٹی سائڈ (Dicty Cide) یا سٹارن (Citarin) استعمال کی جاسکتی ہیں۔جانور کو کمپنی کی سفارش کردہ دوائی کی مقدارا استعمال کروائیں۔

3 معدہ اور آنتوں کے طفیلی کرم

مختلف اقسام کے طفیلی کرم مویشیوں کے معدے اور آنتوں میں پائے جاتے ہیں۔مختلف اقسام کے کرم نظام انہضام کے مختلف حصوں میں پرورش پاتے ہیں۔یہ طفیلی کرم گول قسم کے اور مختلف لمبائی کے ہوتے ہیں عموماً ان کی لمبائی 18 سے 35 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔معدہ اور آنتوں کے طفیلی کرموں میں سے ایک ہمانکس کنٹارٹس (Haemonechus Contortus) ہے۔اس سے پیدا شدہ بیماری کو ہمانکوسس (Heamonchosis) کہتے ہیں۔جانوروں کے معدے کے چوتھے خانے (Abomasum) میں یہ طفیلی کرم پائے جاتے ہیں۔دریائی اور نشیبی علاقوں میں مارچ سے اکتوبر تک یہ مرض عام ہوتا ہے۔

علامات

ان کرموں کے باعث جانور کمزور ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔خون چوسنے کی وجہ سے جانور میں خون کی کمی ہوجاتی ہے۔جانور کم کھاتا ہے، نشوونما رک جاتی ہے اور دست لگ جاتے ہیں۔جلد خشک اور بے جان لگتی ہے،جسم کی چمک غائب ہوجاتی ہے اور ہڈیاں نمایاں ہوجاتی ہیں۔

دودھ کی پیداوار کم ہوجاتی ہے۔خون کی کمی کے باعث آنکھوں، ناک اور منہ کے اندر کی جھلیاں زرد ہوجاتی ہیں۔شدید بیماری کی صورت میں کئی جانور مر بھی جاتے ہیں۔

علاج و روک تھام

جانوروں میں معدے اور آنتوں کے کرموں کی تشخیص ان کے گوبر کے خوردبینی معائنے کی جسامت اور شکل دیکھ کر کی جاسکتی ہے اور پھر کسی خاص کرم کے خاتمے کے لیے ادویات استعمال کی جاسکتی ہیں۔

مارکیٹ میں بہت سی کرم کش ادویات موجود ہیں جو کہ بہت سے طفیلی کرموں کے خاتمے کے لیے موثر ہیں۔ان میں فینوتیازین (Phenotiazine)،فیسی نل (Fasinill)،اوکسانڈ (Oxanid) پنچ (Punch) وغیرہ شامل ہیں۔کسی بھی دوا کی کمپنی کی سفارش کردہ ہدایات کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔اگر معدے میں لمبے فیتہ نما طفیلی کرم موجود ہوں تو ان کے اخراج کے لیے مینسونل (Mansonil) استعمال کریں۔

ان طفیلی کرموں سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ جانوروں کو کسی بھی لمبے عرصے کے لیے ایک ہی جگہ چرنے نہ دیا جائے اس لیے ضروری ہے کہ چراگاہ کی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں درجہ بندی کردی جائے اس کے علاوہ چھوٹے جانوروں کو علیحدہ چرائی کرائی جائے یا انہیں بڑے جانوروں سے پہلے چرنے کا موقع دیا جائے۔

بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کا کیلنڈر

جنوری

سردی کی شدت سے گھاس کم ہو جاتی ہے۔اس ماہ میں جو جانور بچہ دینے کے قریب ہوں ان کی صحت کا خاص خیال رکھا جائے اور ان کو اضافی خوراک دی جائے لیکن اگر اضافی خوراک نہ دی جائے تو وہ کمزور ہو جائیں گے اور بچے لاغر پیدا ہوں گے۔بھیڑ بکریوں کو باڑے میں رکھا جائے اور جہاں پانی کی نکاسی کا بہتر انتظام ہو۔سب جانوروں کو انتڑیوں کے زہر کا ٹیکہ لگوائیں۔

نشاندہی کے لیے ٹیگنگ (Tagging) یا ٹیٹوانگ (Tattooing) کی جائے۔

فروری

فروری میں بھیڑ بکریاں بچہ دینا شروع کر دیتی ہیں اس لیے جو حاملہ جانور بچہ جننے کے قریب ہوں انہیں ہلکی اور صحت بخش غذا دی جائے انہیں دوسروں سے علیحدہ رکھا جائے۔تنگ دروازوں سے نہ گذاریں اور نہ ہی تنگ جگہوں میں رکھا جائے۔ فرش پر گھاس وغیرہ بچھائی جائے۔

حاملہ جانوروں کی چرائی ہموار زمین پر کروائی جائے۔باڑوں میں دانہ اور پانی دور رکھ کر انہیں ورزش کا موقع فراہم کیا جائے۔اگر مادہ بچہ جننے میں تکلیف محسوس کرے یا اس کے بعد 12 گھنٹے کے اندر جیر نہ پھینکے تو اسے فوری طبی امداد مہیا کریں اور قبض یا اسہال سے بچائیں۔جیر کو زمین میں دبا دیں۔بچہ دینے کے بعد بھیڑ بکری کو فوراً نیم گرم پانی پلائیں اور سبز چارہ دیں۔بدہضمی سے بچانے کے لیے دانہ تھوڑی مقدار میں کھلایا جائے۔بچہ جننے کے بعد اس کو چارے کے ساتھ 200 سے 400 گرام دلیہ شیرے یا گڑ میں ملا کر دیا جائے۔

سردی کی شدت کا مقابلہ کرنے کے لیے شیرہ یا راب کا استعمال بہت مفید ہے نیز اس کے ملانے سے چارہ خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اور جانور اسے کھا کر جلد فربہ ہو جاتے ہیں۔ایک بھیڑ بکری کو تین چھٹانک سے زیادہ شیرہ نہ دیا جائے ورنہ دست لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔سب جانوروں کو منہ کھر اور انتھریکس کے حفاظتی ٹیکے لگوائیں۔

مارچ

اس ماہ کے دوران بھیڑ بکریوں کے بچے زیادہ ہوتے ہیں۔بچوں کو صحت مند رکھنے کے لیے ان کی ماؤں کو سبز چارے کے ساتھ دانہ مقوی غذا کے طور پر دیا جا سکتا ہے جن بچوں کو آئندہ چل کر نسل کشی کے لیے انتخاب کرنا ہو ان کا انتخاب کر لیں۔اُون کی کترائی اس ماہ میں ہوتی ہے اس لیے صاف ستھری جگہ لٹا کر کٹائی کریں۔پیٹ کے نچلے حصے اور ٹانگوں کی اُون کو علیحدہ رکھیں تا کہ زیادہ قیمت وصول ہو۔سب بھیڑ بکریوں کو چیچک کی ویکسین لگوائیں۔

اپریل

اس ماہ میں شیپ اینڈ گوٹ فارمنگ کا کاروبار شروع کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کے لیے کافی گھاس ہوتی ہے اور یہ جانور بغیر خرچ کے پل سکتے ہیں اور زیادہ منافع بھی دے سکتے ہیں۔

مئی

بچوں کو ان کی ماؤں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور خشک چارہ اور ونڈا اضافی غذا کے طور پر دیا جاتا ہے۔اس موسم میں چرائی کے اوقات کار

بدل دینے چاہئیں چونکہ موسم کی شدت میں اضافہ ہونے لگتا ہے اس لیے جانوروں کو ٹھنڈے اوقات کار میں چرائی کے لیے بھیجیں اور دن کے وقت انہیں درختوں کے سائے میں لے آئیں اس کے علاوہ پینے کے لیے صاف پانی ہر وقت مہیا رکھیں۔ پلورونمونیا سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ٹیکے لگوائیں۔

جون

فالتو بکریوں اور بھیڑوں کو علیحدہ کر کے فروخت کر دیں۔ مینڈھے اور سانڈ بکرے کو ریوڑ سے علیحدہ رکھیں تا کہ موسم گرما میں مادہ حاملہ نہ ہوں۔ اگر پچھلے ماہ بھیڑوں کی اُون نہ کتروائی ہو تو اس ماہ کتروالیں۔ اُون کترنے سے ایک ہفتہ پیشتر بھیڑوں کو نہلا لیں۔ پشت، گردن اور سینہ کی اُون، پیٹ کے نچلے حصے کی اُون اور جسم کے دیگر حصوں مثلاً ٹانگوں وغیرہ کی اُون علیحدہ علیحدہ رکھیں۔ اُون کترنے کے بعد ایک گرام نیگاوان ایک لٹر پانی کے حساب سے محلول بنا کر تمام بھیڑوں کو نہلائیں۔

باڑوں میں نمک کے ڈھیلے رکھیں۔ پلورونمونیا ویکسین کا ٹیکہ ایک سی سی فی بھیڑ بکری زیر جلد اگر پچھلے مہینے نہ لگوایا گیا ہو تو اس ماہ لازمی لگوائیں۔ ٹیکہ لگوانے کے 10 سے 16 دن بعد بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا ہو جائے گی اور جانور اس بیماری سے محفوظ رہیں گے۔

جولائی

بھیڑ بکریوں کو اچھی گھاس اُگ آنے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ چرایا جائے اور بارشوں سے بچایا جائے۔ تین ماہ کی عمر کے بچوں کو دودھ پلانا بند کر دیں۔ آئندہ موسم کے لیے چارہ اور سبز گھاس خشک کر لیں۔ دانہ وغیرہ جہاں تک ہو سکے کم کر دیں۔ موسم برسات میں کرمی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے دوائی پلائیں۔ تمام جانوروں کو انتڑیوں کے زہر کا ٹیکہ لگوائیں۔

اگست

اس ماہ میں بھیڑ بکریاں بچے جن سکتی ہیں اور حاملہ ہو سکتی ہیں۔ عموماً 21 ہفتوں تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس لیے حمل کے آخری ہفتوں میں جانور کو آرام سے چلایا جائے اس دوران جانور کا وزن کافی حد تک بڑھ جاتا ہے۔ اس ماہ کے دوران بارشوں کی وجہ سے نشیبی علاقوں میں پانی بھر جاتا ہے۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اگر مناسب طریقوں سے نہ ہٹائے جائیں تو بیماریاں پھیلنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اس لیے باڑوں کے اردگرد اور اندرونی حصوں کی اچھے طریقے سے صفائی کروائیں۔ فرش، دیواروں اور چھت کو بھی صاف کر کے فینائل کے محلول کا سپرے کروائیں یا جرم آئی او ڈی کا سپرے کریں۔

اس مہینہ میں بھیڑ بکریوں کو کرمی امراض لاحق ہو سکتے ہیں یہ امراض کرموں والی چراگاہوں، گندے جوہڑوں اور بیمار جانوروں کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں۔ کرمی امراض میں معدے کے کرم زیادہ ضرر رساں ہوتے ہیں ان کی وجہ سے جانور سُست اور کمزور ہو جاتا ہے۔ بڑے کرموں کی وجہ سے جسم میں خون کی کمی کی وجہ سے نشوونما رک جاتی ہے اور منہ اور آنکھ کی جھلی زردی مائل اور چمڑا سفید ہو جاتا ہے اور عام طور پر اُسے دست بھی لگ جاتے ہیں۔ اس لیے کرمی امراض سے بچاؤ کی ادویات پلائیں۔

ستمبر

یہ موسم بھیڑ بکریوں کی نسل کشی کے لیے بہت موزوں ہے۔ مینڈھے کو دن کے وقت بھیڑوں سے علیحدہ رکھیں اور رات کے وقت اس کی

چھاتی پر رنگ لگا کر چھوڑ دیں تا کہ جس بھیڑ کی ملائی ہوا سے صبح کے وقت آسانی سے شناخت کیا جا سکے۔ ایک یا ڈیڑھ سال کی عمر کا مینڈھا 30 بھیڑوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ جو بھیڑ ملائی کے قابل ہوا سے زائد راشن دیا جائے اس عمل سے جڑواں بچے حاصل ہونے کی اُمید زیادہ ہوتی ہے۔ اس ماہ کے دوران بہت سی نشیبی جگہوں پر بارش کا پانی کھڑا ہوتا ہے۔ بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے جانوروں کو صاف ستھری اور خشک جگہ پر باندھیں۔ زخموں وغیرہ کو مکھیوں سے بچا کر فوری علاج کروائیں۔ زیادہ مکھیوں کی صورت میں باڑوں میں ایکوفلیس (Ecofleece) کی سپرے کروائیں۔

اکتوبر

اس ماہ میں برساتی گھاس اور جڑی بوٹیاں پختہ ہونا شروع ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی غذائیت بڑھ جاتی ہے۔ ان دنوں چارہ بھی وافر مقدار میں میّسر ہوتا ہے اس لیے یہ موسم بھیڑ بکریوں کی نشوونما کے لیے بہت موزوں ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں کو ایک ماہ تک چرائی کے لیے دور نہ بھیجا جائے تا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا سکیں۔ دودھ چھڑانے سے پہلے بچوں کو غذائیت سے بھرپور خوراک دینا شروع کریں تا کہ دودھ چھڑانے کے بعد وہ کمزور نہ ہوں۔

نومبر

ان ایام میں چراگاہوں میں گھاس کم ہوتی ہے اس لیے چرائی کے علاوہ جانوروں کو زائد خوراک دی جائے۔ ان کو ایسے چھپروں میں رکھا جائے جہاں تازہ ہوا داخل ہو۔ باڑے ایسی جگہ ہوں جہاں تیز ہوائیں یا بارش اثر انداز نہ ہو۔

اس موسم میں بھیڑ بکریوں میں حیوانہ کی سوزش گندی جگہ پر بیٹھنے اور تھنوں پر زخم وغیرہ ہونے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے ان کا دودھ خراب اور کم ہو جاتا ہے۔ اگر سوجن زیادہ ہو تو مادہ اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس کرتی ہے۔ حیوانے کے بیمار حصے کا رنگ سُرخی مائل اور شدید حالت میں سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ ایسی بھیڑ بکری بچے پالنے کے قابل نہیں رہتیں۔ ایسے جانوروں کا فوراً علاج کروائیں۔ اس ماہ میں ہلکی ہلکی سردی کا آغاز ہو جاتا ہے اس لیے بچوں کو سردی سے بچایا جائے۔ تمام جانوروں کو امراضِ تنفس سے محفوظ رکھنے کے لیے زیادہ سرد ہوا میں یا ٹھنڈی نمدار جگہوں پر نہ رکھا جائے۔ پلورونمونیا کا حفاظتی ٹیکہ سارے جانوروں کو لگوائیں۔

دسمبر

اس ماہ کے دوران چونکہ سردی کی وجہ سے گھاس خشک ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جانوروں کو گھاس کیساتھ دانہ کھلانا ضروری ہے۔ جانوروں کو سردی سے بچانے کے لیے چھپروں کے نیچے رکھا جائے۔ برفانی دنوں میں بھیڑ بکریوں کو چھپروں میں ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے لیکن باڑوں کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ زیادہ دیر تک باڑوں میں رہنے سے جوئیں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

زیادہ سردی کی وجہ سے بھیڑ بکریوں میں نمونیے کا اندیشہ رہتا ہے اس بیماری سے ان کے پھیپھڑوں کے اندر سوجن ہو جاتی ہے بالخصوص بچوں پر اس بیماری کا حملہ جلد ہو جاتا ہے۔ شدید سردی سے بچانے کے لیے فرش کو خشک اور نرم رکھیں اس پر پرالی یا بھوسہ وغیرہ بچھائیں۔

بھیڑ بکریوں سے حاصل ہونے والی مصنوعات

دودھ

بکری کے دودھ میں چکنائی کا تناسب 4.5 فیصد ہوتا ہے ایسے مما لک جن میں بکریوں کی پرورش سائنسی طور پر کی جاتی ہے وہاں پر ایسی بکریاں بھی پالی جاتی ہیں جن کی دودھ کی پیداوار 2500 لٹرز سالانہ ہے۔ایک اچھی اوسط بکری کو اگر اچھی خوراک پر رکھا جائے تو سات سے دس ماہ کے عرصے پرمحیط بیاہنت میں روزانہ اوسطاً دو سے اڑھائی لٹرز دودھ دیتی ہے۔

اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق اس وقت تقریباً 0.891 ملین ٹن دودھ بکریوں سے اور 0.039 ملین ٹن دودھ بھیڑوں سے سالانہ حاصل ہورہا ہے۔

دودھ کی کیمیائی ساخت کا انحصار انفرادیت، نسل، بیاہنت کی ترتیب بیاہنت کا مرحلہ، موسم اور غذائی اجزا پر ہوتا ہے۔پاکستان میں پائی جانے والی بھیڑ بکریوں کے دودھ کی کیمیائی ساخت (فیصد) درج ذیل ہے۔

اجزا	بکری	بھیڑ
چکنائی	4.25	7.90
ٹھوس اجزاء	13	19.29
چکنائی کے علاوہ ٹھوس اجزاء	7.75	11.3
پروٹین	3.52	5.23
ایش	0.86	0.90
شوگر (لیکٹوز)	4.27	4.81
پانی	87.00	80.71

چکنائی کے ذرات چھوٹے اور عمدہ ہوتے ہیں اور آسانی سے جذب ہوجاتے ہیں ان کا اوسط سائز تقریباً دو مائیکرون ہوتا ہے۔اس میں اینٹی باڈیز کافی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔کیمیائی طور پر ذرا سا اساسی (Alkaline) ہوتا ہے۔اس کی سپیسفیک گریویٹی (Specific Gravity) 0.83 ہے۔دودھ میں پائے جانے والے 12 نمکیات میں 5 انسانی دودھ میں، 6 گائے کے دودھ میں جبکہ 9 بکریوں کے دودھ میں پائے جاتے ہیں۔جوں جوں دودھ دینے کا عرصہ بڑھتا جاتا ہے دودھ میں چکنائی اور پروٹین کی مقدار بڑھتی جاتی ہے جبکہ دودھ کی پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے۔دودھ میں پائی جانے والی پروٹین میں پائے جانے والے ضروری امینوایسڈز (Amino Acids) کا تناسب حسب ذیل دیا گیا ہے۔

مقدار (گرام/16 گرام نائٹروجن)	امائنوایسڈز
5.3	آرجنین (Arginine)
2.1	ہسٹیڈین (Histidine)
9.5	لائسین (Lysine)
1.2	ٹرپٹوفان (Tryptophane)
2.6	آئسولیوسین (Isoleucine)
3.7	فینائل ایلانین (Phenylalanine)
2.0	میتھیونین (Methionine)
6.6	تھریونین (Threonine)
8.4	لیوسین (Leucine)
4.2	ویلین (Valine)

بکری کے دودھ میں بائیولوجیکل ویلیو (Biological Value) اور ہاضمیت تقریباً گائے کے دودھ جیسی ہی ہے بکری کے دودھ میں پائے جانے والے وٹامنز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مقداریں	وٹامنز
2.074 آئی یو	وٹامن اے
0.40 ملی گرام	تھایامین (Thiamine)
1.84 ملی گرام	رائبوفلیوین (Riboflavine)
1.87 ملی گرام	نکوٹینک ایسڈ (Nicotinic Acid)
0.07 ملی گرام	وٹامن بی 6
3.44 ملی گرام	پینٹوتھینک ایسڈ (Pantothenic Acid)
39 ملی گرام	بائیوٹین (Biotin)
2.40 گرام	فولک ایسڈ (Folic Acid)
0.06 گرام	وٹامن بی 12
15 ملی گرام	وٹامن سی

مکھن

چونکہ بکری کے دودھ کے ذرات جسامت میں چھوٹے ہوتے ہیں اس لیے انہیں مکھن بنانے کے لیے علیحدہ کرنا کافی مشکل اَمر ہے تاہم چکنائی کے ان ذرات کو عارضی طور پر ایک کریم علیحدہ کرنے والی مشین میں مناسب تبدیلیاں کر کے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں پر کریم علیحدہ کرنے والی مشین میسر نہیں وہاں پر دودھ کو نسبتاً کم گہرے برتن میں ڈال کر ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیا جائے 10 سے 12 گھنٹوں بعد کریم یا چکنائی کو ایک موٹی تہہ کی صورت میں علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ بکری کے دودھ سے گھی کم ہی بنایا جاتا ہے۔ بکری کے دودھ کا گھی رنگت میں گہرا پیلا ہوتا ہے اس میں وٹامن A کی مقدار 23.91 آئی یو فی گرام ہوتی ہے۔

گوشت

پاکستان میں بکری کے گوشت کو بھیڑ کے گوشت پر ترجیح دی جاتی ہے روزانہ گوشت کے لیے بہت ساری بکریاں ذبح کر دی جاتی ہیں اس کے علاوہ قربانی کے موقع پر بھی ان کو بڑی تعداد میں ذبح کیا جاتا ہے۔ بکری کے گوشت کو چی وون (Chevon) کہتے ہیں۔

بکری کا گوشت رنگت میں گہرا اور ذرا کھردرا ہوتا ہے اور اس میں مخصوص بکریوں کی خوشبو آتی ہے اور کہیں کہیں بکریوں کے بال بھی چپکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کی چکنائی نسبتاً پیلی ہوتی ہے۔ بہترین گوشت 6 سے 12 ماہ کی عمر کے جانور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ملکی سطح پر بھیڑ بکریوں سے حاصل کردہ گوشت تقریباً 0.70 ملین ٹن اور 0.479 ملین ٹن ہے جبکہ بیف کی پیداوار 2.0 ملین ٹن ہے۔

بکری کے گوشت میں پائے جانے والے غذائی اجزاء کی تفصیل گوشوارہ میں دی گئی ہے۔ بکری کے گوشت کی بائیولوجیکل ویلیو (Biological value) اور ہاضمیت بالترتیب 95.2 اور 60.4 فیصد ہے۔

نمی (%)	74.6 سے 77.6
چکنائی (%)	1.0 سے 2.8
پروٹین (%)	18.8 سے 20.1
کلوریز (فی 100 گرام)	0.66 سے 1.15
کل آئرن (ملی گرام فی 100 گرام)	90 سے 108
کیلشیم (ملی گرام فی 100 گرام)	10.2 سے 23
فاسفورس (ملی گرام فی 100 گرام)	190 سے 270
تھایامین (ملی گرام فی 100 گرام)	63 سے 148
نکوٹینک ایسڈ (ملی گرام فی 100 گرام)	0.43 سے 0.98

کھالیں

پاکستان میں بڑی تعداد میں چھوٹے جانوروں کی کھالیں ہر سال دستیاب ہوتی ہیں ان کھالوں سے مختلف اشیاء بنا کر بیرون ملک برآمد کی جاتی ہیں جن سے کثیر غیر ملکی زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ اشیاء زیادہ تر اٹلی، جرمنی، فرانس، متحدہ عرب امارات وغیرہ کو برآمد کی جاتی ہیں۔ اکنامک سروے آف پاکستان 17-2016ء کے مطابق بھیڑ بکریوں سے تقریباً 55 ملین کھالیں سالانہ حاصل ہوتی ہیں۔

بال

بکریوں کی مختلف نسلوں سے مختلف قسم کے بال حاصل ہوتے ہیں۔ انگورا بکری سے حاصل ہونے والے بالوں کو موہیر (Mohair) کہتے ہیں جو اپنی عمدگی، چمک اور نفاست میں بے مثال ہیں اس سے مختلف قسم کی مصنوعات مثلاً کمبل، رضائیاں، گرمیوں کے کپڑے، جوتوں کے تسمے، ٹوپیاں، آرائشی اشیا، پردے اور بیڈ شیٹس تیار کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں انگورا بکری کے مقامی بکریوں سے ملاپ کے بعد پاک انگورا نسل تیار کی گئی ہے جس کے بالوں کی پیداوار کافی اچھی ہے۔

اسی طرح پشمینہ (Pashmina) ایک عمدہ قسم کا دھاگا ہے جو کہ پشمینہ بکری سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس سے مشہور کشمیری شالیں بنائی جاتی ہیں۔ عام بکریوں کے بالوں کو رسے بنانے اور بیگ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس وقت بالوں کی سالانہ پیداوار تقریباً 27,000 ٹن ہے اور اُون کی پیداوار 45000 ٹن ہے۔

اُون

اُون بنیادی طور پر بھیڑوں کے لیے موٹا، دھاگے دار لباس ہے جو ان کو ڈھانپے رکھتا ہے۔ عام طور پر یہ نہ حل پذیر پروٹین، کیراٹین پر مشتمل ہوتی ہے۔ اُون کا دھاگہ عمومی طور پر 3 چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کے نام یہ ہیں۔

- i- جلد
- ii- کارٹیکس
- iii- میڈولا جو کہ درمیان میں ہوتا ہے۔ فائن قسم کی اُون میں میڈولا موجود نہیں ہوتا ہے۔

جنگلی بھیڑوں میں تین طرح کا دھاگہ ہوتا ہے یعنی اُون، بال اور کیمپ (Kemps) حقیقی اُون کے دھاگوں کا قطر 15 سے 50 مائیکران ہوتا ہے اور عام طور پر یہ عمدہ قسم کی اُون ہوتی ہے کیمپ اُون کے دھاگے بہت کھردرے ہوتے ہیں ان کا قطر 100 سے 200 مائیکران ہوتا ہے۔ یہ چمکدار ہوتے ہیں اور لمبائی میں نسبتاً چھوٹے ہوتے ہیں کیونکہ ان کی افزائش نہیں ہوئی ہوتی۔ اکنامک سروے آف پاکستان 17-2016ء کے مطابق بھیڑوں سے سالانہ 45,000 ٹن اُون پیدا ہو رہی ہے۔

مینگنیاں

بھیڑ بکریوں کی مینگنیاں مٹی کے لیے عمدہ نامیاتی کھاد ہے۔ مینگنیوں میں گائے اور بھینس کے گوبر کی نسبت زیادہ مقدار میں فاسفورس اور نائٹروجن پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کا پیشاب بھی نائٹروجن اور پوٹاش سے بھرپور ہوتا ہے اور کسی دوسرے جانور کے پیشاب کی نسبت زیادہ بہتر ثابت ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر 4800 بھیڑ یا بکریوں کو ایک رات کے لیے ایک ہیکٹر زمین پر کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ اس

کے لیے مناسب مقدار میں نامیاتی کھاد مہیا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

ان کی مینگنیوں کو جہاں کھاد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے وہیں آج کل ان سے بائیوگیس (Biogas) تیار کرنے کے منصوبوں پر بھی کام ہو رہا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قدرت کے اس انمول عطیے کی دیکھ بھال سائنسی طریقہ کار پر کی جائے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے۔

اُون کی درجہ بندی اور پروسینگ

کمرشل استعمالات کے لیے اُون کو بنیادی طور پر پانچ درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اُون کی یہ درجہ بندی اس کی عمدگی اور دھاگے کی لمبائی پر منحصر ہوتی ہے۔

i- عمدہ اُون (Fine Wool)

عام طور پر میرینو بھیڑیں یا ان سے بنائی گئی مختلف نسلوں کی بھیڑیں عمدہ اُون پیدا کرتی ہیں۔ لباس بنانے کے لیے یہ سب سے بہترین اُون ہوتی ہے اور دنیا میں پیدا ہونے والی کل اُون کا 40 فیصد حصہ عمدہ اُون ہے۔ میرینو (Merino) بھیڑوں اور ان سے بنائی گئی مختلف نسل کی بھیڑوں کی اون کافی بھاری ہوتی ہے اور صاف کرنے پر 70 فیصد تک پیداوار دیتی ہے۔ اس اون کے دھاگے کا قطر 18 سے 24 مائیکران ہوتا ہے اور سپننگ کاؤنٹ (Spinning Count) 64 سے 80 ہوتا ہے۔ دھاگے کی لمبائی 2.5 سے 12.5 سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ اس قسم کی اُون اپنی نرمی، مضبوطی اور لچک میں ثانی نہیں رکھتی اور اسے خاص قسم کے عمدہ لباس بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ii- درمیانی اُون (Medium Wool)

دھاگے کی اوسط لمبائی 5 سے 12.5 سینٹی میٹر ہوتی ہے یعنی لمبائی اتنی ہوتی ہے کہ اس میں کنگھی کی جا سکے۔ سپننگ کاؤنٹ (Spinning Count) 50 سے 60 ہے۔ صاف کرنے پر 40 سے 60 فیصد صاف اون ہوتی ہے (Scouring) اس قسم کی اُون مختلف اشیاء کی بنائی میں استعمال ہوتی ہے اس کے علاوہ خواتین کے لباس، رضائیاں، گرم کوٹ وغیرہ بھی اس اُون سے بنتے ہیں۔

iii- لمبی اُون (Long Wool)

دھاگے کا اوسط قطر 29.4 سے 36.5 مائیکران جبکہ سپننگ کاؤنٹ 44 سے 50 ہوتا ہے۔ دھاگے کی لمبائی 15 سے 22.5 سینٹی میٹر تک ہوتی ہے۔ یہ اُون چمکدار ہوتی ہے اس لیے اسے سادہ کپڑا، گرم کوٹ، رضائیاں، کمبل اور عمدہ قسم کے اون کے کپڑے بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ صفائی کرنے پر 65 سے 80 فیصد صاف اون حاصل ہوتی ہے۔

iv- دوغلی اُون (Crossbred Wool)

یہ درمیانے درجے کی اُون ہوتی ہے۔ عمدہ اُون سے اس کی لمبائی 2.5 سے 7.5 سینٹی میٹر تک زیادہ ہوتی ہے اسے بنائی کرنے کی صنعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مزید براں اسے موٹے اُونی دھاگے اور درمیانی قسم کے نمدے (Felts) بنانے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

v- قالینی اُون (Carpet Wool)

یہ اُون لمبے دھاگہ نما ریشوں اور اندرونی عمدہ ریشوں کا مرکب ہوتی ہے۔ یہ دو قسم کے ریشے کارپٹ اُون کے نمایاں اجزا ہیں۔ ایک تیسری قسم کا دھاگہ جسے کیمپ (Kemp) کہا جاتا ہے بھی مختلف مقداروں میں پایا جاتا ہے۔

اس اُون کا اندرونی حصہ عمدہ ریشوں پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا قطر 10 سے 24 مائیکران ہوتا ہے۔ اس کے دھاگے کی لمبائی 5 سے 24 سینٹی میٹر ہوتی ہے جبکہ کیمپ کی موجودگی 20 فیصد تک ہوتی ہے۔ اس قسم کی اُون کو زیادہ تر رضائیاں، کمبل، قالین وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اچھی قسم کی قالینی اُون پاکستان، بھارت، ایران، چین اور ارجنٹائن میں پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان کی قالینی اُون دنیا کے

بہترین غالیچے اور قالین بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔

اُون کی ابتدائی پروسیسنگ

اُون کی ابتدائی پروسیسنگ میں درج ذیل مراحل ہوتے ہیں۔

i) چھانٹی کرنا (Sorting)

خام اُون جو کہ کارخانے میں لائی جاتی ہے اس کو ضرورت کے مطابق چھانٹ کر علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔ چھانٹی کرنا درجہ بندی سے مختلف چیز ہے اور اس میں زیادہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ درجہ بندی کرتے وقت ان کو مختلف مدارج میں تقسیم کرلیا جاتا ہے جبکہ چھانٹی کرتے وقت اُون کے مختلف حصوں کو ان کے استعمال کے لحاظ سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

ii) کھولنا اور صفائی کرنا (Opening and Dusting)

خام اُون میں قدرتی طور پر ناخالص اجزاء جیسے کہ تیل اور چکنائی جو کہ جسم میں موجود غدود خارج کرتے ہیں، پانی میں حل پذیر نمکیات جو کہ خشک ہو کر جلد کا حصہ بن چکے ہوتے ہیں اور ان کو سونٹ (Suint) کہا جاتا ہے موجود ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے ناخالص اجزا میں مٹی، ریت، گردوغبار یا کوئی چارے کے ذرات وغیرہ موجود ہوسکتے ہیں اس کے علاوہ وہ اجزاء جو جانوروں کے علاج کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا جانوروں کی شناخت کے لیے استعمال ہونے والے رنگدار مادے بھی ناخالص اجزاء کے طور پر موجود ہوسکتے ہیں۔

مشین اُون کو رگڑ کر صاف کرتی ہے اوپر بیان کئے گئے اجزاء گچھوں میں موجود ریشوں کو علیحدہ علیحدہ کردیتی ہے۔ اس طریقے سے صاف کرنے والا محلول آسانی سے اون کے ریشوں میں داخل ہو جاتا ہے اور اون کی صفائی زیادہ بہتر طریقے سے ہوسکتی ہے۔

iii) اُون کو رگڑ کر صاف کرنا (Scoruing)

اُون سے ناخالص اجزاء کا خاتمہ ایک مشکل اور اہم مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں یا تو آبی صاف کنندہ (Aqueous) کے طریقے یا محلل کے ذریعے چکنائی ختم کرنے کے طریقے (Solvent degreasing) استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں اُون کو مشین کے ذریعے کھلے منہ والے برتنوں کے ایک سلسلے میں سے گذارا جاتا ہے۔ مشین میں خودکار دبانے والے موجود ہوتے ہیں جو اُون کو نچوڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد اُون کو خاص قسم کے تعمیر کردہ خشک کنندہ میں خشک کرلیا جاتا ہے۔

iv) بُر اتارنا اور کاربونائیزیشن (Burr Picking and Carbonization)

تمام قسم کی اُون خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی میں تھوڑی بہت بر کی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر بر کو نہ اتارا جائے تو یہ بنائی کے دوران بہت سارے مسائل کا باعث بنتی ہے اور کپڑا بننے کے عمل کو نقصان پہنچتا ہے مزید براں کپڑا بننے والی مشین بھی اس سے خراب ہوسکتی ہیں۔

بُر کو عام طور پر ہاتھ کے ذریعے یعنی دستی قینچی کے ذریعے الگ کرلیا جاتا ہے۔ کیمیائی طریقے سے بر کو علیحدہ کرنے کے عمل کو کاربونائزیشن (Carbonization) کہتے ہیں۔ اس طریقے میں مختلف تیزاب جیسا کہ نمک یا گندھک کا تیزاب یا پھر مختلف نمکیات جیسے ایلومینیم کلورائیڈ جو گرم ہونے پر تیزاب پیدا کرتے ہیں استعمال کئے جاتے ہیں۔ تیزاب بر کو کاربن میں تبدیل کردیتا ہے جسے دوران پسائی یا تعدیل کے دوران

علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔

v) اُون کو چکنا کرنا (Oiling of the Wool)

اُون کو پہلے تیل کے ساتھ چکنا کیا جاتا ہے تاکہ

i- اُون کی بنائی کے دوران دھاگے کم سے کم ٹوٹیں۔

ii- مکھیوں کے ذریعے نقصان کم سے کم ہو۔

iii- بنائی کے دوران بجلی کی آمدورفت سے نقصان سے بچاؤ۔

iv- دھاگوں کے درمیان رابطہ زیادہ سے زیادہ ہو سکے تاکہ خاکہ کھینچنے (تانہ بننے) اور بنائی میں آسانی ہو۔ زیادہ تر نمکیاتی تیل اُون کے وزن کے 3 سے 5 فیصد تک استعمال کئے جاتے ہیں۔

لیکن اُون کے دھاگے بٹنے کے عمل کے دوران 0.5 فیصد یا اس سے بھی کم تیل استعمال کیا جاتا ہے۔

vi) اُون کی دُھنائی اور بٹائی (Woolen Carding and Spinning)

اُون کی مزید دُھنائی اس لیے کی جاتی ہے تاکہ اسے مزید سیدھا کیا جا سکے اور دھاگوں کے درمیان موجود اُلجھاؤ ختم ہو سکیں اور قدرتی طور پر موجود ناخالص اجزاء دور ہو سکیں۔ مزید براں اس کی اچھی طرح دُھنائی اور مکسنگ اس کو تانہ بننے کے فریم میں آسانی سے منتقل کر سکتی ہے۔ اونی دھاگے کو ایک دائرہ نما بٹائی کے فریم میں بٹا جاتا ہے۔

vii) اُون کو موٹا بٹنا (Worsted Carding and Spining)

اچھی طرح چکنی کی گئی اُون کے دھاگوں کو متوازی رکھ کر ناخالص اجزا کو دور کرلیا جاتا ہے اور بعد میں انہیں ایک خاص وزن اور موٹائی کے لحاظ رسی کی شکل میں بنالیا جاتا ہے۔

اس موٹے بنے ہوئے دھاگے کو ایک خودکار مشین پر چڑھایا جاتا ہے جو کہ یکساں وزن کے دھاگے بننے والے ریشوں کے آپس میں تعلق کو مزید بہتر بناتی ہے اس کے بعد اس دھاگے میں کنگھی پھیری جاتی ہے تاکہ چھوٹے دھاگوں کو نکالا جا سکے۔ دھاگوں کو برابر کر کے اسمیں موجود غیر ضروری اجزا کو نکالا جا سکے اور داغ دھبے دور کئے جا سکیں۔ وہ دھاگہ جس میں کنگھی پھیری جا چکی ہو اُس کو ٹاپ (Top) کہا جاتا ہے۔

کنگھی کرنے کے بعد آخری مراحل شروع ہوتے ہیں جس میں بتدریج دھاگے کو حتمی شکل دی جاتی ہے۔ اس میں دھاگے کی باقاعدگی، مطلوبہ وزن، دھاگوں کی متوازی برابری اور دھاگوں کا آپس میں ایسا لپٹاؤ شامل ہیں جو ان کو ایک قابل قبول صورت دے سکے۔

viii) بُنائی کرنا (Weaving)

دھاگے کی بنائی میں درج ذیل مراحل درپیش ہوتے ہیں۔

☆ مخروطی گھماؤ (Cone Winding)

☆ تانے کی تیاری (Warp Preparation)

☆ تانے کا آپس میں جڑاؤ (Warp Sizing)

☆ دھاگوں کا چرخی پر گھماؤ (Pirnwinding of welt yarn)

☆ تانے کا باندھنا اور خشک کرنا

بنائی کے لیے مختلف مشینیں استعمال کی جاتی ہیں۔ تمام اقسام کی مشینوں میں تین بنیادی کام سرانجام دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

☆ گرانا (Shedding)

☆ اُٹھانا (Picking)

☆ پھینٹنا (Beating)

اس کے علاوہ دو اور ثانوی نوعیت کی حرکات ہیں جن میں دھاگہ چھوڑنا اور دھاگہ لینا بھی ان مشینوں کی خصوصیات میں شامل ہیں۔ یہ تمام حرکات بنائی کے دوران بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

ix) رنگنا اور حتمی شکل دینا (Dying and Finshing)

پرانے وقتوں میں دھاگوں کو رنگنے کے لیے رنگدار مادہ جانوروں یا پودوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اُون کو رنگنے والے مادے چھ طرح کے ہوتے ہیں۔

☆ تیزابی رنگ دار مادے (Acid dyes)

☆ دھاتی کمپلیکس رنگ دار مادے (Metal Complex dyes)

☆ کروم رنگ دار مادے (Chrome dyes)

☆ عمل کنندہ رنگ دار مادے (Reactive dyes)

☆ حوضی رنگ دار مادے (Vat dyes)

☆ ڈائریکٹ رنگ دار مادے (Direct dyes)

اُون کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے نرم ڈھیلے ڈھالے گچھے بنا کر رنگا جاتا ہے۔

حتمی شکل دینے کا بنیادی مقصد کپڑے کی کوالٹی کو مزید بہتر بنانا ہوتا ہے تاکہ یہ خریدار کے لیے بھی قابل قبول ہو اور جس مقصد کے لیے اسے تیار کیا گیا ہے اسے بھی بحسن وخوبی سرانجام دے سکے۔ حتمی شکل دینے میں بہت سارے عوامل جیسے دھاگہ بنانے میں خام اُون کی قسم، دھاگے کی شکل اور ڈیزائن اور قسم، مخصوص سطحی عوامل اثرانداز ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ اُون کو حتمی شکل دی جائے چند بنیادی طریقہ کار ضرور مکمل کرنے چاہئیں ان میں گننا، وزن کرنا، ناپنا، اُٹھانا، باندھنا اور مرمت کرنا شامل ہیں۔ مختلف قسم کے ناخالص اجزاء جیسے چکنائی، گرد وغبار وغیرہ کو دور کرنا چاہیے۔ اُونی کپڑوں کو رگڑ کر دھونا چاہیے اور ان کی دھلائی میں مختلف اجزا جیسے کہ ڈٹرجنٹ، اساس وغیرہ استعمال کرنے ضروری ہیں۔

x) ملنگ (Milling)

دھاگے کو مطلوبہ جگہ تک سکیڑنے یا موٹا کرنے کے عمل کا نام ہے اور یہ اسے ایک مطلوبہ شکل فراہم کرتا ہے۔ ملنگ مشین دو طرح کی ہوتی ہیں۔

☆ سٹاکس (Stocks) یا ساکن

☆ روٹری یا گھومنے والی

دوسری قسم کی مشین بہت زیادہ استعمال کی جا رہی ہیں۔

(xi ٹیسٹنگ (Testing)

یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے دھاگے کے بارے میں مطلوبہ معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ایسی معلومات کوالٹی، قیمت، خرابیوں اور دھاگے کی دوسری خصوصیات کے بارے میں جاننے کے لیے اہمیت کی حامل ہیں۔

120 بھیڑوں پالنے کا تخمینہ

کسی بھی فارم کو تجارتی پیمانے پر چلانے کے لیے خرچ و آمدن کا حساب رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بھیڑوں کی افزائش میں شوق رکھنے والے فارمرز کے لیے 120 بھیڑیں پالنے کے سلسلہ میں سرمایہ کاری کی تفصیل درج ہے۔ یاد رہے کہ بھیڑوں کی بہتر نشوونما اور زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے انہیں زیادہ سے زیادہ چرائی فراہم کی جائے۔ اس طرح اخراجات میں کمی اور بچت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

سرمایہ کاری

116 بھیڑوں کی قیمت بحساب -/20,000 روپے فی بھیڑ	23,20,000/-
4 مینڈھوں کی قیمت بحساب -/30,000 روپے فی مینڈھا	1,20,000/-
116 بھیڑوں اور 4 مینڈھوں کے چھپر کی تعمیر 1920 مربع فٹ بحساب -/300 روپے فی مربع فٹ	5,76,000/-
لوہے کی الماری	10,000/-
10 عدد کھرلیاں لکڑی بحساب -/1000 روپے فی کھرلی	10000/-
پانی پلانے کے لیے حوض کی تعمیر	15000/-
بالٹی و ترازو رسے وغیرہ	15000/-
پانی کے لیے پمپ	15000/-
کل سرمایہ کاری	30,81,000/-

جانوروں کی تعداد میں سالانہ اضافہ و کمی

سال

قسم جانور	تعداد شروع سال	اضافہ دوران سال بذریعہ				کمی دوران سال بوجہ				سال کے اختتام پر تعداد
		پیدائش	خرید	منتقلی	میزان	اموات	فروخت	منتقلی	میزان	
مینڈھے	-	-	4	-	4	-	-	-	-	4
بھیڑیں	-	-	116	ـ	116	6	10	-	16	100
نوجوان لیلے	-	-	-	59	59	-	59	-	59	-
نوجوان لیلیاں	-	-	-	59	59	-	43	-	43	16
شیرخوار نر بچے	-	66	-	-	66	7	-	59	66	-
شیرخوار مادہ بچے	-	66	-	-	66	7	-	59	66	-
کل تعداد	-	132	120	118	370	20	112	250		120

دوسرا سال

مینڈھے	4	-	-	-	-	-	-	-	-	4
بھیڑیں	100	-	-	16	16	6	10	-	-	100
نوجوان لیلے	-	-	-	59	59	-	-	59	59	-
نوجوان لیلیاں	16	-	-	59	59	-	43	16	59	16
شیرخوار بچے	-	66	-	-	66	7	59	-	66	-
شیرخوار مادہ بچے	-	66	-	-	66	7	-	59	66	-
کل تعداد	120	132	-	134	266	20	112	134	266	120

تیسرا سال

قسم جانور	تعداد	اضافہ دوران سال بذریعہ				کمی دوران سال بوجہ				سال کے اختتام پر تعداد
		پیدائش	خرید	منتقلی	میزان	اموات	فروخت	منتقلی	میزان	
مینڈھے	4	-	-	-	-	-	-	-	-	4
بھیڑیں	100	-	-	16	16	6	10	-	16	100
نوجوان لیلے	-	-	-	59	59	-	59	-	59	-
نوجوان لیلیاں	16	-	-	59	59	-	43	16	59	-
شیرخوار نر بچے	-	66	-	-	66	7	-	59	66	-
شیرخوار مادہ بچے	-	66	-	-	66	7	-	59	66	-
کل تعداد	120	132	-	134	266	20	112	134	266	120

اعداد و شمار کے بنیادی اصول

حاملہ بھیڑیں خرید کی جائیں گی

شرح زرخیزی 90 فیصد

جڑواں بچے 25 فیصد

جنسی تناسب مابین نر و مادہ 50:50

شرح اموات بالغ 5 فیصد

شیرخوار بچے 5 فیصد

چارہ پیدا کرنے کے اخراجات

پیداواری اخراجات فی ٹن 1000/- روپے

پیداواری اخراجات فی 40 کلوگرام 40 روپے

پیداواری اخراجات فی کلوگرام 1 روپیہ

ضرورت سبز چارہ

		ایک سال کے لیے		تین سال کے لیے	
قسم جانور	تعداد جانور	ضرورت چارہ (ٹن)	قیمت روپے	ضرورت چارہ (ٹن)	قیمت روپے
مینڈھے	4	12	12000/-	36	36000/-
بھیڑیں	116	339	3,39,000/-	1017	10,17,000/-
نوجوان لیلیاں	16	17	17000/-	51	51000/-
شیرخوار لیلے	59	5	5000/-	15	15000/-
شیرخوار لیلیاں	59	5	5000/-	15	15000/-
میزان	254	378	3,78,000/-	1134	11,34,000/-

مینڈھا 8 کلوگرام روزانہ 365 دن کے لیے

مادہ بھیڑ 8 کلوگرام روزانہ 365 دن کے لیے

نوجوان لیلے 4 کلوگرام روزانہ 270 دن کے لیے

شیرخوار لیلے و لیلیاں 1 کلوگرام روزانہ 90 دن کے لیے

نرخ چارہ = 1000/- روپے فی ٹن

ضرورت راشن (ونڈہ)

		ایک سال کے لیے		پانچ سال کے لیے	
قسم جانور	تعداد جانور	ضرورت راشن کلوگرام	قیمت روپے	ضرورت راشن کلوگرام	قیمت روپے
مینڈھے	4	114	3420/-	342	10,260/-
مادہ بھیڑیں	116	2755	82,650/-	8,265	2.47950/-
میزان	120	2869	86,070/-	28992	8,69,760/-

مینڈھے بحساب 400 گرام 15 دن کے لیے ملائی سے پہلے اور ایک ماہ کے لیے ملائی کے دوران

بھیڑیں بحساب 250 گرام ایک ماہ بیاھنے سے پہلے اور ایک ماہ بیاھنے کے بعد

250 گرام یومیہ ڈیڑھ ماہ کے لیے نسل کشی سے پہلے

نرخ راشن = 30 روپے فی کلوگرام

ضرورت ادویات و اوزارات

تفصیل ادویات واوزارات	ایک سال کے لیے	تین سال کے لیے
جراحی اوزارات	5000/-	5000/-
کرم کش ادویات	20000/-	60,000/-
حفاظتی ٹیکہ جات	10,000/-	30,000/-
ایمرجنسی ادویات	3000/-	9000/-
میزان	38,000/-	1,04,000/-

سالانہ اخراجات تنخواہ ملازمین

تفصیل	ایک سال کے لیے	تین سال کے لیے
تنخواہ ایک چرواہ بحساب -/15000 روپے ماہوار	1,80,000/-	5,40,000/-
ایک نابالغ چرواہ بحساب -/8000 روپے ماہوار	96,000/-	2,88,000/-
میزان	2,76,000/-	8,28,000/-

آمدنی فروخت جانوراں

قسم جانور	ایک سال میں		تین سال میں		بقیہ سٹاک	
	تعداد جانور	رقم روپے	تعداد جانور	رقم	تعداد جانور	رقم روپے
مینڈھے	-	-	-	-	4	1,20,000/-
بھیڑیں	10	2,00,000/-	30	600,000/-	100	2500,000/-
نوجوان لیلے	59	8,85000/-	177	26,55,000/-	-	-
نوجوان لیلیاں	43	6,45,000/-	129	19,35,000/-	-	3,20,000/-
میزان	112	17,30,000/-	336	51,90,000/-	104	29,40,000/-

نرخ فی جانور	پہلے تین سال	آخری سال بقایا جانور
مینڈھا	30,000/-	30,000/-
مادہ بھیڑ	20,000/-	20,000/-
نوجوان لیلے	15000/-	20,000/-
نوجوان لیلیاں	15000/-	20,000/-

آمدنی فروخت اون

	ایک سال کے لیے		تین سال کے لیے	
قسم جانور	تعداد جانور	رقم روپے	تعداد جانور	رقم روپے
مینڈھے	4	500/-	12	1500/-
مادہ بھیڑیں	116	12,000/-	348	36,000/-
نوجوان لیلیاں	16	1500/-	48	6000/-
میزان	136	14,000/-	408	42,000/-

آمدنی فروخت کھالیں

	ایک سال کے لیے		تین سال کے لیے	
قسم جانور	تعداد کھالیں	رقم روپے	تعداد کھالیں	رقم روپے
مینڈھے	-	-	-	-
مادہ بھیڑیں	6	6000/-	18	18,000/-
نوجوان لیلیاں	14	11,200/-	42	33,600/-
میزان	20	17,200/-	60	51,600/-

نرخ فی کھال

بھیڑ = 1000/-روپے

شیرخوار بچے = 800/-روپے

اخراجات (ایک سال)

تنخواہ ایک چرواہا بحساب -/15000 روپے اور لڑکا -/8000 روپے ماہوار		2,76,000/-
اخراجات راشن		86,070/-
اخراجات سبز چارہ		3,78,000/-
فرسودگی باڑہ جات و دیگر سامان (6,41,000) 20 فیصد سالانہ		1,28,200/-
اخراجات ادویات وغیرہ		38,000/-
	میزان	9,06,270/-
تین سال میں اخراجات=		2718,810/-
جانوروں کی خرید=		24,40,000/-
کل اخراجات=		51,58,810/-

آمدنی (ایک سال)

فروخت اون =		14000/- روپے
فروخت کھالیں =		17,200/- روپے
فروخت جانوروں =		17,30,000/- روپے
فروخت گوبر کھاد =		50,000/- روپے
	میزان	18,11,200/- روپے
تین سال میں آمدن		54,33,600/-
تین سال کے اختتام پر جانوروں کی قیمت		29,40,000/-
کل آمدن		83,73,600/- روپے
تین سالوں میں بچت		32,14,790/- روپے
سالانہ بچت		10,71,596/- روپے

نوٹ:

اگر چارہ کی کاشت کر کے بھیڑوں کو ڈالنے کی بجائے انہیں قدرتی چراگاہوں میں پالا جائے تو سالانہ بچت (-/3,78000+10,71596)-/14,49,596 روپے ہوسکتی ہے۔

100بیتل بکریاں پالنے کا تخمینہ

سرمایہ کاری

قیمت100 شاخ بکریاں بحساب -/30,000روپے فی بکری	30,00,000/-
قیمت3 شاخ بکرے بحساب -/40,000روپے فی بکرا	1,20,000/-
تعمیر شیڈ1236روپے مربع فٹبرائے100 بکریاں اور4 بکرے @-/500روپے فی مربع فٹ	3,70,800/-
تعمیر420 مربع فٹ شیڈ برائے نوجوان بکرے اور بکریوں کے لیے بحساب -/300روپے فی مربع فٹ	1,26,000/-
10 لکڑی کی کھرلیاں بحساب -/1000روپے فی کھرلی	10,000/-
پانی کے حوض کی تعمیر	10,000/-
پانی کے لیے پمپ	15,000/-
لوہے کی الماری	10,000/-
بالٹیاں ترازو وغیرہ	15,000/-
میزان:	36,76,800/-

اعداد وشمار کے بنیادی اصول

ایک بکری سے سال میں حاصل کردہ بچے	1.76
پہلی بار بچہ دینے کی عمر	559دن
دو بیانتوں کا درمیانی عرصہ	357دن
شیر خوار بچوں میں شرح اموات	15فیصد
نوجوان بکرے بکریوں کی شرح اموات	5فیصد
بالغ بکرے بکریوں میں شرح اموات	2فیصد
جنسی تناسب	50:50

نوٹ

بکریاں جنوری، فروری میں حاملہ خریدی گئیں اور نوجوان بکرے 9 ماہ اور بکریاں ایک سال کی عمر میں فروخت کی گئیں۔

تین سالوں کے دوران بیتل بکریوں میں اضافہ و کمی

پہلا سال

قسم جانور	تعداد شروع سال	اضافہ بوجہ				کمی بوجہ				
	-	پیدائش	خرید	منتقلی	میزان	اموات	فروخت	منتقلی	میزان	سال کے اختتام پر بقایا جانور
سانڈ بکرے	-	-	3	-	3	-	-	-	-	3
بکریاں	-	-	100	-	100	2	-	-	2	98
نوجوان بکرے	-	-	-	75	75	4	70	-	74	01
نوجوان بکریاں	-	-	-	75	75	4	-	-	4	71
شیرخوار پٹھورے	-	88	-	-	88	13	-	75	88	-
شیرخوار پٹھوریاں	-	88	-	-	88	13	-	75	88	-
میزان	-	176	103	150	429	36	70	150	256	173

دوسرا سال

قسم جانور	تعداد شروع سال	اضافہ بوجہ				کمی بوجہ				
		پیدائش	خرید	منتقلی	میزان	اموات	فروخت	منتقلی	میزان	سال کے اختتام پر بقایا جانور
سانڈ بکرے	3	-	-	1	1	-	1	-	1	3
بکریاں	98	-	-	71	71	4	67	-	71	98
نوجوان بکرے	1	-	-	73	73	4	68	1	73	1
نوجوان بکریاں	71	-	-	73	73	7	-	71	78	66
شیرخوار پٹھورے	-	86	-	-	86	13	-	73	86	-
شیرخوار پٹھوریاں	-	86	-	-	86	13	-	73	86	-
میزان	173	172	-	218	390	41	136	218	395	168

تیسرا سال

قسم جانور	تعداد شروع سال	اضافہ بوجہ				کمی بوجہ				
	-	پیدائش	خرید	منتقلی	میزان	اموات	فروخت	منتقلی	میزان	سال کے اختتام پر بقایا جانور
سانڈ بکرے	3	-	-	1	1	-	1	-	1	3

بکریاں	98	-	-	66	66	4	62	-	66	98
نوجوان بکرے	1	-	-	73	73	4	68	-	73	01
نوجوان بکریاں	66	-	-	73	73	7	-	66	73	66
شیرخوار پٹھورے	-	86	-	-	86	13	-	73	86	-
شیرخوار پٹھوریاں	-	86	-	-	86	13	-	73	86	-
میزان	168	172	-	213	385	41	131	213	385	168

اخراجات سبز چارہ

پہلا سال:

103(3+100) بکرے بکریوں کے لیے چارہ بحساب 8 کلوگرام فی جانور برائے ایک سال	301ٹن
150 نوجوان بکرے وبکریوں کے لیے چارہ بحساب 4 کلوگرام فی جانور برائے ایک سال	109ٹن
کل سبز چارہ:	410ٹن
اخراجات 1000x410	4,10,000/-

دوسرا سال:

چارہ برائے 173 (3+98+1+71) بکریوں اور بکروں کے لیے بحساب 8 کلوگرام فی جانور 3 ماہ کے لیے	126ٹن
چارہ برائے 101 (3+98) بکریوں اور بکروں کے لیے بحساب 8 کلوگرام فی جانور 9 ماہ کے لیے	221ٹن
چارہ برائے 146 (73+73) نوجوان بکریوں اور بکروں کے لیے بحساب 4 کلوگرام فی جانور 6 ماہ کے لیے	106ٹن
کل سبز چارہ:	453ٹن
اخراجات 1000x453	4,53,000/-

تیسرا سال:

چارہ برائے 168 (66+1+98+3) بکرے بکریوں کے لیے چارہ بحساب 8 کلوگرام فی جانور برائے تین ماہ	123ٹن
چارہ برائے 101 (3+98) بکریوں اور بکروں کے لیے بحساب 8 کلوگرام فی جانور نو ماہ کے لیے	221ٹن
چارہ برائے 146 (73+73) نوجوان بکروں اور بکریوں کے لیے بحساب 4 کلوگرام فی جانور چھ ماہ کے لیے	106ٹن
کل سبز چارہ:	450ٹن
اخراجات 1000x450	4,50,000/-

کل اخراجات سبز چارہ 13,13,000/- روپے

اخراجات راشن (ونڈا)

تفصیل	پہلا سال		دوسرا سال		تیسرا سال	
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم
اخراجات ونڈا اسانڈ بکرے بحساب 500 گرام یومیہ فی بکرا برائے 120 دن 30 روپے فی کلوگرام	3	5400/-	3	5400/-	3	5400/-
اخراجات ونڈا برائے بکریاں بحساب 500 گرام فی بکری یومیہ برائے 150 دن 30 روپے فی کلوگرام (برائے ایک بیانت)	100	2,25000/-	98	2,20500/-	98	2,25,900
میزان:	103	2,30,400/-	101	2,25,900/-	101	2,25,900/-

کل اخراجات ونڈا: 6,82,200/- روپے

سالانہ اخراجات

تفصیل	پہلا سال	دوسرا سال	تیسرا سال
تنخواہ ایک چرواہا بحساب 15000/- روپے ماہوار	1,80,000/-	1,80,000/-	1,80,000/-
اخراجات سبز چارہ	4,10,000/-	4,53,000/-	4,50,000/-
اخراجات ونڈا	2,30,400/-	2,25,900/-	2,25,900/-
اخراجات ادویات و ٹیکہ جات	20,000/-	20,000/-	20,000/-
فرسودگی باڑہ جات و دیگر سامان مالیتی 5,56,800/- بحساب 20 فیصد سالانہ	1,11,360/-	1,11,360/-	1,11,360/-
میزان:	9,51,760/-	9,90,260/-	9,87,260/-

کل اخراجات سالانہ: 29,29,280/- روپے

سالانہ آمدنی

تفصیل	پہلا سال		دوسرا سال		تیسرا سال	
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم
فروخت سانڈ بکرے بحساب 45000/- روپے فی بکرا	-	-	1	45,000/-	1	45,000/-
فروخت نوجوان بکریاں بحساب 25000/- روپے فی بکری	-	-	67	16,75,000/-	62	15,50,000/-
فروخت نوجوان بکرے بحساب 25000/- روپے فی بکرا	70	17,50,000	68	17,00,000/-	68	17,00,000/-
فروخت کھالیں بحساب 1000 روپے فی کھال	41	41,000	41	41,000/-	41	41,000/-

فروخت دودھ بحساب 200 لٹر فی بکری فی بیانت بحساب 60 روپے فی لٹر	100	12,00,000	98	11,76,000/-	98	11,76,00/-
میزان:		29,91,000/-		46,37,000/-		45,12,000

کل آمدن (تین سال): 1,21,40,000/- روپے

منصوبہ کے اختتام پر موجود جانوروں کی مالیت (تین کے اختتام)

قسم جانور	تعداد	کل مالیت
سانڈ بکرے	4	160,000/-
بکریاں	98	29,40,000/-
نوجوان بکرے	1	25000/-
نوجوان بکریاں	66	16,50,000/-
	میزان	47,75,000/-

تین سالوں کے درمیان کل آمدنی:

تفصیل	آمدنی
تین سالوں کے دوران جانور اور دودھ کی فروخت	1,21,40,000/-
منصوبہ کے اختتام پر جانوروں کی مالیت	47,75,000/-
منصوبہ کے اختتام پر باڑہ جات اور دیگر سامان کی مالیت	2,22,720/-
کل آمدن:	1,71,37,720/-

تین سالوں کے دوران اخراجات

ابتدائی اخراجات	36,36,800/-
سالانہ اخراجات	29,29,280/-
کل اخراجات:	65,66,080/-
تین سالوں کے دوران بچت:	1,0571640/-
سالانہ بچت:	35,23,880/-

تقریباً 34 فیصد آمدنی دودھ کی فروخت سے ہوتی ہے اور دیہاتوں میں بکری کے دودھ کی فروخت کا مناسب انتظام نہیں ہوتا اس لیے بڑی بکریوں کی تجارتی پیمانے پر افزائش زیادہ سودمند نہیں رہتی۔

بھیڑ بکریوں کو گوشت کے لیے فربہ کرنا

اس وقت بھیڑ بکریوں سے حاصل کردہ گوشت تقریباً 0.702 ملین ٹن ہے اس پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ اسی صورت میں ممکن ہے اگر ملکی سطح پر ان جانوروں کی فارمنگ کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ وہ لوگ جو پہلے ہی بھیڑ بکریاں پال رہے ہیں ان کو یہ سفارش کی جاتی ہے کہ وہ درج ذیل باتوں کو ذہن نشین کر لیں۔

i۔ نسل کشی کے لیے سانڈ، بکرا اور مینڈھا بہترین پیداواری خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے۔ بکریوں کی نسل کشی مارچ اپریل اور ستمبر اکتوبر میں کروائیں جبکہ بھیڑوں کے لیے وسط ستمبر سے اخیر اکتوبر تک کے دن نسل کشی کے لیے موزوں ہیں۔

ii۔ سانڈ بکرے اور مینڈھے کو سارا سال بکریوں/بھیڑوں میں چھوڑنے کی بجائے صرف اوپر تجویز کردہ ایام میں ہی چھوڑا جائے تاکہ بچوں کی فصل ایک ہی دفعہ آئے اور ان کی دیکھ بھال اور فربہ کرنے میں آسانی ہو۔

iii۔ بھیڑ بکریوں سے خاطر خواہ منافع حاصل کرنے کے لیے ان کو روزانہ چرائی کے لیے لے جانا اشد ضروری ہے۔ چرائی کے دوران جڑی بوٹیاں گھاس پھوس اور درختوں کے پتے متوازن غذا بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

iv- اگر جانوروں کو چراگاہوں میں ضرورت کے مطابق خوراک میسر نہ ہو تو اضافی غذائیت سے بھرپور اور سستا متوازن ونڈا فراہم کر کے ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔

v- حاملہ جانوروں کو بیانے سے تقریباً ایک ہفتہ قبل ریوڑ سے الگ کر دیں اور زود ہضم غذا فراہم کریں۔ بچہ جنتے وقت بھیڑ بکریوں کا خصوصی خیال کریں اور اگر کسی مدد کی ضرورت ہو تو فوراً انتظام کریں۔

vi۔ نوزائیدہ بچوں کے ناک منہ اور آنکھوں سے جھلی وغیرہ صاف کر کے نتھنوں میں پھونک ماریں۔ ناف کو جسم سے ایک انچ چھوڑ کر گرہ لگانے کے بعد قینچی سے کاٹ کر ٹنکچر آئیوڈین میں ڈبوئیں پھر بچوں کو اس کی ماں کے آگے رکھ دیں تاکہ وہ اسے چاٹ لے۔ ماں کے تھن حیوانہ کو صاف کر کے دُودھ پلائیں۔ اگر ماں کا دُودھ کم ہو تو کسی دوسری بکری یا بھیڑ کا دُودھ پلایا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر صاف فیڈر کے ذریعے گائے بھینس کا دُودھ بھی پلایا جا سکتا ہے۔

vii۔ 15 دن بعد ماں اور بچوں کو باڑے کے قریب ہی چرائی کے لیے بھیج دیں۔

viii۔ جب بچوں کی عمر 4 ماہ ہو جائے تو دُودھ چھڑا کر نر بچوں کو مادہ بچوں سے الگ رکھیں۔ نر بچوں کو گوشت کے لیے فربہ کرنے کے لیے متوازن ونڈے کا استعمال کریں۔ اگر ایسے نر بچے فربہ کر کے عید کے موقع پر بیچے جائیں تو آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔

اگر جانور خرید کر فربہ کرنا مقصود ہو تو خریدتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

☆ جانور کی عمر کا اندازہ لگائیں کہ وہ عید تک قربانی کے قابل ہو۔

☆ بیتل (دیسی) یا دوغلی نسل کے بکرے (بیتل X ٹیڈی) اور لوہی اور سپلی یا کجلی نسل کے چھترے خریدیں۔

☆ مادہ جانور خریدتے وقت یہ ضرور دیکھ لیں کہ وہ حاملہ تو نہیں۔

☆ جانور تندرست و توانا اور درج ذیل خصوصیات کا حامل ہو۔

(i) چوڑا، ٹھوس بدن، مضبوط قد و قامت

(ii) چھوٹا چوڑا اور مضبوط سر

(iii) جانور ہر عیب سے پاک ہو یعنی آنکھیں ٹھیک ہوں کوئی کان کٹا نہ ہو اور سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ چلنے میں لنگڑا تا نہ ہو وغیرہ۔

(iv) آنکھیں بڑی اور کھلی

(v) کھلی پسلیاں، کھلی اور چوڑی کمر

(vi) پٹھے چوڑے اور گوشت سے بھرے ہوئے۔

(vii) جسم کا ڈھانچہ کھلا اور مضبوط

کمزور صحت کا حامل جانور خریدنا بہتر ہے بشرطیکہ وہ تندرست ہو کیونکہ یہ سستا ملے گا اور اسے متوازن ونڈا ڈال کر موٹا کیا جا سکتا ہے۔

جانور کی رہائش کے لیے پہلے سے بنی ہوئی عمارت یا شیڈ استعمال کریں لیکن اس میں ہوا کا گزر (Ventilation) اور روشنی کا آنا اشد ضروری ہے۔ اگر جانور زیادہ ہیں اور کوئی عمارت میسر نہیں تو بالکل سادہ سا چھپر بنالیں جس کی دیواریں اور فرش کچا ہو اور سستی سی چھت ڈالیں۔ سردی اور بارش سے بچاؤ کے لیے یہ چھپر استعمال کریں اور دن کے وقت کسی کھلی جگہ پر رکھیں یا چرائی کے لیے لے جائیں۔ چارہ وغیرہ ڈالنے کے لیے لکڑی کی کھرلی استعمال کی جا سکتی ہے لیکن روزانہ اس کی صفائی اشد ضروری ہے۔

جانور کو فربہ کرنے کے لیے متوازن خوراک کی فراہمی ضروری ہے تاکہ جانور تھوڑے وقت میں زیادہ وزن بڑھا سکیں۔ جانوروں کو سبز چارہ کم اور متوازن خوراک میں ونڈا / راشن زیادہ مقدار میں دیا جائے۔ یہ راشن سستا (Economical)، مزیدار (Palatable)، غذائیت سے بھرپور (Nutritious) اور قابل ہضم (Digiestible) ہونا چاہیے۔

بھیڑ بکریاں پالنے کی صنعت میں سب سے اہم بات ان کی خوراک ہے۔ یہ عموماً میدانوں جنگلوں اور پہاڑوں میں جڑی بوٹیاں گھاس اور درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتی ہیں لیکن عام طور پر ان سے ان کی غذائی ضروریات پوری نہیں ہوتیں اور انہیں چرائی کے علاوہ عمر کے مختلف مراحل پر ونڈے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے ونڈے میں شیرے کا استعمال یقیناً فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ جو 20 سے 25 فی صد تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ شیرے کے استعمال سے ونڈے کی غذائی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور قیمت میں بھی نسبتاً کمی واقع ہو جاتی ہے۔ بھیڑ بکریوں کے بچوں کی عمر کا ابتدائی 6 ماہ کا عرصہ ان کی نشوونما اور ان کے فربہ ہونے کے لیے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس عمر میں بچوں کے بڑھنے اور موٹا ہونے کی رفتار آئندہ زندگی کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے بچوں کو فربہ کرنے کے لیے مختلف اقسام کے اجزا غذا میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ تاہم ان میں شیرے کا استعمال ایسی خوراک کی غذائی اہمیت کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس سے خوراک کی قیمت بھی قدرے کم ہو جاتی ہے اور غذائی اعتبار سے بھی یہ خوراک عمدہ اور لذیذ ہوتی ہے۔

گھریلو سطح پر فربہ کرنا

چھوٹے پیمانے (گھریلو سطح) پر ان جانوروں کو فربہ کرنے کے لیے کوئی الگ سے عمارت یا لیبر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر پہلے سے ہی فارمر نے جانور رکھے ہیں تو وہی عمارت اور لیبر اس مقصد کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ گھریلو سطح پر 10 جانوروں کو 120 دن کے لیے فربہ

کرنے کے لیے اخراجات و آمدنی کا تخمینہ درج ذیل ہے۔

10 جانوروں کی خرید بحساب 400 روپے فی کلوگرام جسمانی وزن

(اوسط وزن فی جانور 20 کلوگرام)	=	80,000 روپے

سبز چارہ برائے 120 دن بحساب 3 کلوگرام روزانہ

در 1 روپے فی کلوگرام	=	3,600 روپے

راشن برائے 120 دن بحساب ایک کلوگرام روزانہ

در 30 روپے فی کلوگرام	=	36,000 روپے

اخراجات برائے حفاظتی ٹیکہ جات اندرونی و بیرونی

کیڑوں سے بچاؤ کی ادویات وغیرہ

100 روپے فی جانور	=	1000 روپے
کل اخراجات	=	1,20,600 روپے

آمدنی

فروخت 10 جانور اوسط وزن فی جانور 50 کلوگرام (250 گرام بڑھوتری فی دن)

در 450 روپے فی کلوگرام جسمانی وزن	=	2,25,000 روپے

منافع

= 2,25,000 - 1,20,600 = 1,04,400 روپے

تجارتی پیمانے پر فربہ کرنا

ایک وقت میں 50 بکروں یا چھتروں کو فربہ کرنے کے لیے (تجارتی پیمانے پر) اخراجات و آمدنی کا تخمینہ درج ذیل ہے۔

50 جانوروں کے لیے شیڈ کی تعمیر بحساب

12 مربع فٹ فی جانور	=	600 مربع فٹ
سٹور 12 X 10 فٹ	=	120 مربع فٹ
کل رقبہ شیڈ	=	720 مربع فٹ

تعمیر شیڈ (چھپر) بحساب

100 روپے فی مربع فٹ	=	72,000 روپے
تعمیر ایک عدد حوض پانی	=	5,000 روپے
کل اخراجات عمارت	=	77,000 روپے

سازو سامان

ایک عدد ہینڈ پمپ	=	8,000 روپے
ٹب بالٹیاں اور 5 لکڑی کی کھرلیاں	=	15,000 روپے
متفرق اخراجات	=	5,000 روپے
کل اخراجات سازو سامان	=	28,000 روپے

50 جانوروں کی خرید بحساب 400 روپے فی کلوگرام

زندہ وزن (اوسط وزن فی جانور 20 کلوگرام)	=	4,00,000 روپے

خوراک

سبز چارا بحساب 3 کلوگرام فی جانور

برائے 120 دن در 1 روپے فی کلوگرام	=	18,000 روپے

راشن برائے 120 دن بحساب ایک کلوگرام

فی جانور روزانہ 30 روپے فی کلوگرام	=	18,0000 روپے
کل خرچہ خوراک	=	1,98,000 روپے

تنخواہ

2 اٹینڈنٹ بحساب 12,000 روپے ماہوار 4 ماہ کے لیے	=	96,000 روپے

فرسودگی

عمارت بحساب 5 فیصد سالانہ	=	3,850 روپے
سازوسامان 20 فیصد سالانہ	=	5,600 روپے
اموات بحساب ایک جانور (دو فیصد)	=	8,000 روپے
کل	=	17,450 روپے

سالانہ آمدنی

فروخت 50 جانور بحساب 450 روپے فی کلوگرام جسمانی وزن اوسط وزن

فی جانور 50 کلوگرام

(بڑھوتری 250 گرام فی دن)	=	11,25,000 روپے

اخراجات (روپے)

خرید جانور	=	4,00,000 روپے

خوراک	=	1,98,000روپے
تنخواہ	=	96,000روپے
فرسودگی	=	17,450روپے
کل اخراجات	=	7,11,450روپے

منافع

11,25,000 - 7,11,450 = 4,13,550روپے

یہ منافع 50 جانوروں سے 4 ماہ میں لیا جاسکتا ہے۔ اگر اگلے 8 ماہ میں ہر 4 ماہ بعد 50 جانور فربہ کر لیے جائیں تو ایک سال میں اندازاً منافع درج ذیل ہوگا۔

پہلے 4 ماہ بعد	=	4,13,550روپے
دوسرے 4 ماہ بعد	=	4,23,000روپے
تیسرے 4 ماہ بعد	=	4,23,000روپے
کل منافع سالانہ	=	12,59,550روپے

دوسرے اور تیسرے 4 ماہ میں منافع اس لیے زیادہ ہے کہ فرسودگی سامان اور عمارت سال میں صرف ایک دفعہ لگائی جاتی ہے شرح اموات ایک جانور ہر گروپ میں شامل ہے۔ اگر فرسودگی سال کے شروع کی بجائے آخر میں بھی لگائی جائے تو شرح منافع یہی رہے گا۔

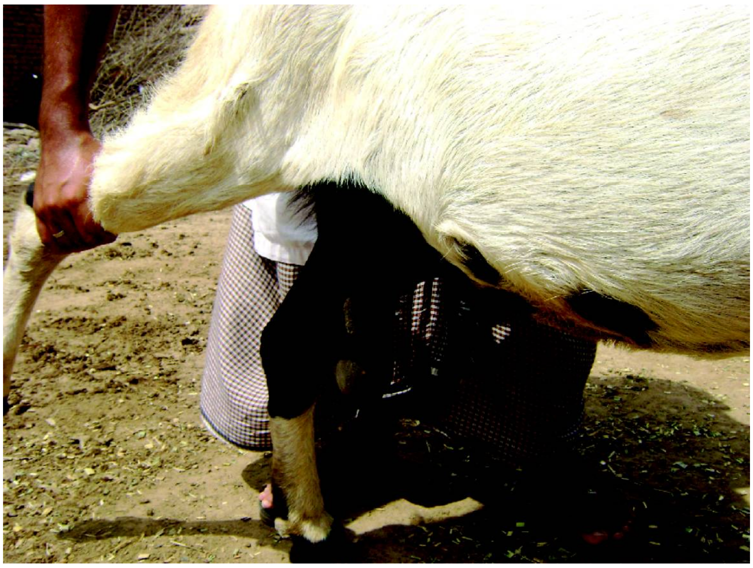

منافع بخش فارمنگ کے لیے سفارشات

☆ فارم کے تمام اخراجات اور آمدن کا حساب رکھیں۔
☆ باڑے موسم کی شدت اور جنگلی جانوروں سے محفوظ بنائیں۔
☆ باڑے کے اندر چھتی ہوئی جگہ کم ازکم 15 مربع فٹ اور کھلی جگہ 30 مربع فٹ فی بھیڑ بکری رکھی جائے۔
☆ باڑوں کا رُخ شمالاً جنوباً رکھیں اور چھتیں ڈھلوان ہونی چاہئیں تا کہ بارش کا پانی کھڑا نہ ہو۔
☆ چھت کا درمیانی حصہ 12 فٹ اور اطراف 9 فٹ اُونچی رکھیں۔
☆ تجارتی فارم کے آغاز سے قبل ماہرین سے رابطہ قائم کر کے ضروری معلومات حاصل کی جائیں۔
☆ جانوروں کی خرید سے پہلے ان کے لیے معقول رہائش اور خوراک کا بندوبست کیا جائے۔
☆ نئے خرید کئے گئے جانوروں کو کم ازکم دس یوم تک کسی علیحدہ جگہ پر رکھیں۔
☆ نسل کشی کے لیے نسلی اعتبار سے بہترین سانڈ استعمال کریں۔
☆ یکم جولائی سے 15 ستمبر تک نسل کشی بند کر دیں تا کہ بچے سخت سردی میں پیدا ہو کر سردی کا شکار نہ ہوں۔
☆ نوکروں پر انحصار کم اور ذاتی توجہ زیادہ دیں۔
☆ باڑے کے اندر نمی کی موجودگی شیر خوار بچوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے اس لیے صبح سویرے باڑے کی صفائی کر کے اس کے دروازوں پر لگے ٹاٹ کو شام تک ہٹا دیں تا کہ دھوپ اور ہوا باڑے کو اندر سے خشک کر دے۔

☆ سانڈ مینڈھوں یا بکروں کو مارچ، اپریل اور ستمبر، اکتوبر کے دوران نسل کشی کے لیے استعمال کیا جائے اور اس دوران 400 سے 500 گرام روزانہ ونڈا بھی دیا جائے۔

☆ فارم پر موجود بھیڑوں بکریوں کے دودھ کو اس طرح استعمال کریں کہ نہ تو کوئی بچہ بھوکا رہے اور نہ ہی کوئی ضرورت سے زیادہ دودھ پیئے۔

☆ شدید گرمی کے موسم میں جانوروں کو صبح سویرے اور شام کو چرائی کے لیے بھیجیں۔ دوپہر کے وقت انہیں کسی سایہ دار جگہ پر آرام کرنے دیں۔

☆ خوراک کی کمی کے دنوں میں ونڈا فراہم کریں۔

☆ جانوروں کو باڑوں میں مقید کرنے کی بجائے چراگاہوں میں بھیجیں۔

☆ شورزدہ زمینوں میں بھیڑ بکریوں کے لیے جنتر لگائیں جوان کے لیے بہترین خوراک ہے۔

☆ کھیتوں کی منڈیروں پر ایسے درخت لگائیں جو فصلوں کے لیے نقصان دہ نہ ہوں ان کے پتے اور پھلیاں بکریوں کی خوراک کا کام دیں۔

☆ شدید سردی کے موسم میں رات کے وقت بھیڑ بکریوں کو سردی سے بچائیں۔

☆ پینے کے لیے تازہ اور صاف ستھرا پانی موسم کے مطابق مہیا کریں اور کھرلیوں میں نمک کے ڈھیلے رکھیں۔

☆ باڑوں میں عام آدمی کا داخلہ بند کر دیں۔

☆ متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے بروقت حفاظتی ٹیکے لگوائیں۔

☆ کمزور جانوروں کی مینگنیں لیبارٹری میں ٹیسٹ کروا کر کرم کش ادویات پلائیں۔

☆ اندرونی کرموں کے خاتمے کے لیے بروقت اقدامات کریں۔

☆ جانور بیمار ہونے کی صورت میں فوراً دوسرے جانوروں سے الگ کر کے علاج کروائیں۔

☆ جانور خریدتے اور فروخت کرتے وقت خصوصی احتیاط کریں۔

☆ باڑے کی تعمیر، جانور کی خرید، خوراک کا خرچ وغیرہ کا ریکارڈ رکھیں تاکہ پتہ چل سکے کہ جانور پر کتنا خرچ کیا اور کتنا نفع کمایا۔

☆ چونکہ جانور مختلف جگہوں سے خریدے جاتے ہیں اس لیے کم ازکم ایک ہفتے تک دوسرے جانورں سے الگ رکھیں تاکہ اگر کسی میں بیماری کے اثرات ہیں تو دوسروں میں منتقل نہ ہوں۔

☆ باڑے صاف، خشک اور گندگی سے پاک رکھیں۔

☆ جانوروں کو سردی سے بچانے کے لیے خصوصی توجہ دیں۔

☆ اندرونی کرموں سے بچاؤ کے لیے کرم کش دوائی (Deworming) پلائیں۔

☆ مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ٹیکہ جات لگوائیں۔

☆ اگر کسی جانور کو کوئی کتا وغیرہ کاٹ لے تو فوراً اینٹی ریبک ویکسین کا کورس شروع کروا دیں۔

☆ خریدے گئے جانور چونکہ چارہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں اس لیے انہیں چارے سے متوازن خوراک (راشن) کی طرف آہستہ آہستہ لائیں۔

☆ اگر جانور کو اپھارہ ہو جائے تو 100 گرام سادہ تیل + 20 گرام تارپین کا تیل + 10 گرام ہینگ ملا کر دیں۔

☆ اگر ممکن ہو تو جانوروں کو چرائی کرائیں اور سبز چارہ نہ دیں صرف ونڈے پر رکھیں بصورت دیگر سبز چارہ بھی کھلائیں۔

☆ تازہ اور صاف ستھرا پانی مہیا کریں اور کھرلیوں میں نمک کے ڈھیلے رکھیں۔

☆ بکروں اور چھتروں کو الگ الگ باڑوں میں رکھیں۔

☆ اگر کوئی جانور کم چارہ کھا رہا ہے یا اسے بدہضمی کا مسئلہ ہے تو سٹامک پاؤڈر بحساب 20 گرام فی بھیڑ بکری دیں۔

☆ اگر کسی جانور کو کھانسی نزلہ ہے تو سیلائن الیکچری گڑ یا شیرے میں ملا کر دیں۔

☆ اگر کسی جانور کو موک کا مسئلہ ہے تو فوری علاج کروائیں۔

☆ قربانی کے لیے تیار کیے جانے والے جانوروں کو آخری دن کا انتظار کیے بغیر جب بھی مناسب منافع ملے فروخت کر دیں۔

مطبوعات دفتر کتب، رسائل وجرائدِ جامعہ، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

نمبرشمار	عنوان	قیمت
1-	زراعت ۔ وسائل، مسائل اور مستقبل (ایک جائزہ)	30/-
2-	بکریوں میں مصنوعی نسل کشی	25/-
3-	بیر کی اقسام اور ان کی کاشت	20/-
4-	راہنمائے کاشتکاران کھجور	30/-
5-	گاجر کی کاشت: صحت منداور منافع بخش	15/-
6-	پیاز کی پیداواری ٹیکنالوجی	20/-
7-	سمارٹ فاسفورسی کھاد	20/-
8-	یوائے ایف 11	10/-
9-	تھوڑ بارہ زمین کے لیے اصلاحی طریقے وٹیکنالوجی	25/-
10-	کھارے پانی کے استعمال سے تھور بارہ زمین میں کاشتہ دھان اور گندم کی پیداوار پر جپسم اور Seed Priming کے نفع بخش اثرات	10/-
11-	آم ۔ پھلوں کا بادشاہ	50/-
12-	امرود کی بیماریوں سے پاک نرسری اگانے کے جدید طریقے	15/-
13-	کلراٹھی زمینوں کے لیے نئی غذائی نقدآور فصل	15/-
14-	فصلوں میں قوتِ مدافعت اور پیداوار بڑھانے کا قدرتی، آسان اور سستا طریقہ	15/-
15-	سلی میرین: امراض جگر میں امید کی کرن	10/-
16-	گل اشرفی	10/-
17-	مائیکروپاور (زیادہ پیداوار، بہتر کوالٹی اور صحت مند نشوونما بذریعہ اجزائے صغیرہ کی سپرے)	15/-
18-	قربانی کے جانور: خرید، نگہداشت اور ذبح کرنا	15/-
19-	کھجور کی اقسام	25/-
20-	مات گراس بے مثال چارہ	15/-
21-	بدلتے ہوئے شدید موسمی حالات میں ٹماٹر کی کاشت	15/-
22-	بدلتے ہوئے شدید موسمی حالات میں موسم گرما کی سبزیوں کی کاشت	10/-
23-	کلرزدہ زمینوں میں سبزیات کی کاشت کے لیے سفارشات	20/-
24-	ٹنل میں کھیرے کی کاشت	15/-
25-	ترشاوہ باغات میں جڑی بوٹیوں کا تدارک اور فرٹیگیشن	25/-
26-	ترشاوہ باغات میں آبپاشی بذریعہ ڈرپ اریگیشن	20/-
27-	پاکستان میں ترشاوہ پھلوں کے امراض اور ان کا انسداد	10/-
28-	بھنڈی کے بیج کی فصل	20/-
29-	کنٹرولڈ ایٹما سفیئر ٹیکنالوجی	15/-
30-	مٹر کے بیج کی فصل	20/-
31-	آئیسٹر مشروم کی کاشت	60/-
32-	بٹن مشروم کی کاشت	20/-
33-	مویشیوں میں سوزش حیوانہ کی تشخیص علاج اور روک تھام کا ایک عملی پروگرام	15/-
34-	جانوروں کو تندرست رکھنے کے لیے بنیادی اُصول	15/-
35-	جانوروں کی خوراک کے متعلق اہم سفارشات	15/-
36-	شیرہ یوریا بلاک	15/-
37-	پاکستان میں نہری پانی کی کمی، اثرات اور احتیاطی تدابیر	15/-
38-	شہروں سے خارج ہونے والے فالتو پانی کا آبپاشی کے لیے استعمال اور اس کے نقصانات	15/-
39-	خمیرہ چارہ	15/-
40-	پاکستان میں اُگائی جانے والی خوبانی کی اقسام	20/-
41-	تغیراتی موسمی حالات میں بھنڈی توری کی کاشت	15/-
42-	ٹنل میں مرچوں کی کاشت	20/-
43-	ٹماٹر کی ٹنل میں کاشت	15/-
44-	کھارے پانی سے فصلات کی کاشت اور تھور بارہ زمین کی اصلاح	10/-
45-	رہنما کتابچہ: آم کی بہتر پیداوار کے لیے کھادوں کا متناسب استعمال	30/-
46-	ترشاوہ پھلوں کی تصدیق شدہ نرسری کی داغ بیل اور گملوں میں تیاری کار جحان	25/-
47-	ترشاوہ پھلوں کے باغات کی دیکھ بھال کے چند رہنما اصول	30/-
48-	گاجر کی کاشت اور بیج کی پیداوار	25/-
49-	آبپاشی کے ساتھ کھادوں کا استعمال فرٹیگیشن	20/-
50-	ترشاوہ پھلوں اور امرود کی صحت مند نرسری اگانے کے لیے ماڈل نرسری کا قیام	15/-
51-	زرعی مقاصد کے لیے کھارے پانی کے استعمال کی ترکیبات	25/-
52-	منہ کھر پر قابو پاؤ ۔ دودھ کی پیداوار بڑھاؤ	10/-
53-	چارے کی مسلسل فراہمی کیوں اور کیسے؟	25/-
54-	بانس کی کاشت	15/-
55-	ترشاوہ پھلوں پودوں میں بذریعہ ٹاپ ورکنگ اقسام کی تبدیلی	15/-
56-	ڈیری فارم مینجمنٹ (ڈیری گائیڈ)	150/-
57-	بیکری مصنوعات، پھلوں اور سبزیوں کو محفوظ کرنا	150/-
58-	پریکٹیکل ڈیری فارمنگ	150/-
59-	قدرتی طریقے سے تیا شدہ خشک کھجور	20/-
60-	سالانہ کیلنڈر: آم کے باغات کی دیکھ بھال	20/-
61-	سالانہ کیلنڈر: ترشاہ باغات کی دیکھ بھال	20/-
62-	گلیڈولس کی کاشت: منافع بخش کاروبار	20/-
63-	آلو کی کاشت	40/-
64-	گل داؤدی کی نگہداشت کا سالانہ کیلنڈر	20/-
65-	گلاب کی نگہداشت کا سالانہ کیلنڈر	20/-
66-	دودھ کی پیداوار بڑھانے کا عملی پروگرام	20/-
67-	دیمک کا تدارک	20/-
68-	جانور کے لیے سپر جوس	20/-
69-	وژن 2030 (زرعی ترجیحات، نصب العین اور لائحہ عمل)	50/-
70-	ماڈرن پولٹری پروڈکشن (پولٹری گائیڈ)	180/-
71-	بھیڑ بکریاں پالنا (Sheep and Goat Farming)	150/-